

ٹارزن اور
شارگی دیوی

ذہین دوستو!

السلام علیکم!

ٹارزن کا نیا ناول ”ٹارزن اور شارگی دیوی“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول ٹارزن کے متوالوں کے لئے ایک نئے انداز میں لکھا گیا ہے جسے پڑھتے ہوئے آپ محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ آپ دوستوں نے جس طرح سے میرے لکھے ہوئے عمرو عیار، ٹارزن اور شیخ چلی کے خاص اور عام نمبروں کو پسند کیا ہے اس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میرا یہ ناول جو خاص نمبر ہے آپ کو ضرور پسند آئے گا۔ جیسا کہ میں نے سابقہ ناولوں میں کہا تھا کہ میں آپ کے ناولوں کے سلسلے میں لکھے ہوئے خطوط اور تصاویر آئندہ آنے والے ناولوں میں شائع کرنے کا اہتمام کروں گا تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ ناول مکمل تھا اس ناول کے کمپیوٹر پرنٹ چونکہ آپ کے ارسال کردہ خطوط اور تصاویر کی آمد سے قبل لئے جا چکے تھے اس لئے اس

ناول میں اتنی جگہ نہیں تھی کہ میں فوری طور پر خطوط اور تصاویر شائع کروا سکتا۔

مجھے جن دوستوں نے بچوں کے ناولوں کے سلسلے میں جو خطوط اور اپنی تصاویر ارسال کی ہیں وہ میرے پاس محفوظ ہیں جو اس سے آگے آنے والے ناولوں میں انشاء اللہ ضرور شائع کی جائیں گی۔ جلد ہی وہ ناول آپ کے ہاتھوں میں ہوں گے جن میں نہ صرف آپ کے خطوط شامل ہوں گے بلکہ آپ کی بھیجی ہوئی تصاویر بھی شائع ہوں گی۔ اس لئے اگر اور دوست بھی چاہیں تو وہ بھی خط کے ساتھ اپنی ایک عدد پاسپورٹ سائز تصویر ادارے کو ارسال کر سکتے ہیں جسے آئندہ آنے والے ناولوں میں شائع کیا جائے گا۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

والسلام

ظہیر احمد

ٹارزن اپنی جھونپڑی میں منکو کے ساتھ بیٹھا صبح کا ناشتہ کر رہا تھا کہ اسے کسی نے باہر سے اس کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا۔

”ٹارزن۔ سردار ٹارزن“۔ اس آواز کو سن کر ٹارزن اور منکو چونک پڑے۔

”یہ آواز تو شانالا قبیلے کے سردار زبوتا کی معلوم ہوتی ہے“۔ ٹارزن نے اس آواز کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”میں دیکھتا ہوں“۔ منکو نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا سرخ سیب نیچے رکھ کر اٹھا اور جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے

تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔
 ”باہر شامالا قبیلے کا سردار زبونا ہی موجود ہے
 سردار۔ وہ اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اس کے قبیلے
 کے چند وحشی بھی ہیں۔“ منکو نے کہا۔
 ”تو اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات
 ہے۔“ ٹارزن نے اس کے چہرے پر چھائی ہوئی
 پریشانی دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”سردار۔ وہ سب بری طرح سے زخمی ہیں۔“ منکو
 نے کہا تو اس کی بات سن کر ٹارزن چونک اٹھا۔
 ”وہ سب زخمی ہیں۔ کیا مطلب۔“ ٹارزن نے ایک
 جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ لوگ کسی سے
 زبردست جنگ کر کے آئے ہوں۔ ان کے جسموں پر
 بے شمار زخم ہیں جن سے مسلسل خون بہہ رہا ہے۔“
 منکو نے پریشانی کے عالم میں کہا تو ٹارزن بھی پریشان
 ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

”میں دیکھتا ہوں۔“ ٹارزن نے کہا اور تیزی سے
 جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔

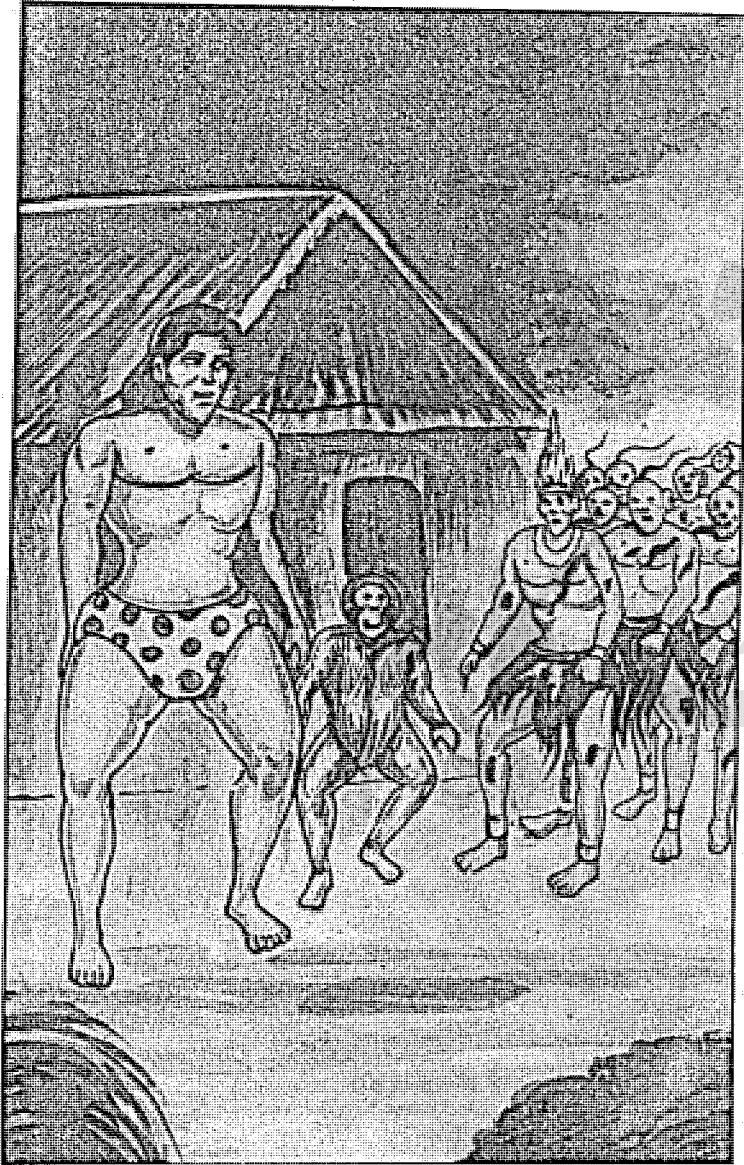
باہر دس کے قریب سیاہ فام وحشی موجود تھے۔ ان
 کے جسموں کے زیریں حصے پر زرد رنگ کے زیر
 جامے تھے جبکہ باقی جسم برہنہ تھے جن پر انہوں نے
 رنگدار مٹی سے مختلف نقش و نگار بنا رکھے تھے۔ انہوں
 نے گلے اور ہاتھوں میں نیلے رنگ کے کڑے پہن
 رکھے تھے۔ ان میں سے ایک لمبے تڑنگے ادھیڑ عمر
 وحشی کے سر پر مختلف پرندوں کے رنگ برنگے پروں
 والا تاج تھا۔ ان سب کے جسموں پر واقعی بے پناہ
 زخم دکھائی دے رہے تھے اور ان زخموں سے ابھی تک
 خون رستا ہوا نظر آ رہا تھا۔ سب سے زیادہ زخم اس
 وحشی کے جسم پر نظر آ رہے تھے جس نے پروں والا
 تاج پہن رکھا تھا۔ جیسے ہی ٹارزن جھونپڑی سے باہر
 نکلا وہ سب اس کے احترام میں اسے سلام کرنے
 والے انداز میں جھک گئے۔

”زبونا۔ کیا بات ہے۔ تمہارے جسموں پر یہ زخم
 کیسے ہیں۔ کیا ہوا ہے۔“ ٹارزن نے ان کے قریب جا
 کر حیرت، پریشانی اور انتہائی ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔
 اس کا مخاطب پروں کے تاج والا وحشی تھا۔

”ہم تمہیں اپنے یہی زخم اور خون دکھانے آئے ہیں
بڑے سردار۔“ پروں کے تاج والے سردار زبونا نے
ٹارزن کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی رندھے ہوئے
لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ شدید تکلیف اور اذیت سے
بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں سے بے پناہ کرب
جھلک رہا تھا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔“ ٹارزن نے
حیران ہو کر پوچھا۔

”ان لوگوں نے رات کو نہایت خوفناک انداز میں
ہمارے قبیلے پر حملہ کر دیا تھا سردار ٹارزن۔ ان کا حملہ
اس قدر اچانک اور شدید تھا کہ ہمیں کچھ سوچنے سمجھنے
کا موقع ہی نہیں مل سکا اور انہوں نے ہمارے سارے
قبیلے کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ میں نے اور میرے
ساتھیوں نے ان کا ہر ممکن طریقے سے مقابلہ کرنے کی
کوشش کی مگر انہوں نے ہمیں اس قدر شدید زخمی کر
دیا کہ ہمیں مجبوراً وہاں سے بھاگنا پڑا۔ ہم بڑی
مشکلوں سے وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں
بڑے سردار۔ ہمیں پناہ دو اور ہمیں ان جلاووں سے



بچاؤ۔“ سردار زبوتا کہتا چلا گیا اور اس کی باتیں سن کر ٹارزن کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

”کون لوگ تھے وہ، کہاں سے آئے تھے اور انہوں نے تمہارے قبیلے پر کیوں حملہ کیا تھا۔“ ٹارزن نے ایک ہی سانس میں اس سے کئی سوال کر ڈالے۔

”وہ تاریک جنگل کے سیاہ وحشی تھے بڑے سردار۔ جنہیں سیاہ وحشی جلاد کہا جاتا ہے۔“ سردار زبوتا نے کہا۔

”سیاہ وحشی جلاد۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کون ہیں یہ تاریک جنگل کے سیاہ وحشی جلاد۔“ ٹارزن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا آپ تاریک جنگل کے سیاہ وحشی جلادوں کو نہیں جانتے۔“ سردار زبوتا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ میں پہلی بار تم سے ان کے بارے میں سن رہا ہوں۔ کون ہیں وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ ٹھہرو۔ یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے میں تمہارے زخموں کا علاج کر لوں جن سے ابھی تک

خون بہہ رہا ہے۔“ ٹارزن نے کہا۔ پھر اس نے منکو کو چند جڑی بوٹیوں کے نام بتا کر اسے جنگل سے لانے کے لئے کہا جو اس کے ساتھ جھوپڑی سے باہر آ گیا تھا۔ ٹارزن کا حکم سن کر منکو تیزی سے جنگل کی طرف دوڑ گیا۔ ٹارزن نے ان سب کو جھوپڑی میں بٹھایا اور جھوپڑی میں موجود پھل کھانے کے لئے دیئے جو منکو آج صبح سویرے لایا تھا۔

کچھ ہی دیر میں منکو، ٹارزن کی مطلوبہ جڑی بوٹیاں لے کر واپس آ گیا تو ٹارزن ان جڑی بوٹیوں کو پتھر کی ایک سل پر رکھ کر پتھر کے ایک گول ٹکڑے سے مسلنے لگا۔ تمام بوٹیوں کو ملا کر اس نے ایک لیپ سا تیار کیا اور پھر اس نے وہ لیپ ان وحشیوں کے زخموں پر لگانا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے ٹارزن ان کے زخموں پر لیپ نما مرہم لگاتا جا رہا تھا ان وحشیوں کے چہروں پر جو تکلیف اور کرب کے تاثرات تھے وہ ختم ہوتے جا رہے تھے اور ان کے چہروں پر سکون آتا جا رہا تھا۔

”ہاں سردار زبوتا۔ اب ان سیاہ وحشیوں کے بارے

وحشیوں کی بربریت کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر طرف تباہی پھیلانے اور لوٹ مار کرنے کے بعد مرے ہوئے انسانوں کے ہاتھ پاؤں اور سر بھی کاٹ ڈالتے ہیں اور خاص طور پر وہ انسانوں کے کٹے ہوئے سر اپنے ساتھ تاریک جنگل میں لے جاتے ہیں۔ ان کٹے ہوئے سروں کا وہ کیا کرتے ہیں یہ کسی کو نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور پتہ چلا ہے کہ وہ اب تک ہزاروں انسانی کھوپڑیاں اپنے ساتھ تاریک جنگل میں لے جا چکے ہیں جن میں اب یقینی طور پر میرے قبیلے کے وحشیوں کے بھی کٹے ہوئے سر ہوں گے۔ سردار زبوتا نے کہا اور اس قدر ظلم اور سفاکی کا سن کر ٹارزن کا غصے کے مارے برا حال ہو گیا۔

”اوہ۔ اس قدر ظلم، اس قدر درندہ صفت ہیں یہ سیاہ وحشی۔“ ٹارزن نے غصے سے جڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں بڑے سردار۔ ان کی سفاکی اور درندگی کا سن کر بڑے بڑے قبیلوں کے سردار بھی لرز اٹھتے ہیں۔ پہلے ان سیاہ وحشیوں کی کارروائیاں سیاہ جنگل سے پار

میں بتاؤ۔ کون تھے وہ اور ان کی تمہارے قبیلے سے کیا دشمنی تھی جو انہوں نے تمہارے قبیلے کو تہس نہس کر ڈالا ہے۔“ سب وحشیوں کو مرہم لگا کر ٹارزن نے سردار زبوتا کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”سردار ٹارزن۔ وہ تین سو افراد پر مشتمل وحشیوں کا ایک گروہ ہے جن کے بدن انتہائی سیاہ ہیں۔ وہ بے حد لمبے تڑنگے، مضبوط اور طاقتور جسموں والے انتہائی خطرناک وحشی ہیں جو تاریک جنگل میں کہیں رہتے ہیں۔ اس لئے انہیں تاریک جنگل کے سیاہ وحشی کہا جاتا ہے۔

ان سیاہ وحشیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی بے رحم، سفاک اور جلاد صفت وحشی ہیں جن کا کام سوائے لوٹ مار اور قتل و غارت کے اور کچھ نہیں ہے۔ ان کے پاس بڑے بڑے ڈنڈوں والے نیزے، کلہاڑے اور تلواریں ہیں۔ وہ رات کے اندھیرے میں شب خون مارنے کے عادی ہیں اور جہاں جاتے ہیں وہاں ہر طرف لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ ان

کے جنگلوں تک محدود تھیں مگر اس بار ان کا نشانہ ہمارے قبیلے کے لوگ بن گئے ہیں۔“ سردار زبوتا نے کہا۔

”اوہ۔ وہ لوگ اس قدر ظلم کرتے ہیں۔ ان کی کارروائیاں تاریک جنگل میں ہوں، تاریک جنگل کے پار ہوں یا ہمارے جنگلوں میں۔ مگر ان کے بارے میں مجھے خبر کیوں نہیں ملی۔ اگر تم ان کے متعلق جانتے تھے تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔“ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔ میں معافی چاہتا ہوں بڑے سردار۔ ان سیاہ جلاذ وحشیوں کے ظلم اور بربریت کی داستان دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ کو بھی ان کے بارے میں معلوم ہوگا مگر۔“ سردار زبوتا نے ٹارزن کو غصے میں دیکھ کر ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ تم اچھی طرح جانتے ہو سردار زبوتا۔ ٹارزن سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر کسی پر ظلم برداشت نہیں کر سکتا۔ چاہے وہ ظلم دوستوں پر ہو یا دشمنوں پر۔“ ٹارزن نے غراتے ہوئے کہا۔

”مگر سردار۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ تاریک جنگل میں وہ جلاذ صفت وحشی کہاں سے آئے۔ ان جنگلوں میں تو پہلے ایسا کوئی وحشی قبیلہ آباد نہیں تھا بلکہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس خطرناک تاریک جنگل میں سرے سے کوئی انسانی قبیلہ موجود نہیں ہے۔“ منکو نے کہا جو ٹارزن اور سردار زبوتا کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔

”یہی میں سوچ رہا ہوں کہ وہ قبیلہ تاریک جنگل میں کہاں سے آ گیا ہے اور سردار زبوتا کا کہنا ہے کہ وہ ظلم اور درندگی کا گھناؤنا کھیل تاریک جنگل سے پار ایک عرصہ سے کھیل رہا ہے۔“ ٹارزن نے حیرت اور غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے وہ سیاہ وحشی اس دوران تاریک جنگل میں آئے ہوں گے جب میں اور آپ شارگا عفریت کی سرکوبی کے لئے نیلے جزیرے پر گئے ہوئے تھے۔ اس جزیرے سے ہم آئے بھی تو کئی ماہ بعد تھے۔“ منکو نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہی بات ہو گی لیکن جب میں جنگل

میں آیا تھا تو میں فرداً فرداً جنگل کے تمام قبیلوں میں گیا تھا۔ کسی قبیلے کے سردار نے مجھے ان سیاہ جلاذ وحشیوں کے بارے میں کیوں نہیں بتایا۔ وہ تو کہہ رہے تھے کہ میری غیر موجودگی میں وہ سب امن و امان سے رہے تھے۔ یہی جواب کالوشیر اور کھنا ہاتھی نے مجھے دیا تھا جو میرے بعد اس جنگل کے محافظ تھے۔ ٹارزن نے کہا۔

”سردار زبونا بتا رہا تھا کہ پہلے ان سیاہ جلاذ وحشیوں کی ظالمانہ کارروائیاں سیاہ جنگل کے دوسری طرف تھیں۔ شاید اسی وجہ سے ہمارے قبیلے کے سرداروں اور جنگل کے محافظ جانوروں نے ان کے بارے میں بتانا مناسب نہ سمجھا ہو یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ان کے بارے میں جانتا ہی نہ ہو۔ سردار زبونا کا شانالا قبیلہ چونکہ تاریک جنگل کے قریب ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ پہلی بار وہ اس طرف آئے ہوں اور انہوں نے پہلی بار اس طرف کے قبیلے کو اپنا شکار بنایا ہو۔“ منکو نے انتہائی ذہانت سے حالات اور واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”میں شانالا قبیلے میں بھی گیا تھا۔ اگر سردار زبونا کو پہلے سے ہی ان جلاذ وحشیوں کے بارے میں علم تھا تو اسے مجھے فوراً بتا دینا چاہئے تھا۔ اب تک میں ان ظالموں کو ہلاک کر چکا ہوتا۔“ ٹارزن نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا تو سردار زبونا نے شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیا۔ منکو بندروں کی زبان میں باتیں کر رہا تھا لیکن ٹارزن اس سے انسانی زبان میں بات کر رہا تھا جسے سردار زبونا بھی سمجھ رہا تھا۔

”میں شرمندہ ہوں سردار۔ ان لوگوں کا ظلم چونکہ تاریک جنگل کے دوسری طرف تھا اس لئے میں نے ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔“ سردار زبونا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ہونہ۔ یہ تمہاری شرمندگی نہیں سردار زبونا۔ بہت بڑی غلطی تھی جس کا خمیازہ تمہارے قبیلے کے بے گناہ وحشیوں کو بھگتنا پڑا ہے۔“ ٹارزن نے غضبناک لہجے میں کہا اور سردار زبونا نے خوف سے تھر تھر کانپنا شروع کر دیا۔

”مجھے معاف کر دو بڑے سردار۔ مجھ سے بھول ہو

”کہاں ہے گلولا طوطا۔ اسے بلاؤ میں اس سے خود بات کروں گا۔“ ٹارزن نے کہا۔

”وہ اس وقت نہ جانے جنگل کے کون سے حصے میں ہوگا بڑے سردار۔ شام ہوتے ہی وہ میرے پاس آ جائے گا۔ میں جنگل کے کسی بھی حصے میں جاؤں وہ میرے پاس ضرور آ جاتا ہے۔“ سردار زبوٹا نے جلدی سے کہا۔

”ہونہ۔ مجھے ان سیاہ وحشیوں کے حلیئے بتاؤ۔“ ٹارزن نے سر جھٹک کر کہا۔

”وہ بے حد لمبے تڑنگے، مضبوط اور ٹھوس جسموں والے ہیں۔ ان کے رنگ انتہائی حد تک سیاہ ہیں۔ رات کے اندھیرے میں وہ پوری طرح اندھیرے کا ہی حصہ بن جاتے ہیں۔ ان کے زیریں حصے پر لمبے گھنے بال بندھے ہوئے تھے اور ان سب کے سروں پر عجیب گول سی ٹوپیاں تھیں۔ سیاہ رنگ کی ٹوپیاں جن پر سامنے کی جانب سیاہ رنگ کی انسانی کھوپڑیاں بنی ہوئی ہیں اور ان ٹوپوں پر دو دو ہڈیاں جن کے چاروں سرے گول تھے لگی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے وہ

گئی۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی بڑے سردار۔ معاف کر دو مجھے۔“ اس نے ہاتھ جوڑ کر ٹارزن سے کانپتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ مجھے ان سیاہ جلاذ وحشیوں کے بارے میں وہ سب کچھ بتاؤ جو تمہیں معلوم ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ تمہیں ان کے بارے میں کب اور کس نے بتایا تھا۔“ ٹارزن نے اسے خوف سے کانپتے دیکھ کر اپنے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا تو سردار زبوٹا اسے سیاہ جلاذ وحشیوں کے بارے میں بتانا شروع ہو گیا جسے سن کر ٹارزن کا چہرہ غصے اور نفرت سے سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگی تھیں۔

”ان سیاہ جلاذ وحشیوں کے ظلم کی خبریں مجھے میرا پالتو طوطا گلولا بتاتا تھا سردار۔ آپ گلولا کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ انسانی زبان کس روانی سے بولتا ہے۔ وہ سارا سارا دن جنگلوں میں اڑتا پھرتا ہے اور شام ہوتے ہی واپس میرے پاس آ جاتا ہے۔“ سردار زبوٹا نے کہا۔

بے حد پراسرار اور خوفناک وحشی معلوم ہو رہے تھے۔ ان کے جسم فولاد کی طرح سخت اور ٹھوس تھے اور ان کے پاس بڑے بڑے کلہاڑے، نیزے اور تلواریں تھیں۔ سردار زبوتا نے سیاہ جلااد وحشیوں کے حلیے نارزن کو تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم لوگ یہیں رہو، آرام کرو میں ابھی اور اسی وقت تاریک جنگل میں جاتا ہوں۔ دیکھتا ہوں ان سیاہ جلااد وحشیوں کے جسم کس قدر ٹھوس اور فولادی ہیں۔“ نارزن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آؤ منکو میرے ساتھ۔“ نارزن نے جھونپڑی کی دیوار سے لگا ہوا اپنا نیزہ اٹھاتے ہوئے منکو سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ جھونپڑی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

نارزن کے جنگل سے بہت دور شمال میں تاریک جنگل تھا۔ وہ جنگل چونکہ انتہائی حد تک گھنا تھا اور اس کے اونچے اونچے درخت اوپر سے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس جنگل میں دن کی تیز روشنی میں بھی ہر وقت اندھیرا چھایا رہتا تھا اس لئے اس جنگل کو تاریک جنگل کہا جاتا تھا۔ اس جنگل میں چونکہ ہر وقت گہرا اندھیرا چھایا رہتا تھا اس لئے نارزن کے جنگل کے جانور اس طرف نہیں جاتے تھے۔ ویسے بھی اس جنگل میں بے پناہ سیاہ چمگادڑیں اور سیاہ ناگ رہتے تھے جو بے حد خطرناک اور زہریلے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں سرخ زہریلے چیونٹوں کی بھی کثرت تھی۔

ٹارزن نے اس جنگل کے گرد باڑ لگا رکھی تھی۔ اس نے جنگل کی تیز بدبو والی زہریلی بوٹیوں کو ہر طرف پھیلا دیا تھا جس کی وجہ سے تاریک جنگل کے زہریلے ناگ اور زہریلے چیونٹے اس طرف نہیں آتے تھے۔ اس جنگل کے وسط میں ایک بہت بڑی جھیل تھی جسے سیاہ جھیل کہا جاتا تھا۔ اس جھیل کے قریب بڑی بڑی جھونپڑی لگی ہوئی تھیں۔ یہ سیاہ جلاد وحشیوں کا قبیلہ تھا جو دور دراز کے ایک جزیرے سے یہاں آ کر آباد ہوا تھا۔ وہ تین سو کے لگ بھگ نہایت لمبے تڑنگے، طاقتور اور قوی ہیکل وحشی تھے جن کے رنگ انتہائی حد تک سیاہ تھے۔

اس قبیلے کے سردار کا نام جوشاما تھا۔ جو دوسرے وحشیوں سے زیادہ قوی، طاقتور اور خطرناک تھا جس کی شکل بے حد بھیانک تھی۔ وہ بے حد سخت گیر، سفاک اور انتہائی درندہ صفت وحشی تھا۔ سردار جوشاما ہی ان وحشیوں کو جزیرے سے اس تاریک جنگل میں لایا تھا۔ سردار جوشاما کو اپنی طاقت پر بے حد غرور تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ اس قدر دلیر اور طاقتور ہے جس کا

مقابلہ کرنے والا اس دنیا میں کوئی موجود نہیں ہے۔ اس جزیرے پر جہاں وہ پہلے آباد تھے، سمندری طوفان آنے کی وجہ سے سمندر کا پانی جزیرے پر چڑھ آیا تھا اور جزیرہ مکمل طور پر سمندر میں ڈوب گیا تھا۔ بے شمار وحشی سمندری طوفان کی نذر ہو گئے تھے۔ سردار جوشاما کے ساتھ صرف تین سو وحشی زندہ بچے تھے جو اپنی جانیں بچا کر وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ وہ چار بڑی بڑی جہاز نما کشتیوں میں ایک اور جزیرے پر پہنچے جو غیر آباد تھا۔ انہوں نے اس جزیرے کو آباد کر لیا مگر پھر اس جزیرے پر بھی سمندر کا پانی چڑھ آیا اور وہ جزیرہ ڈوبنے لگا تو ان وحشیوں کو اپنی جانیں بچانے کے لئے وہاں سے بھاگنا پڑا اور پھر وہ بھاگ کر اس تاریک جنگل میں آ گئے۔ تاریک جنگل میں ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اور وہاں ہر طرف سے خوفناک ناگوں کی پھنکاروں اور عجیب جھینگندوں جیسی آوازیں آ رہی تھیں۔ ان آوازوں کو سن کر سردار جوشاما بے حد خوش ہوا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جھینگندوں جیسی آوازیں زہریلے سرخ چیونٹوں کی

ہیں جن کے کاٹے سے انسان ایک لمحے میں ہلاک ہو جاتا تھا اور اس جنگل میں جن ناگوں کے پھنکارنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں وہ بھی بے حد زہریلے اور خطرناک ناگ تھے۔

سردار جو شاما اپنی جسمانی طاقتیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ پراسرار طاقتیں بھی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے پاس اس قدر خوفناک پراسرار طاقتیں ہوں کہ دنیا کا کوئی انسان یا طاقتور سے طاقتور درندہ اس کے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ٹھہر سکے۔ اس پراسرار طاقت کو جنگلی زبان میں شوگار طاقت کہا جاتا تھا۔

سردار جو شاما شوگار طاقت حاصل کرنے کے لئے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے بے شمار پجاریوں سے ملا تھا۔ اس نے ان پجاریوں کی بے پناہ خدمت بھی کی تھی پھر اسے ایک بوڑھے پجاری نے بتایا کہ وہ اگر شوگار طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے کسی ایسے تاریک جزیرے یا جنگل میں جانا ہوگا جہاں پاگاری نامی دنیا کے سب سے خطرناک اور زہریلے ناگ ہوں



پہچان بھی بتا دی تھی۔

سردار جوشاما نے تاریک جزیرے اور ایسے تاریک جنگل کی تلاش شروع کر دی جہاں پاگار ناگ اور پاپار چیونٹوں کی کثرت ہو مگر اسے دور نزدیک ایسے کسی جزیرے یا جنگل کا پتہ نہیں چل سکا تھا اور پھر وہ قدرتی آفتوں سے بچتا ہوا جب اس تاریک جنگل میں آیا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اتفاق سے تاریک جنگل سے باہر اسے وہ مطلوبہ جڑی بوٹیاں بھی نظر آ گئی تھیں جن کے چبانے سے نہ صرف ان زہریلے ناگوں اور زہریلے چیونٹوں سے بچا جا سکتا تھا بلکہ ان جڑی بوٹیوں کے رس میں پاگار ناگوں کے زہر کو ملا کر سردار جوشاما شوگار طاقت بھی حاصل کر سکا تھا۔ اس کی منزل اس کے قریب تھی اس لئے وہ پیچھے کیسے ہٹ سکتا تھا۔ اس کے ساتھی اس خوفناک جنگل میں جانے سے گھبرا رہے تھے مگر جب سردار جوشاما نے انہیں جڑی بوٹیوں کی تاثیر کے بارے میں بتایا اور پھر اس نے ان سب کو جڑی بوٹیاں کھلائیں تو واقعی ناگوں کے ڈسنے اور زہریلے چیونٹوں کے کاٹنے کا ان پر کچھ اثر

اور جہاں پاپار نامی زہریلے سرخ چیونٹوں کی کثرت ہو اسے اس جنگل کے سب سے تاریک حصے میں جا کر ایک خصوصی عمل کرنا ہوگا اور ان زہریلے ناگوں کا زہر نکال کر ایک خاص جڑی بوٹی میں ملا کر چالیس روز تک پینا ہوگا اور پاپار چیونٹوں کے بیچ میں رہ کر اپنے جسم کے ہر حصے پر انہیں کاٹنے کا موقع دے کر اپنے جسم میں ان کا زہر بھرنا ہوگا جس سے اس کا سارا جسم اس قدر زہریلا ہو جائے گا کہ وہ اگر غلطی سے بھی کسی جاندار کو چھو لے گا تو وہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ہلاک ہو جائے گا۔

جن جڑی بوٹیوں کے اس پجاری نے سردار جوشاما کو نام بتائے تھے ان میں ایسی خاصیت تھی کہ ان کی وجہ سے ناگوں اور چیونٹوں کے زہر سے سردار جوشاما ہلاک نہیں ہو سکتا تھا۔ اس پجاری نے سردار جوشاما کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اگر وہ ان جڑی بوٹیوں کو اپنے قبیلے کے وحشیوں کو بھی کھلا دے تو ان ناگوں اور زہریلے چیونٹوں کے زہر کا ان پر بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ پجاری نے سردار جوشاما کو ان مخصوص بوٹیوں کی

جوشاما اور زیادہ غرور میں آ گیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر تاریک جنگل سے باہر دوسرے وحشی قبیلوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ وہ بے دریغ قتل کرتے اور لوٹ مار مچا کر واپس تاریک جنگل میں لوٹ آتے۔ پراسرار طاقتوں کو حاصل کرنے کے بعد سردار جوشاما کے ذہن پر جیسے شیطان سوار ہو گیا تھا۔ وہ اپنی طاقتوں سے اب ان قبیلوں پر اپنی دہشت بٹھانا چاہتا تھا۔ اب وہ ان قبیلوں اور پھر ان تمام جنگلوں پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھنے لگا تھا۔

سردار جوشاما اور اس کے ساتھی وحشیوں نے جن قبیلوں پر حملے کئے تھے وہاں اپنی دہشت کی دھاک بٹھانے کے لئے وہ مارے گئے وحشیوں کے ٹکڑے کر ڈالتے تھے اور ان کے سر کاٹ کر اپنے ساتھ تاریک جنگل میں لے آتے تھے۔ جو تاریک جنگل میں موجود زہریلے سانپوں اور پاپار چیونٹوں کی خوراک بن جاتے تھے۔

سردار جوشاما اور اس کے ساتھی جان بوجھ کر اس قبیلے کے سردار اور چند وحشیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے

نہ ہوا تو وہ مطمئن ہو گئے اور وہ سردار جوشاما کے ساتھ اس تاریک جنگل میں رہنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ وہاں رہ کر سردار جوشاما نے شوگار طاقت حاصل کرنے کا عمل شروع کر دیا۔ مخصوص جڑی بوٹیوں کے رس میں وہ پاگاہ ناگوں کا زہر ملا کر پینے لگا اور جان بوجھ کر ان اطراف میں چلا جاتا جہاں پاپار چیونٹوں کی کثرت تھی۔ شروع شروع میں پاپار چیونٹوں کے کاٹنے سے جوشاما سردار کا جسم بے حد زخمی ہو کر سوچ جاتا تھا مگر سردار جوشاما شوگار طاقت حاصل کرنے کے لئے اس حد تک دیوانہ ہو گیا تھا کہ وہ ان اذیتوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ چالیس روز تک وہ یہی عمل کرتا رہا یہاں تک کہ اسے نہ صرف شوگار طاقت مل گئی بلکہ اس کے جسم میں اس حد تک شوگار طاقت آ گئی تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بڑے بڑے تناور درختوں کو ایک لمحے میں اکھاڑ کر پھینک سکتا تھا اور مکا مار کر بڑی بڑی چٹانوں کو بھی ریزہ ریزہ کر ڈالتا تھا۔

یہ پراسرار اور خطرناک طاقتیں حاصل کر کے سردار

تاکہ وہ ان کے ظلم، بربریت اور ان کے جلاد پن کی داستانیں دوسرے قبیلے والوں کو بتا سکیں اور وہ قبیلے اس قدر ہراساں ہو جائیں کہ وہ خود کو آسانی سے سردار جوشاما کی غلامی میں دے دیں۔

سردار جوشاما اور اس کا تاریک قبیلہ اپنے مقصد میں دن بدن کامیاب ہوتا جا رہا تھا۔ تاریک جنگل کے شمالی حصوں کے تمام قبیلے اس کی غلامی میں آ گئے تھے۔ تب سردار جوشاما اور اس کے سیاہ جلاد وحشیوں نے جنوبی علاقے کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ اس طرف بے شمار چھوٹے اور بڑے قبیلے آباد ہیں اور اس طرف کے جنگل بھی دوسرے جنگلوں سے کہیں زیادہ گھنے اور وسیع و عریض تھے۔ ان جنگلوں میں نہ صرف شکار کی کثرت تھی بلکہ وہاں پھلدار درختوں کی بھی بہتات تھی۔ وہ ساری زندگی بھی وہاں گزار دیتے تو کبھی بھوکے پیاسے نہیں مر سکتے تھے۔ اس لئے سردار جوشاما نے ان قبیلوں اور جنگلوں کو اپنے قبضے میں لینے کا فیصلہ کر لیا تھا اسی لئے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک رات

اس طرف موجود شانالا نامی قبیلے پر شب خون مار کر اسے تہس نہس کر دیا تھا اور اس قبیلے کے سردار اور چند وحشیوں کو زندہ چھوڑ کر وہاں سے فرار ہونے کا موقع دے دیا تھا تاکہ وہ دوسرے قبیلوں میں جا کر ان کی دہشت اور ان کے جلاد پن کا قصہ بتا سکیں۔ وہ اس قبیلے کے تمام وحشیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور ان کے سر کاٹ کر تاریک جنگل میں لے آئے تھے اور ان وحشیوں کے سروں کو انہوں نے ان جگہوں پر پھینک دیا تھا جہاں پاگار ناگوں اور زہریلے پاپار چیونٹوں کی کثرت تھی۔

”سردار۔ سیاہ جلااد وحشی سیاہ جنگل میں کیسے رہ رہے ہوں گے۔ وہاں تو ہر طرف خطرناک پاگاریاں اور زہریلے سرخ پاپار چیونٹوں کی بھرمار ہے۔“ منکو نے ٹارزن کے ساتھ چلتے ہوئے اچانک کہا۔

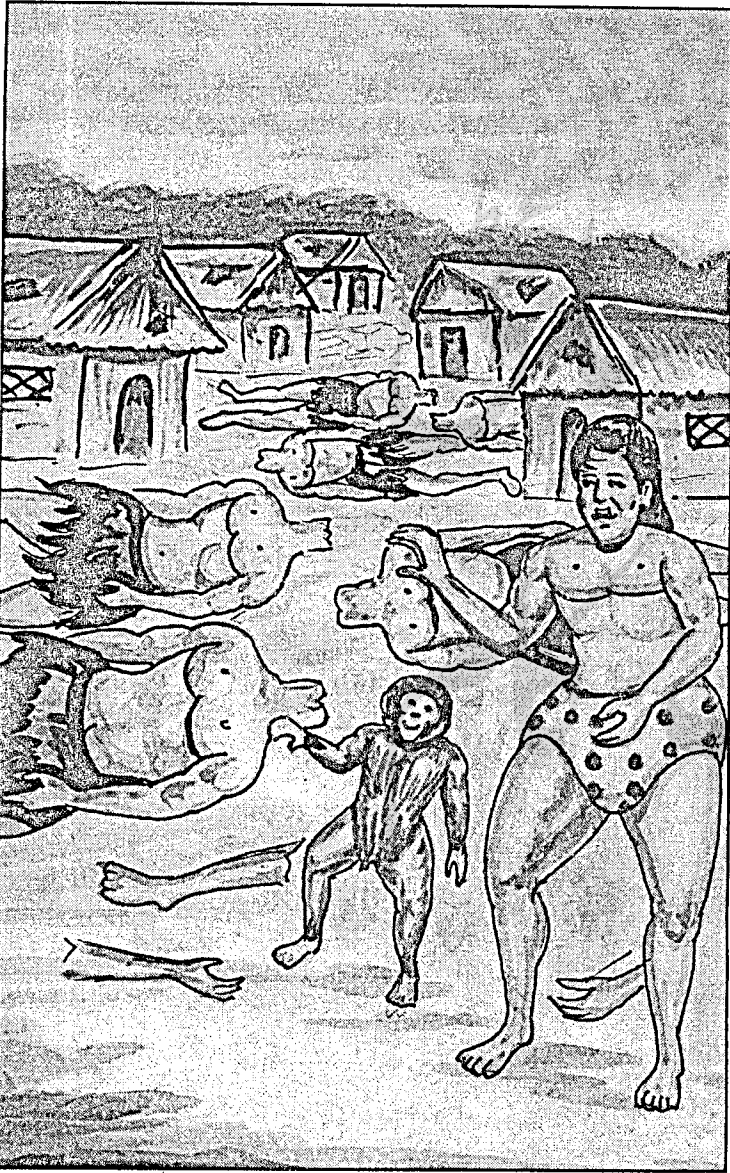
”پاگاریاں اور پاپار چیونٹوں سے بچنے کے لئے انہوں نے یقینی طور پر سک مک کی جڑی بوٹیاں چبا رکھی ہوں گی۔ ان بوٹیوں کے تیز اثر اور بو کی وجہ سے ناگ اور زہریلے چیونٹے ان سے دور بھاگ جاتے ہوں گے۔“ ٹارزن نے جواب دیا۔

”مگر اس جنگل میں بے پناہ تاریکی بھی تو ہے۔ کیا وہ لوگ وہاں اندھوں کی طرح رہتے ہوں گے۔ اس قدر تاریکی میں انہیں راستے تلاش کرنے میں دقت کا

سامنا نہیں کرنا پڑتا ہوگا۔“ منکو نے کہا۔

”منکو۔ کیوں احمقوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ان جنگلوں میں ہم بھی کئی بار جا چکے ہیں۔ زہریلے ناگوں اور زہریلے چیونٹوں سے بچنے کے لئے ہم سک مک کی بوٹیاں چباتے ہیں اور تاریکی دور کرنے کے لئے ہم وہاں جلتی ہوئی مشعلیں لے جاتے ہیں۔ کیا ان کے پاس مشعلیں نہیں ہوں گی اور یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ تاریکی میں رہنے اور تاریکی میں دیکھنے کے عادی ہو گئے ہوں۔ تاریک جنگل کے وسط میں ایک سیاہ جھیل ہے اگر وہ اس جھیل کا پانی پیتے ہوں گے تو ان کی آنکھیں اس قدر روشن ہو چکی ہوں گی کہ وہ رات کی تاریکی میں بھی آسانی سے دیکھ سکتے ہوں گے۔ اس جھیل کے پانی میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن سے آنکھوں کی روشنی بے حد بڑھ جاتی ہے۔“ ٹارزن نے کہا تو منکو سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔

”تمہارا کیا خیال ہے سردار سیاہ جلااد وحشی اس قدر ظلم کیوں کرتے ہوں گے اور وہ وحشیوں کے سر کاٹ



کر اپنے ساتھ کیوں لے جاتے ہوں گے۔“ منکو نے چند لمحے سوچنے کے بعد ٹارزن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں کوئی نجومی نہیں ہوں اور نہ ہی میری ان سیاہ جلاذ وحشیوں سے دوستی تھی جو مجھے معلوم ہوتا کہ وہ قبائلیوں پر اس قدر ظلم کیوں کر رہے ہیں اور ان کے سروں کو کاٹ کر اپنے ساتھ کیوں لے جاتے ہیں۔“ ٹارزن نے منہ بنا کر کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور غصہ تھا جس کی وجہ سے منکو نے خاموش ہو جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

ٹارزن، منکو کے ہمراہ سب سے پہلے شامالا قبیلے میں پہنچا تھا۔ وہاں پھیلی ہوئی تباہی اور انسانی لاشوں کے ٹکڑے دیکھ کر ٹارزن جیسا انسان بھی لرز اٹھا تھا۔ ہر طرف خون ہی خون اور سربریدہ لاشوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔

یوں لگتا تھا جیسے وہاں آدم خور درندوں نے یلغار کر دی ہو۔ جنہوں نے اس سارے قبیلے کو راتوں رات موت کی آغوش میں پہنچا دیا تھا۔ جھونپڑیاں خالی پڑی

تھیں اور قبیلے کے استعمال کا سامان اور ان کے ہتھیار غائب تھے جنہیں شاید سیاہ جلاذ وحشی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

”اوہ۔ لگتا ہے کہ سیاہ جلاذ وحشی یا تو انتہائی طاقتور اور پھرتیلے ہیں یا پھر ان پر کسی ہتھیار کا اثر ہی نہیں ہوتا۔“ اچانک ٹارزن نے کہا تو منکو چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”تم کیا کہنا چاہتے ہو سردار۔“ منکو سے رہا نہ گیا تو اس نے ٹارزن سے پوچھ ہی لیا۔

”شائلا قبیلے کے وحشی بے حد طاقتور تھے اور ان کے پاس ہتھیاروں کی بھی کمی نہیں تھی اس کے علاوہ یہ قبیلہ دوسرے قبیلوں سے خاصا بڑا بھی تھا۔ اگر سیاہ جلاذ وحشیوں نے ان پر شب خون بھی مارا تھا تب بھی اس قبیلے کے لوگوں کا ان کے ساتھ زبردست مقابلہ ہوا ہوگا۔ یہاں ہر طرف شائلا قبیلے کے وحشیوں کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ ان میں کسی ایک سیاہ جلاذ وحشی کی لاش بھی نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ یا تو وہ وحشی حد سے زیادہ طاقتور اور پھرتیلے ہوں گے

جن کا مقابلہ شائلا قبیلے والے نہ کر سکے ہوں گے یا پھر ان سیاہ جلاذ وحشیوں پر ان کے کسی ہتھیار کا اثر ہی نہیں ہوا ہوگا۔“ ٹارزن نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کے جو ساتھی مرے ہوں ان کی لاشیں وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے ہوں۔“ منکو نے اپنا خیال پیش کیا تو ٹارزن اثبات میں سر ہلانے لگا۔

”ہاں۔ واقعی یہ ہو سکتا ہے۔“ ٹارزن نے کہا۔
”اور سردار۔ میرے خیال میں سیاہ جلاذ وحشی بہادر اور طاقتور نہیں ہیں۔“ منکو نے کہا۔
”یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔“ اس کی بات سن کر ٹارزن نے چونک کر پوچھا۔

”سردار زبونا کے قبیلے پر حملہ ان سیاہ جلاذ وحشیوں نے رات کی تاریکی میں کیا تھا۔ اگر وہ اس قدر بہادر، طاقتور اور نڈر ہوتے تو انہیں رات کو نہتے انسانوں پر حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“ منکو نے کہا تو ٹارزن اس کی ذہانت پر اس کی جانب تحسین بھری

نظروں سے دیکھنے لگا۔ منکو نے واقعی عقلمندی کی بات کی تھی۔

”بہت خوب۔ تم خاصے ذہین ہو گئے ہو منکو۔ لگتا ہے گلوری بندریا نے تمہارے سر پر چپتیں مار مار کر تمہارا ذہن خاصا روشن کر دیا ہے۔“ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے مسکراتے دیکھ کر منکو کی جیسے جان میں جان آ گئی۔ ورنہ جس طرح ٹارزن کے چہرے پر غصہ اور کرخنگی نظر آ رہی تھی اس سے منکو کافی حد تک ڈرا ڈرا اور سہا ہوا تھا۔ چھیو بندریا سے تو موٹے بندر نے شادی کر لی تھی اور منکو کو اس کا دکھ بھی تھا اور غصہ بھی اسی لئے اب منکو موٹے بندر کی بہن گلوری کے ساتھ اکثر دیکھا جاتا تھا۔ اسی لئے ٹارزن نے گلوری بندریا کا نام لیا تھا۔

”اگر چپتیں کھانے سے دماغ روشن ہو سکتا ہے سردار تو پھر تم بھی جلدی سے کسی ایسی لڑکی سے شادی کر لو جو تمہارے سر پر چپتیں مار مار کر تمہارا سر گنجا کر کے تمہارے دماغ کو بھی روشن کر دے۔“ منکو نے کہا تو ٹارزن بے اختیار ہنس پڑا مگر پھر شانالا قبیلے کے

وحشیوں کی لاشوں کے ٹکڑوں پر نظر پڑتے وہ لکھت سنجیدہ ہو گیا۔

”جو بھی ہو منکو ان سیاہ جلاذ وحشیوں نے بہر حال شانالا قبیلے کو تباہ کر کے اور ان انسانوں کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے بہت ظلم کیا ہے۔ ان کا اس قدر ظلم دیکھ کر سچ مچ میرا خون کھول رہا ہے۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت تاریک جنگل میں جا کر ان سیاہ جلاذ وحشیوں کے بھی اسی طرح ٹکڑے کر دوں۔“ ٹارزن نے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک بار پھر غصہ عود کر آیا تھا۔

”ہاں سردار۔ ان جلاذ وحشیوں کو واقعی جلد سے جلد ختم ہو جانا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی اور قبیلے پر اسی طرح حملہ کر دیں۔ انہیں مزید ظلم کرنے سے روکنا ہوگا۔“ ٹارزن کی بات سن کر منکو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تاریک جنگل میں جانے سے پہلے ہمیں ان لاشوں کے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے کسی گڑھے میں دفن کرنا ہوگا۔ تم جاؤ اور نوگاشی قبیلے والوں کو یہاں بلا

لاؤ۔ یہ قبیلہ قریب ہی ہے تاکہ ان تمام لاشوں کو کسی بڑے گڑھے میں ڈال کر دفن کیا جاسکے۔ ٹارزن نے کہا تو منکو سر ہلا کر نوگاشی قبیلے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

سردار جوشاما اپنی بڑی اور خوبصورت سامان سے بچی ہوئی جھونپڑی میں ایک تخت پر لیٹا ہوا تھا۔ جھونپڑی، تخت اور وہاں موجود سامان انہوں نے دوسرے قبیلوں سے لوٹ مار مچا کر حاصل کیا تھا۔ اس طرح درجنوں جھونپڑیاں اور ضرورت کا سامان جھیل کے پاس لا کر انہوں نے قبیلے کی شکل دے دی تھی۔

سردار جوشاما نے رات بھر شالاٹا قبیلے میں قتل و غارت اور لوٹ مار مچائی تھی جس کی وجہ سے وہ بری طرح سے تھک گیا تھا اس لئے اب وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شدید تھکاوٹ کے باوجود اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ جھونپڑی سے باہر وحشی لوٹ مار کا سامان ایک دوسرے میں تقسیم کرتے ہوئے خوشی سے

شور مچا رہے تھے۔ یہ ان کا معمول تھا لیکن اس وقت ان کے شور سے سردار جوشاما کا سر پھٹا جا رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ باہر جا کر ان وحشیوں کو شور مچانے سے روک دے مگر نجانے کیا بات تھی کہ اس میں اٹھنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اسے اپنی کمر میں شدید درد سا محسوس ہو رہا تھا اور وہ نہایت بے چینی اور کرب کے عالم میں تخت پر ادھر ادھر کروٹیں بدل رہا تھا۔ وہاں ہر طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

اسی لمحے اسے کھٹکے کی تیز آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر جھونپڑی کے داخلی راستے کی طرف دیکھا تو اسے ایک سایہ سا اندر داخل ہوتا ہوا نظر آیا۔

”کون ہے۔ ناگورا کیا تم ہو؟“ سردار جوشاما نے سائے کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں پوچھا۔

”میں ناگورا نہیں پاسوگ ہوں سردار جوشاما۔“ سائے نے جو اندھیرے کا ہی جزو معلوم ہو رہا تھا کہا تو سردار جوشاما بری طرح سے چونک اٹھا اور وہ ایک

جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”پاسوگ۔ شارگی دیوی کا پجاری۔“ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”ہاں سردار جوشاما۔ میں شارگی دیوی کا پجاری پاسوگ ہوں۔“ سائے نے کہا اور سردار جوشاما جس میں اٹھ کر بیٹھنے کی بھی ہمت نہ ہو رہی تھی یکدم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ پجاری پاسوگ۔ تم یہاں۔ تم یہاں کیسے آ گئے۔ تم تو یہاں سے ہزاروں کوس دور ٹیاما جزیرے پر رہتے تھے۔“ سردار جوشاما نے چونکتے ہوئے اور انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میں یہاں خود نہیں آیا۔ مجھے تمہارے پاس شارگی دیوی نے بھیجا ہے سردار جوشاما۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔ یہ وہی پجاری تھا جس نے سردار جوشاما کو شوگار طاقت کے حصول کا طریقہ بتایا تھا۔ وہ بوڑھا پجاری واقعی اس تاریک جنگل سے ہزاروں کوس دور ایک جزیرے پر رہتا تھا جہاں سے اس کا اس طرح اچانک یہاں پہنچ جانا سردار جوشاما کے لئے انتہائی حیرت ناک

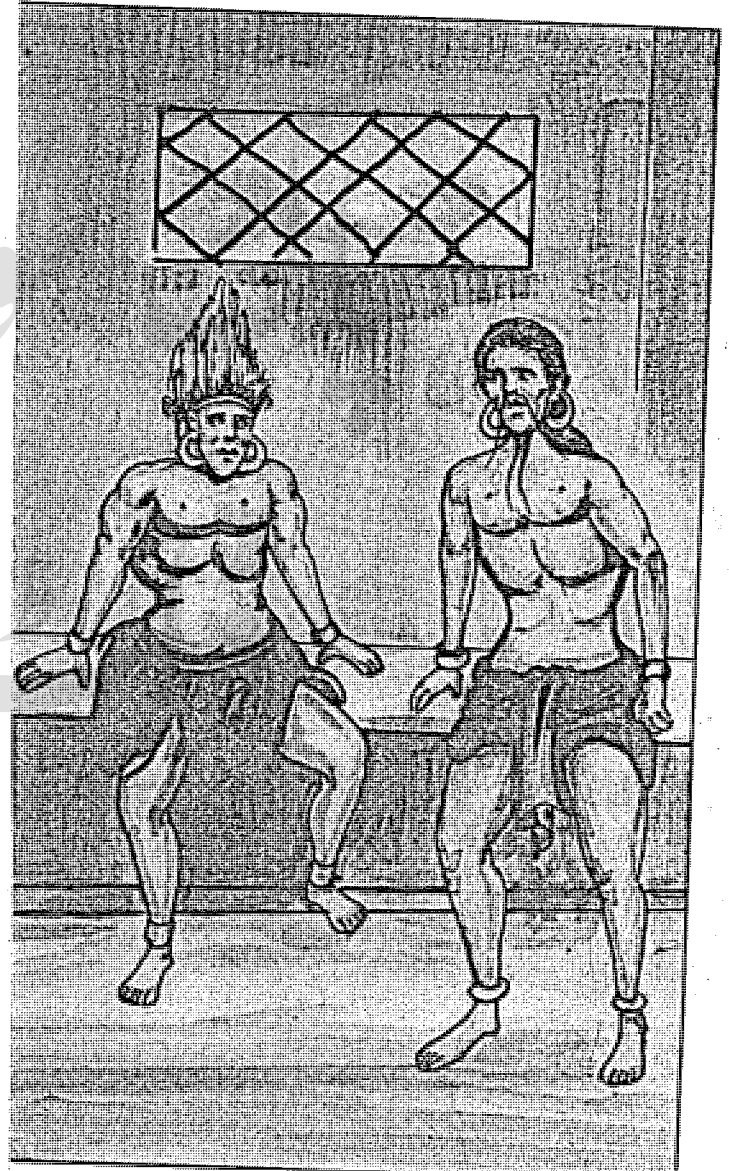
تھا کیونکہ سردار جوشاما نے اس پجاری سے کئی ماہ پہلے ملاقات کر کے شوگار طاقت حاصل کرنے کا طریقہ پوچھا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے اور پھر ایک دوسرے جزیرے پر سمندری طوفانوں سے بچ کر یہاں آیا تھا اور چونکہ پجاری پاسوگ کو اس کے بارے میں علم ہی نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ پھر اس کا اس طرح اچانک یہاں اور پھر اس کی جھونپڑی میں پہنچنا حیرت انگیز بات تھی۔

”شارگی دیوی نے بھیجا ہے۔ مگر کیسے“۔ سردار جوشاما نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”تم کیا سمجھ رہے ہو کہ میں کسی جہاز یا کشتی میں سوار ہو کر یہاں آیا ہوں“۔ پجاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کس طرح آئے ہو“۔ سردار جوشاما نے چونک کر پوچھا۔

”سردار جوشاما۔ شارگی دیوی بہت بڑی ساحرہ ہے اور میں اس کا پجاری ہوں۔ اس کے پاس بے پناہ ساحرانہ طاقتیں ہیں۔ تم انہیں جادوئی طاقتیں بھی کہہ



سکتے ہو۔ تم شاید اس بات پر حیران ہو رہے ہو کہ مجھے تمہارا پتہ کیسے معلوم ہوا ہے اور میں اچانک یہاں کیسے آ گیا ہوں۔ تو سنو۔ تمہارے بارے میں مجھے شارجی دیوی نے بتایا تھا اور شارجی دیوی کو تمہارا پتہ اپنی پراسرار طاقتوں سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ شارجی دیوی نے تمہارے لئے ایک پیغام دے کر مجھے اپنی پراسرار طاقتوں کے ذریعے یہاں بھیجا ہے۔ اس کی پراسرار طاقتوں نے مجھے غائب کر کے ایک لمحے میں یہاں تمہارے پاس پہنچا دیا ہے۔“ پجاری نے کہا۔

”اوہ۔ ایک لمحے میں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ سردار جوشاما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو پجاری پاسوگ ہنس پڑا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سردار جوشاما کے قریب آ گیا۔ سردار جوشاما نے اسے نہایت عزت و احترام سے اپنے تخت پر بٹھایا اور اس کے کہنے پر خود بھی تخت پر پجاری پاسوگ کے قریب بیٹھ گیا۔ تب پجاری پاسوگ، سردار جوشاما کو ساحرانہ طاقتوں کے بارے میں بتانے لگا جسے سن کر سردار جوشاما کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ تم اور شارجی دیوی صرف ہاتھ کے اشارے سے اور معمولی منتر پڑھ کر اپنی مطلوبہ چیزیں ایک لمحے میں حاصل کر لیتے ہو۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے جادوئی طاقتوں کے مقابلے میں میری شوگار طاقت کچھ بھی نہیں ہے۔“ سردار جوشاما نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تمہاری شوگار طاقت ہماری طاقتوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی سردار جوشاما۔ تم اپنے اندر صرف زہریلی طاقت رکھتے ہو۔ جب تک تم کسی انسان یا جانور کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے اس وقت تک وہ ہلاک نہیں ہوگا جبکہ ہم معمولی منتر پڑھ کر کسی کو پھونک بھی مار دیں تو وہ ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔

”اوہ تعجب انگیز۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ساحرانہ طاقتیں اتنی کارآمد اور اس قدر طاقتور ہو سکتی ہیں۔“ سردار جوشاما کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

”کیا تم ان عظیم طاقتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔“ پجاری پاسوگ نے غور سے سردار جوشاما کی جانب

دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا میں یہ طاقتیں حاصل کر سکتا ہوں۔“
سردار جوشاما نے حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں
اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو شارگی دیوی نے مجھے تمہارے
پاس بھیجا ہے۔ تم انسانوں پر جس طرح ظلم کر رہے
ہو اور انہیں بے دردی سے ہلاک کر رہے ہو اس سے
شارگی دیوی بہت خوش ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے
کہ میں تمہیں بھی اس کا پجاری بنا دوں۔ کیا تم شارگی
دیوی کا پجاری بننا چاہتے ہو۔“ بوڑھے پجاری پاسوگ
نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں شارگی دیوی کو خوش
کر دوں گا۔ میں اپنے ظلم کا دائرہ ان سارے جنگلوں
تک پھیلا دوں گا اور ان جنگلوں کے تمام قبیلوں کے
وحشیوں کو شارگی دیوی کا پیروکار بنا دوں گا۔“ سردار
جوشاما نے جلدی سے کہا۔

”یہ بعد کی بات ہے۔ پہلے تمہیں شارگی دیوی کو
خوش کرنے کے لئے دو ضروری کام کرنے ہوں گے۔

اگر تم وہ دونوں کام خوش اسلوبی سے کر لو گے تو
شارگی دیوی تمہیں اتنی بڑی اور عظیم طاقتیں دے دے
گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ پجاری پاسوگ
نے کہا۔

”اوہ۔ وہ دو کام کیا ہیں۔“ سردار جوشاما نے جلدی
سے کہا۔

”تم نے جن وحشیوں کو ہلاک کر کے ان کے سر
اس جنگل میں پھینکے ہیں۔ پاگار ناگ اور پاپار چیونٹے
ان کا گوشت چٹ کر چکے ہیں۔ تمہیں ان تمام
کھوپڑیوں کو جمع کر کے ان سے شارگی دیوی کا بت
بنانا ہوگا اور اس کے بعد سات روز تک تم اور تمہارا
قبیلہ اس بت کی پوجا کرے گا۔ پھر تمہیں جنوبی جنگل
میں جا کر ٹارزن کو زندہ گرفتار کر کے لانا ہوگا اور پھر
شارگی دیوی کے اس بت کے سامنے ٹارزن کی بھینٹ
دینا ہوگی۔ جیسے ہی تم ٹارزن کو کھوپڑیوں کے بنے
شارگی دیوی کے بت کے سامنے قربان کرو گے۔
شارگی دیوی اسی وقت یہاں پہنچ جائے گی اور وہ تمہیں
اپنی خاص طاقتیں دے دے گی۔ اس کے بعد تم ان

جنگلوں میں موجود قبیلوں پر تو کیا سمندر پار مہذب دنیا کے انسانوں پر بھی حکومت کر سکو گے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔

”ٹارزن۔ یہ ٹارزن کون ہے۔“ پجاری پاسوگ کی بات سن کر سردار جوشاما نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”وہ جنوبی جنگل کا بادشاہ ہے۔ جنگل کے تمام قبیلے اور جنگل میں موجود تمام جانور اس کے تابع ہیں اور وہ اسے اپنا بڑا سردار مانتے ہیں۔“ پجاری پاسوگ نے کہا اور پھر وہ سردار جوشاما کو ٹارزن کے متعلق بتانے لگا جسے سن کر سردار جوشاما کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ ایک انسان جنگلی جانوروں کا سردار ہے اور جنگل کے تمام جانور اور قبیلے اس سے ڈرتے ہیں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو پجاری پاسوگ۔ ایک اکیلا انسان اتنے بڑے جنگل پر حکمرانی کیسے کر سکتا ہے۔ کیا وہ بھی شارگی دیوی کی طرح بہت بڑا ساحر ہے۔“ سردار جوشاما نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ٹارزن ساحر نہیں ہے۔ وہ انہی جنگلوں میں

پلا بڑھا ہے۔ اس نے شیرنیوں اور مادہ بن مانسوں کا دودھ پیا ہے۔ جنگلوں کا سردار وہ اپنی ذہانت، ہوشیاری اور جسمانی طاقتوں کے بل بوتے پر بنا ہے۔ اس میں اتنی ذہانت اور طاقت ہے کہ وہ خالی ہاتھوں دس دس خونخوار اور بھوکے شیروں سے لڑ سکتا ہے۔ اس کے مقابلے پر اگر سینکڑوں وحشی بھی آجائیں تو وہ ان کا تنہا مقابلہ کر سکتا ہے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا اور اس کے منہ سے ٹارزن کی تعریف سن کر سردار جوشاما کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے پجاری پاسوگ۔ تمہارے کہنے کا مطلب کہیں یہ تو نہیں کہ ٹارزن، سیاہ جلاذ وحشیوں کے سردار یعنی مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔“ سردار جوشاما نے پجاری جوشاما کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”تمہاری طاقتیں بلاشبہ اس وقت ٹارزن سے کہیں زیادہ ہیں مگر یہ بات بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ ٹارزن تم سے ذہانت میں بہت آگے ہے۔ وہ اب تک بے شمار آدم خور، خونخوار اور خونفک قبیلوں کا خاتمہ کر چکا

ہے۔ بڑے بڑے عفریت اس کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں اور سینکڑوں خونخوار اور طاقتور درندوں کی وہ اپنے ہاتھوں سے گردنیں توڑ چکا ہے۔ اس نے مہا شیطان کے بے شمار نمائندوں کو بھی فنا کیا ہے۔ مہا شیطان نے ٹارزن کو اپنا پیرو کار بنانے کی بہت کوششیں کی تھیں مگر ٹارزن اپنی ذہانت، طاقت اور روشنی کی چند طاقتوں کی مدد سے ہر بار فوج نکلا تھا۔ اس بار شارگی دیوی نے ٹارزن کی روح کو اپنے قبضے میں لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ ٹارزن کی روح پر قبضہ کر کے اسے کسی شیطانی جسم میں ڈال دے گی۔ اس طرح ٹارزن اس کا طاقتور نمائندہ بن جائے گا۔ تمہاری جسمانی طاقتیں ٹارزن سے کہیں زیادہ ہیں اور پھر تمہارے پاس شوکار طاقت بھی ہے۔ اس لئے شارگی دیوی کو یقین ہے کہ تم ٹارزن کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور تمہاری یہ کامیابی عظیم کامیابی سمجھی جائے گی۔“ پجاری پاسوگ کہتا چلا گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مجھے ٹارزن کے بارے میں مزید تفصیلات بتاؤ پجاری پاسوگ۔ شارگی دیوی ٹارزن جیسے

انسان میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہے۔ وہ کیوں ٹارزن کی روح پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔“ سردار جوشاما نے کہا۔

”ٹارزن کے پاس وہ قوتیں ہیں جو کسی دوسرے انسان کے پاس نہیں ہیں۔ ٹارزن انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کی بھی زبانیں جانتا ہے اور شارگی دیوی انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرنا چاہتی ہے اسی لئے شارگی دیوی کو ٹارزن کی اشد ضرورت ہے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا تو سردار جوشاما پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ میں ٹارزن کو کھوپڑیوں کے بنائے ہوئے شارگی دیوی کے بت کے سامنے لا کر بھینٹ چڑھاؤں۔“ سردار جوشاما نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

”ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ٹارزن کے ساتھ روشنی کی چند طاقتیں بھی ہیں جو خاص حالات میں ٹارزن کی امداد کرتی رہتی ہیں۔ ان روشنی کی طاقتوں کو ٹارزن سے دور کرنے کا یہی

ہے اور اسے زندہ ہی جلانا ہے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔

”کیا تم یہی سب کچھ کہنے کے لئے یہاں آئے تھے۔“ سردار جوشاما نے کہا۔

”ہاں، کیوں۔“ پجاری پاسوگ نے چونک کر پوچھا۔
 ”میں سمجھا تھا کہ تم مجھے شارجی دیوی کی طاقتیں دینے آئے ہو۔“ سردار جوشاما نے منہ بنا کر کہا۔

”تم کس طرح کی طاقتیں حاصل کرنا چاہتے ہو۔“
 پجاری پاسوگ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا تم مجھے حاضر اور غائب ہونے کی طاقت دے سکتے ہو۔“ سردار جوشاما نے جواباً اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”حاضر اور غائب ہونے کی طاقت۔ کیوں اس طاقت کا تم کیا کرو گے۔“ پجاری پاسوگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”میں جو کروں گا سو کروں گا۔ تم بتاؤ کیا تم مجھے شارجی دیوی سے یہ طاقت دلوا سکتے ہو یا نہیں۔“ سردار

طریقہ ہے کہ اسے سب سے پہلے اس تاریک جنگل میں لایا جائے پھر اس کے جسم پر کسی بھی جانور کا خون لگا دیا جائے اور پھر اس پر ایک خاص منتر پڑھ کر اسے کھوپڑیوں کے بنے ہوئے شارجی دیوی کے بت کے سامنے زندہ جلایا جائے۔ تب نارزن کی روح پر شارجی دیوی اپنا قبضہ جما سکتی ہے۔ نارزن کو کب اور کن منتروں کے عمل کے بعد زندہ جلانا ہے یہ میں تمہیں اس وقت بتاؤں گا جب تم نارزن کو بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ گے۔“ پجاری پاسوگ کہتا چلا گیا۔

”اوہ۔ تم بتا رہے تھے نارزن بے انتہا طاقتور ہے۔ اگر اس کی میرے ساتھ جنگ ہوئی تو۔ اس جنگل میں اگر اسے میرا ہاتھ لگ گیا تو وہ میری شوگار طاقت سے اسی وقت ہلاک ہو جائے گا۔“ سردار جوشاما نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”یہ میں نہیں جانتا۔ تم نے اس سلسلے میں جو کرنا ہے خود کرنا ہے لیکن بہر حال یہ طے ہے کہ تم نے نارزن کو ہر صورت میں زندہ تاریک جنگل میں لانا

جوشاما نے سخت لہجے میں کہا۔
”اس کے لئے مجھے شارگی دیوی سے پوچھنا ہوگا۔“

پجاری پاسوگ نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ تم شارگی دیوی سے جا کر پوچھ لو پھر واپس آ کر مجھے بتا دینا۔“ سردار جوشاما نے کہا۔

”اس کے لئے مجھے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے سردار جوشاما۔ ٹھہرو میں ابھی شارگی دیوی سے بات کرتا ہوں۔“ پجاری پاسوگ نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں تک وہ بڑبڑاتا رہا پھر اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”کیا ہوا۔“ سردار جوشاما نے جو حیرت اور دلچسپی سے پجاری پاسوگ کی جانب دیکھ رہا تھا اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر جلدی سے پوچھا۔

”شارگی دیوی نے تمہیں حاضر اور غائب ہونے کی طاقت دینے کی حامی بھر لی ہے۔“ پجاری پاسوگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا واقعی۔“ سردار جوشاما نے خوشی سے اچھلتے

ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ مسرت کے دیئے جل اٹھے تھے۔

”ہاں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں ایک کام کرنا پڑے گا۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد پراسرار تھا۔

”وہ کیا۔“ سردار جوشاما نے پوچھا تو پجاری پاسوگ اسے اس کام کی تفصیل بتانا شروع ہو گیا جس سے سردار جوشاما حاضر اور غائب ہونے کی طاقت حاصل کر سکتا تھا۔ پجاری پاسوگ کی باتیں سن کر سردار جوشاما کے چہرے پر بے پناہ اطمینان پھیلتا چلا گیا جیسے بوڑھے پجاری کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہ ہو۔

ٹارزن نے نوگاشی قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ مل کر
شامالا قبیلے کے وحشیوں کے لاشوں کے بکھرے ہوئے
اعضاء وہاں سے اٹھا کر ایک بہت بڑے گڑھے میں
دفن کر دیئے تھے۔ اس کام میں اسے صبح سے شام ہو
گئی تھی۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے نوگاشی
قبیلے کے وحشیوں کو پیغام دے کر جنگل کے ان تمام
قبیلوں کی طرف بھیج دیا جو تاریک جنگل کے نزدیک
آباد تھے۔ اس نے ان قبیلوں کے سرداروں کو یہ پیغام
بھجوایا تھا کہ وہ رات کے وقت اپنے قبیلوں کی جاگ
کر خاص طور پر حفاظت کریں۔ ایسا نہ ہو ٹارزن ان
سیاہ جلاذ وحشیوں کی سرکوبی کے لئے جنگل میں جائے
اور رات ہوتے ہی سیاہ جلاذ وحشی کسی اور طرف سے

اس جنگل میں آ کر کسی قبیلے میں قتل و غارت شروع
نہ کر دیں۔

شامالا قبیلے کا خوفناک حشر دیکھ کر نوگاشی قبیلے کے
وحشی بھی بری طرح سے لرز اٹھے تھے۔ ٹارزن نے ان
کو سیاہ جلاذ وحشیوں کے بارے میں صاف صاف بتا
دیا تھا اور انہیں بھی تاکید کی تھی کہ وہ آج رات خاص
طور پر جاگ کر گزاریں اور کسی بھی غیر متوقع حملے کے
لئے پوری طرح سے تیار رہیں۔ پھر ٹارزن نے منکو کو
جنگل میں بھجوا کر پاگار ناگوں اور پاپار چیونٹوں کے
زہر سے بچنے والی سک مک بوٹی منگوائی اور اس بوٹی
کو خود بھی چبا کر کھانے لگا اور اس نے منکو کو بھی
اس بوٹی کو کھانے کا حکم دیا۔ سک مک بوٹی تیز بو اور
بے حد کڑوی تاثیر رکھتی تھی مگر ٹارزن کے حکم کے
آگے بھلا منکو کیا کر سکتا تھا۔ اس نے بڑی مشکلوں
سے عجیب اور برے برے منہ بنا کر اس بوٹی کو جیسے
تیسے نگلا تھا۔

”اب یہ برے برے منہ بنانے چھوڑو اور چلو
میرے ساتھ“۔ ٹارزن نے اسے برے برے منہ

کہا۔

”کاش بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ تم عقلمند بھی ہوتے۔“ ٹارزن نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ منکو اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی وقت ایک وحشی تیز تیز چلتا ہوا ٹارزن کے پاس آ گیا۔ اسے دیکھ کر ٹارزن لکھنت سنجیدہ ہو گیا اور غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ وحشی نوگاشی قبیلے کا نہیں تھا۔

”تم ساگارا ہو نا اور تمہارا تعلق کاچار قبیلے سے ہے۔“ ٹارزن نے اسے پہچانتے ہوئے کہا۔

”ہاں سردار۔ میں ساگارا ہوں۔“ آنے والے وحشی نے ٹارزن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں آئے ہو۔ کوئی خاص کام ہے کیا۔“ ٹارزن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے آپ کے پاس آکو بابا نے بھیجا ہے سردار۔“ ساگارا نے کہا تو ٹارزن آکو بابا کا سن کر بری طرح سے چونک اٹھا۔

”آکو بابا نے۔ اوہ کیا کہا ہے آکو بابا نے۔“ ٹارزن نے جلدی سے پوچھا۔ آکو بابا کا نام سنتے ہی

بناتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”سردار۔ کیا میرا تمہارے ساتھ تاریک جنگل میں جانا ضروری ہے۔“ منکو نے تاریک جنگل میں جانے کے خیال سے ہول کھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں بہت ضروری ہے۔ اگر تم میرے ساتھ تاریک جنگل میں نہیں گئے تو میں شاید اس جنگل کی تاریکی اور وہاں موجود سیاہ جلاد وحشیوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جاؤں۔ تمہاری موجودگی میں مجھے کم از کم حوصلہ تو رہے گا۔“ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کک۔ کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو سردار۔“ ٹارزن کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر منکو نے جان بوجھ کر خفا ہونے والے انداز میں کہا۔

”ارے نہیں۔ میں تمہارا مذاق نہیں اڑا رہا۔ تم منکو بہادر ہو اور جہاں منکو بہادر ہوتا ہے وہاں سے خوف نام کی چڑیا بھی دم دبا کر اڑ جاتی ہے۔“ ٹارزن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تو ہے۔ واقعی جہاں منکو جیسا بہادر بندر موجود ہو وہاں خوف کا کیا کام۔“ منکو نے خوش ہوتے ہوئے

کئی بار تجربہ بھی تو ہو چکا ہے۔“ منکو نے جلدی سے کہا۔

”ہاں مگر آکو بابا مجھے تاریک جنگل میں جانے سے کیوں روک رہے ہیں۔“ ٹارزن نے بدستور حیرت کے عالم میں کہا۔

”انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہاں تمہاری زندگی کو خطرہ ہے۔ کیا تم نے ساگارا کی پوری بات نہیں سنی۔“ منکو نے کہا۔

”سنی ہے اسی لئے تو میں حیران ہو رہا ہوں۔“ ٹارزن نے کہا۔

”آکو بابا نے خاص طور پر تمہارے پاس ساگارا وحشی کو بھیجا ہے۔ تم ان کی عزت کرتے ہو سردار۔ اگر انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم تاریک جنگل میں مت جاؤ وہاں تمہاری جان کو خطرہ ہے تو مت جاؤ۔“ منکو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اور کیا کہا تھا آکو بابا نے۔ کیا انہوں نے میرے لئے کوئی اور بھی حکم دیا ہے۔“ ٹارزن نے منکو کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ساگارا وحشی سے پوچھا۔

اس کے چہرے پر بے پناہ عقیدت کے ناثرات ابھر آئے تھے۔

”آکو بابا نے کہا ہے کہ آپ اس وقت تاریک جنگل میں مت جائیں۔ وہاں آپ کی جان کو خطرہ ہے۔“ ساگارا نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف ٹارزن بلکہ منکو بھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔ آکو بابا نے مجھے تاریک جنگل میں جانے سے منع کیا ہے۔“ ٹارزن نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے غور سے ساگارا وحشی کی بات نہ سنی ہو۔

”ہاں بڑے سردار۔ میں نے یہی کہا ہے۔“ ساگارا نے کہا تو ٹارزن کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ مگر آکو بابا کو کیسے معلوم ہوا کہ میں تاریک جنگل میں جا رہا ہوں۔“ ٹارزن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”آکو بابا سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے سردار۔ یہ بات تم بھی اچھی طرح سے جانتے ہو اور اس کا تمہیں

آکو بابا جھونپڑی میں تنہا بیٹھے تھے اور عبادت میں مصروف تھے۔ ٹارزن نے انہیں نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کیا تو وہ چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

”اوہ آؤ ٹارزن بیٹا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ آؤ بیٹھو۔“ آکو بابا نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر فکر مندی اور تشویش کے سائے لہراتے نظر آ رہے تھے۔

”آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا آکو بابا۔“ ٹارزن نے عقیدت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی تھیں۔“ آکو بابا نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”حکم کیجئے آکو بابا۔“ ٹارزن نے مؤدب انداز میں کہا۔

”تم تاریک جنگل کے سیاہ جلاد وحشیوں کی سرکوبی کے لئے جا رہے تھے۔“ آکو بابا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں آکو بابا۔ لیکن ساگارا نے مجھے آپ کا حکم

”انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ جلد سے جلد ان سے آ کر مل لیں۔“ ساگارا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کیا آکو بابا کا چار قبیلے میں ہی ہیں۔“ ٹارزن نے پوچھا تو ساگارا وحشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو پھر آؤ میں ابھی اور اسی وقت ان سے ملنا چاہتا ہوں۔“ ٹارزن نے کہا تو ساگارا وحشی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ ٹارزن اور منکو کے ساتھ کا چار قبیلے کی طرف چل پڑا۔

مسلل اور کافی دیر چلتے رہنے کے بعد جب وہ کا چار قبیلے میں پہنچے تو ہر طرف رات کے تاریک سائے پھیل چکے تھے۔ کا چار قبیلے میں بڑی بڑی مشعلیں جلا دی گئی تھیں جن کی وجہ سے وہاں اچھی خاصی روشنی ہو رہی تھی۔ ٹارزن کا چار قبیلے میں جانے کی بجائے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف ایک الگ تھلگ مقام پر آکو بابا کی جھونپڑی تھی اور پھر ٹارزن آکو بابا کی جھونپڑی کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ منکو اور ساگارا وحشی جھونپڑی سے باہر ہی رک گئے تھے۔

پہنچایا تھا کہ میں تاریک جنگل میں نہ جاؤں۔ وہاں میری جان کو خطرہ ہے۔“ ٹارزن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں بیٹا۔ میں نے تمہیں تاریک جنگل میں جانے سے ایک خاص وجہ سے روکا تھا۔“ آکو بابا نے کہا۔

”اوہ۔ وہ خاص وجہ کیا ہے آکو بابا“ ٹارزن نے

جلدی سے پوچھا۔

”تاریک جنگل میں شیطان کے پجاریوں نے ایک بار پھر تمہارے لئے موت کا بھیانک جال بچھا دیا ہے اور اس بار شارگی دیوی تمہارے مقابلے پر ایک خطرناک، سفاک اور پراسرار طاقتوں کے مالک جوشاما کو لا رہی ہے۔“ آکو بابا نے کہا تو ٹارزن بری طرح سے چونک اٹھا۔

”جوشاما۔ کون جوشاما۔“ ٹارزن نے حیرانی کے عالم میں کہا تو آکو بابا نے ٹارزن کو سردار جوشاما کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ انہوں نے ٹارزن کو شارگی دیوی کے بارے میں بھی بتا دیا تھا کہ وہ کس طرح سردار جوشاما کو اس کے خلاف استعمال کرنا چاہتی

ہے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک بار پھر شیطان مجھے اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔“ ساری باتیں سن کر ٹارزن نے غصے اور نفرت سے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔

”ہاں بیٹا۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں تاریک جنگل میں جانے سے روکا تھا۔ اگر تم تاریک جنگل میں چلے جاتے تو تم پر جنگل کی تاریکی غالب آ جاتی۔ سردار جوشاما کو بھی فوری طور پر وہاں تمہاری آمد کا علم ہو جاتا۔ وہ چھپ کر تم پر وار کرتا اور تمہیں طویل بے ہوشی کی نیند سلا دیتا اور پھر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔

جب تک تم تاریک جنگل کی حدود سے باہر رہو گے سردار جوشاما پراسرار طاقتوں سے تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ تمہیں تاریک جنگل میں لے جانے کے لئے لازمی طور پر تاریک جنگل سے باہر آئے گا اور تمہیں میں ایک خاص بات بتا دوں کہ سردار جوشاما کو بھی اس وقت ہلاک کیا جاسکتا ہے جب وہ تاریک

جنگل سے باہر ہو۔ تاریک جنگل میں اس کی حفاظت
شارگی دیوی خود کر رہی ہے۔ جہاں اسے کسی صورت
ہلاک نہیں کیا جا سکتا۔“ آکو بابا نے کہا تو ٹارزن
اثبات میں سر ہلانے لگا جیسے وہ آکو بابا کی ساری
بات اچھی طرح سمجھ گیا ہو۔

”آکو بابا۔ آپ بتا رہے ہیں سردار جوشاما کے پاس
شوگار طاقت بھی ہے۔ وہ اگر غلطی سے بھی کسی جاندار
کو ہاتھ لگا دے تو وہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں
ہلاک ہو جاتا ہے۔“ ٹارزن نے کہا۔

”ہاں۔ سردار جوشاما نے یہ طاقت خاص طور پر
حاصل کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس نے شارگی
دیوی سے چند پراسرار طاقتیں تمہارے خلاف استعمال
کرنے کے لئے حاصل کر لی ہیں۔ وہ تم پر شوگار
طاقت کا استعمال شاید نہ کرے کیونکہ اسے شارگی دیوی
نے تمہیں زندہ تاریک جنگل میں لانے کا حکم دیا ہے
اور وہ کیوں ایسا چاہتی ہے یہ تمہیں بتا چکا ہوں۔“ آکو
بابا نے کہا۔

”تو آپ چاہتے ہیں کہ میں سردار جوشاما کو اس

وقت ہلاک کروں جب وہ تاریک جنگل سے باہر ہو۔
ٹارزن نے کہا۔

”ہاں۔ ورنہ تاریک جنگل میں شارگی دیوی، سردار
جوشاما کو مرنے نہیں دے گی۔“ آکو بابا نے بتایا۔

”لیکن بابا۔ اگر رات کو سردار جوشاما اور اس کے
ساتھیوں نے پھر کسی قبیلے پر حملہ کر دیا تو۔“ ٹارزن
نے پوچھا۔

”نہیں۔ اب وہ اس وقت تک کسی قبیلے پر حملہ نہیں
کرے گا جب تک وہ کھوپڑیوں کے بنائے ہوئے
شارگی دیوی کے بت کے سامنے تمہاری بھیٹ نہیں
چڑھا دیتا۔“ آکو بابا نے کہا تو ٹارزن کے چہرے پر
کسی قدر اطمینان آ گیا۔

”یعنی اب میرا اور سردار جوشاما کا ہی سامنا ہوگا۔“
ٹارزن نے کہا۔

”ہاں اور سردار جوشاما کی شوگار طاقت سے بچنے
کے لئے تمہیں سانوگی بوٹی کھا لینی چاہئے۔ اگر غلطی
سے بھی سردار جوشاما کا تمہیں ہاتھ لگ گیا تو تم ہلاک
ہونے سے بچ جاؤ گے مگر۔“ آکو بابا کہتے کہتے رک

گئے۔

”مگر۔ مگر کیا آکو بابا۔“ ٹارزن نے چونک کر پوچھا۔

”سانوگی بوٹی کھانے سے تم شوگار طاقت سے ہلاک ہونے سے تو بچ جاؤ گے لیکن طویل بے ہوشی کی نیند سو جاؤ گے۔ پھر تمہیں ہوش میں لانا مشکل ہو جائے گا۔“ آکو بابا نے کہا۔

”آکو بابا۔ ایک بات بتائیں۔ کیا سردار جوشاما پر ہتھیار اثر کرتے ہیں۔“ ٹارزن نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

”ہاں۔ وہ انسان ہے ابھی وہ مکمل شیطان نہیں بنا اس لئے اس پر ہتھیار اثر کر سکتے ہیں اور اسے ہتھیاروں سے مارا جا سکتا ہے۔“ آکو بابا نے ٹارزن کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے۔ میں سردار جوشاما کو نیزہ یا تیر مار کر دور سے ہی ہلاک کر دوں گا۔ میں اسے اپنے قریب نہیں پھٹکنے دوں گا۔“ ٹارزن نے جلدی سے کہا۔

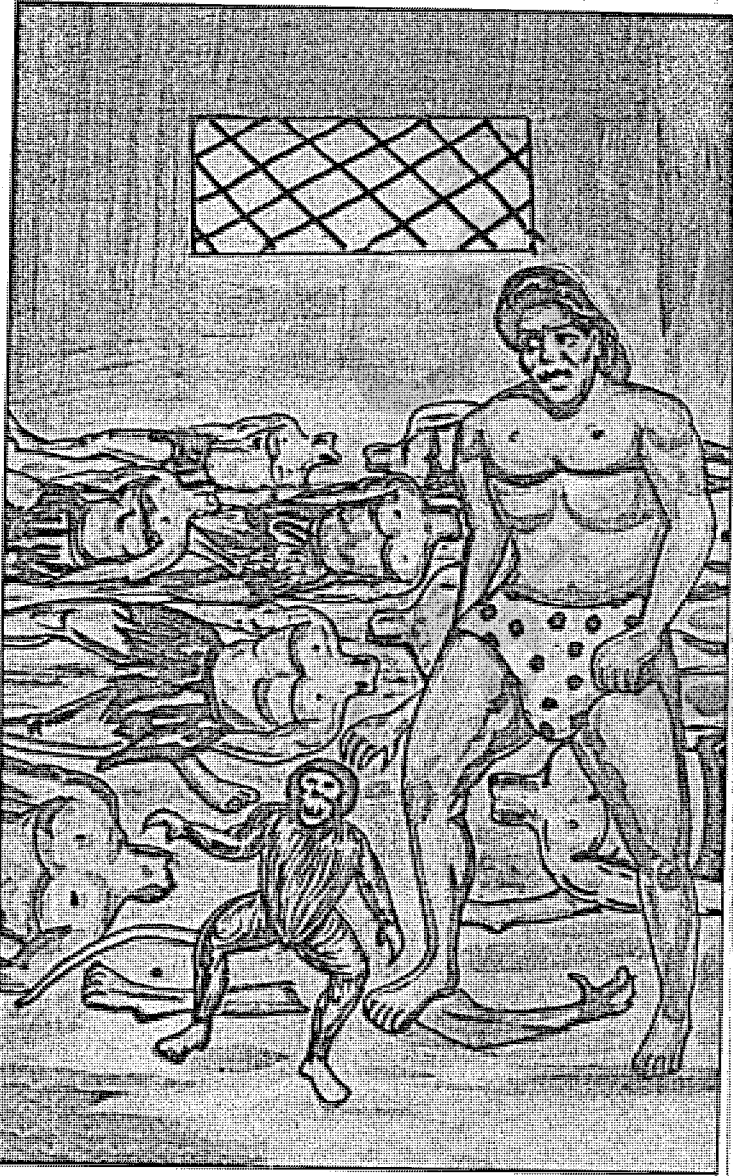
”ہاں۔ یہی مناسب رہے گا۔“ آکو بابا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ پھر انہوں نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگے۔ انہیں پڑھتے دیکھ کر ٹارزن خاموش ہو گیا۔ آکو بابا چند لمحے اسی طرح آنکھیں بند کئے پڑھتے رہے پھر انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور ٹارزن کی طرف منہ کر کے اس پر پھونکنیں مارنے لگے۔

”اب تم جاؤ۔“ آکو بابا نے کہا تو ٹارزن اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے نہایت عقیدت سے آکو بابا کو سلام کیا اور ان کی جھونپڑی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”کیا ہوا سردار۔ کیا کہا ہے آکو بابا نے۔“ ٹارزن کو آکو بابا کی جھونپڑی سے باہر نکلتے دیکھ کر منکو نے جلدی سے پوچھا جو آکو بابا کی جھونپڑی کے باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

”کچھ نہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔“ ٹارزن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ منکو چند لمحے حیرت سے اس کی جانب دیکھتا رہا پھر وہ اس

کے پیچھے ہو لیا اور پھر وہ دونوں اپنے جنگل میں واپس
اپنی جھونپڑی میں آ گئے۔ وہ جیسے ہی جھونپڑی میں
داخل ہوئے بے اختیار ٹھٹک کر رک گئے۔ جھونپڑی
میں سردار زبوتا اور ان کے جن بچے کچھ ساتھیوں کو
وہ چھوڑ کر گئے تھے وہاں ان کی لاشوں کے ٹکڑے
پڑے تھے اور ان کے سر غائب تھے۔



ساری رات سیاہ جھیل کے کنارے بیٹھا منتر پڑھتا رہا۔
پجاری پاسوگ کا بتایا ہوا منتر اس نے مطلوبہ تعداد تک
پڑھا اور پھر اس جھیل میں غسل کر کے واپس آ گیا۔
پجاری پاسوگ بدستور اس کی جھونپڑی میں ہی موجود
تھا۔

”میں نے تمہاری بتائی ہوئی تمام باتوں پر عمل کر لیا
ہے پجاری پاسوگ۔ اب بتاؤ حاضر اور غائب ہونے
کی طاقت حاصل کرنے کے لئے مجھے اور کیا کرنا
ہے۔“ سردار جوشاما نے پجاری پاسوگ کے سامنے بیٹھتے
ہوئے کہا۔

اپنی پلکیں جھپکائے بغیر میری طرف دیکھتے رہو۔“
پاسوگ پجاری نے کہا تو سردار جوشاما پلکیں جھپکائے
بغیر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ اسی لمحے پجاری پاسوگ
کی آنکھیں جھپکیں اور اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی
کی لکیریں سی نکل کر سردار جوشاما کی عین آنکھوں میں
پڑنے لگیں۔ سردار جوشاما کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور
اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سارا جسم آگ کی
طرح گرم ہوتا جا رہا ہو۔

سردار جوشاما بے حد خوش تھا۔ اس نے پجاری
پاسوگ کے کہنے پر ٹارزن کے جنگل میں جا کر اپنے
ساتھیوں کے ساتھ مل کر اچانک ٹارزن کی جھونپڑی پر
حملہ کر دیا تھا اور وہاں موجود شاتالا قبیلے کے سردار
زبوتا اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔
عادت کے مطابق اس نے ان سب وحشیوں کی لاشوں
کے ٹکڑے کرا دیئے تھے اور ان سب کے سر کاٹ کر
اپنے ساتھ تاریک جنگل میں لے آیا تھا۔ پھر اس نے
پجاری پاسوگ کے کہنے کے مطابق تاریک جنگل کے
وسط میں موجود سیاہ جھیل میں غسل کیا اور پھر اس جھیل
کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے
وہیں بیٹھ کر ایک طویل منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ

ہوئی سرخی بھی کم ہونا شروع ہو گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دوبارہ دیکھنے کے قابل ہو گیا اور اس کا جسم بھی پوری طرح اصل حالت میں آ گیا تھا۔

”لو سردار جوشاما۔ میں نے شارجی دیوی کے حکم پر تمہیں حاضر اور غائب ہونے کی طاقتوں کے ساتھ اور بھی چند پراسرار طاقتیں دے دی ہیں۔“ پجاری پاسوگ نے کہا اور پھر اس نے اسے دوسری پراسرار طاقتوں کے بارے میں بھی بتا دیا تو سردار جوشاما کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے پجاری پاسوگ کے کہنے پر ان طاقتوں کو آزما کر بھی دیکھ لیا تھا جس سے اس کی خوشی کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

”اوہ پجاری پاسوگ۔ تم نے پراسرار طاقتیں دے کر مجھے انتہائی طاقتور بنا دیا ہے۔ ان طاقتوں سے میں ایک ٹارزن تو کیا اس جیسے سینکڑوں انسانوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔“ سردار جوشاما نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جلد سے جلد انسانی کھوپڑیوں کو جوڑ کر شارجی دیوی کا بت بناؤ

”مم۔ میرا جسم جل رہا ہے پجاری۔“ سردار جوشاما نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”خاموش۔ پلکیں مت جھپکانا ورنہ جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔“ پجاری پاسوگ نے غرا کر کہا تو سردار جوشاما نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔ اس کا جسم گرم ہوتے ہوتے اچانک سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے سچ مچ آگ میں جلایا جا رہا ہو۔

تکلیف اور اذیت سے اس کا برا حال ہوتا جا رہا تھا مگر وہ دانتوں پر دانت جمائے اس اذیت کو برداشت کر رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ تکلیف ناقابل برداشت حد تک بڑھ جاتی اور اس کے منہ سے چیخیں نکلنا شروع ہو جاتیں اسی لمحے پجاری پاسوگ کی آنکھوں سے سرخ روشنی کی لکیریں نکلنا بند ہو گئیں اور سردار جوشاما کو سکون آ گیا۔ البتہ اس کی آنکھوں کے سامنے تیز سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ پجاری پاسوگ نے اب منتر پڑھ پڑھ کر سردار جوشاما پر پھونکنا شروع کر دیئے تھے جس سے سردار جوشاما کی آنکھوں کے سامنے پھیلی

پجاری پاسوگ کے غائب ہونے کے بعد سردار جوشاما چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ اٹھ کر جھونپڑی سے باہر نکل گیا تاکہ وہ سیاہ جلاد وحشیوں کے ساتھ مل کر کھوپڑیوں کو جنگل سے اکٹھا کر کے ان سے شارجی دیوی کا بت بنا سکے۔

اور پھر ان تمام باتوں پر عمل کرو جن کی میں نے تمہیں ہدایات دی ہیں۔ جب تم ٹارزن کو یہاں لا کر میری ہدایات کے مطابق شارجی دیوی کے بت کو بھینٹ دے دو گے تو میں شارجی دیوی کو لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔“ پجاری پاسوگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم واپس جا رہے ہو۔“ اس کی بات سن کر سردار جوشاما نے چونک کر پوچھا۔
 ”ہاں۔ اب میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب جو کرنا ہے تمہیں کرنا ہے اس لئے میں جا رہا ہوں۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔ اس کی بات سن کر سردار جوشاما نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے پجاری پاسوگ نے اپنے ہاتھ اوپر نیچے لہرائے اور پھر وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔ پجاری پاسوگ کو اس طرح غائب ہوتے دیکھ کر سردار جوشاما کو کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ اگر حاضر غائب ہونے کی طاقت وہ سردار جوشاما کو دے سکتا تھا تو پھر اس کے لئے غائب ہونا کون سی بڑی بات تھی۔

پھر ان کی لاشوں کے ٹکڑے وہیں پھینک کر وہ ان سب کے سراپے ساتھ لے گیا تھا۔

سردار جوشاما کے اس اقدام سے ٹارزن کو غصہ تو بہت آیا تھا مگر وہ آکو بابا کی وجہ سے مجبور تھا جنہوں نے اسے تاریک جنگل میں جانے سے سختی سے منع کر دیا تھا ورنہ ٹارزن کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ان جلاد وحشیوں کے بھی تاریک جنگل میں جا کر اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے جس طرح انہوں نے شانالا قبیلے کے وحشیوں اور پھر سردار زبوتا اور اس کے باقی ساتھیوں کے کئے تھے۔

آکو بابا کی ہدایات کے مطابق ٹارزن کو جلاد وحشیوں اور ان کے سردار جوشاما کا اپنے جنگل میں ہی انتظار کرنا تھا۔ اسے انتظار کرتے کرتے دو ہفتے ہو گئے تھے لیکن سردار جوشاما اور اس کے ساتھی اس طرف نہیں آئے تھے اور نہ ہی ان کے کسی طرف سے کسی حملے کی کوئی اطلاع آئی تھی۔ ٹارزن منکو کے ساتھ تاریک جنگل کے نزدیک رہ رہا تھا۔ انہوں نے ایک اونچے درخت پر مچان بنا رکھی تھی جہاں ٹارزن نے نیزے،

دو ہفتوں سے ٹارزن بے حد پریشان تھا کیونکہ دو ہفتے گزر چکے تھے مگر ابھی تک سردار جوشاما اور اس کے ساتھی ٹارزن کے جنگل میں نہیں آئے تھے جن کا ٹارزن بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔

ٹارزن نے منکو کے ساتھ مل کر سردار زبوتا اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے ایک گڑھے میں ڈال کر دفن کر دیئے تھے۔ ٹارزن اور منکو اس وقت جنگل سے دور کاچار قبیلے میں آکو بابا سے ملنے گئے ہوئے تھے جب اس کی غیر موجودگی میں سردار جوشاما اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں آدھمکا تھا اور اس نے اپنی فطرت کے مطابق شانالا قبیلے کے سردار زبوتا اور اس کے ساتھیوں کو بے دردی سے ہلاک کر دیا تھا اور

تیر اور کمان کے ساتھ ایک تلوار اور کئی خنجر جمع کر رکھے تھے۔ ٹارزن اور منکو ساری ساری رات جاگتے رہتے تھے۔ ٹارزن نے تاریک جنگل کے قریب رہنے والے جانوروں اور انسانی قبیلے کے لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی سیاہ فام جلاذ وحشیوں کو تاریک جنگل سے نکلتے دیکھے تو وہ فوراً اس جگہ آ کر اسے اطلاع دے۔

”سردار۔ لگتا ہے ان سیاہ جلاذ وحشیوں کو پتہ چل گیا ہے کہ آپ ان کا شکار کرنے والے ہیں اس لئے وہ ڈر گئے ہیں اور ڈر کے مارے وہ اس طرف آنے کی جرأت ہی نہیں کر پا رہے۔“ ایک روز منکو نے ٹارزن سے کہا۔ پچھلے دو ہفتوں سے وہ اس مچان پر بیٹھے بیٹھے بری طرح سے اکتا گیا تھا۔

”نہیں منکو۔ آکو بابا نے کہا تھا کہ وہ لوگ یہاں ضرور آئیں گے۔ آکو بابا کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ دیر سے ہی سہی مگر مجھے یقین ہے کہ وہ آئیں گے ضرور۔“ ٹارزن نے پراعتماد لہجے میں کہا۔ ”اگر وہ لوگ مہینوں نہ آئے تو کیا ہم اسی طرز

یہاں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہیں گے۔“ منکو نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سردار جوشما شیطان کا پیروکار بننے جا رہا ہے۔ اگر وہ اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو گیا تو بہت غلط ہوگا۔ اس کے پاس پراسرار طاقتیں ہیں جن سے انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کی زندگیاں بھی ہمیشہ خطرے میں رہیں گی اس لئے اس کا ہلاک ہونا بہت ضروری ہے۔ میں اس وقت تک یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا جب تک میں اسے ہلاک نہیں کر دیتا۔“ ٹارزن نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”سردار۔ ہم یہاں مچان لگائے بیٹھے ہیں۔ اگر وہ لوگ کسی دوسرے راستے سے آ گئے تو۔“ منکو نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”تاریک جنگل کے سرحدی علاقے کے دوسرے حصوں میں، میں نے جانوروں اور قبیلے والوں کو خبردار کر رکھا ہے وہ جس طرف سے بھی ہمارے جنگل میں آئیں گے مجھے ان کے آنے کی اطلاع مل جائے گی۔“ ٹارزن نے جواب دیا۔

”سردار وہ دیکھو“۔ اچانک منکو نے کہا۔ ٹارزن نے چونک کر اس طرف دیکھا جس طرف منکو اشارہ کر رہا تھا۔ تاریک جنگل میں اسے ایک جگہ جھاڑیاں ہلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”اوہ۔ وہ لوگ شاید آ رہے ہیں“۔ ٹارزن نے انتہائی پرچوش لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انہوں نے جنگل سے واقعی سیاہ جسموں والے بے شمار وحشیوں کو باہر نکلتے دیکھا۔ وہ انتہائی لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ ان کے ہاتھوں میں کلہاڑے، نیزے اور تلواریں تھیں۔ انہوں نے جسموں کے زیریں حصے پر کسی جانور کے لمبے لمبے اور گھنے بال باندھ رکھے تھے اور ان سب کے سروں پر سیاہ رنگ کی گول ٹوپیاں تھیں جس کے اوپر انہوں نے جادوگروں کے نشان کی طرح دو ہڈیاں جوڑ رکھی تھیں۔ ان کے سر کے بال بے حد لمبے لمبے اور کندھوں تک آ رہے تھے۔ ان کی تعداد بے حد زیادہ تھی۔ ان سب سے آگے ایک قوی ہیکل وحشی تھا جس کے چہرے پر داڑھی مونچھیں بے تحاشا بڑھی ہوئی تھیں۔



ارے ارے کیا کر رہے ہو سردار۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ ٹارزن کو اس طرح تیار ہوتے دیکھ کر منکو بوکھلا گیا۔

”یہ مذاق کا وقت نہیں ہے منکو۔“ ٹارزن نے غرا کر کہا۔ سیاہ فام وحشی ہتھیار لئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ ان کی تعداد بیس کے قریب تھی۔ وہ جیسے ہی آگے آئے ٹارزن نے اچانک مچان سے چھلانگ لگا دی اور یکدم ان وحشیوں کے سامنے آ گیا۔ سیاہ جلاذ وحشیوں نے جو ایک انسان کو جس نے کسی چیتے کی کھال کا جاگیکہ پہن رکھا تھا اس طرح اپنے سامنے آتے دیکھا تو وہ یلکھت ٹھٹک کر رک گئے۔ ٹارزن کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر چمک رہا تھا۔

”تو تم ہو تاریک جنگل کے جلاذ وحشی۔“ ٹارزن نے ان کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو اور تمہیں اس طرح ہمارے سامنے آنے کی ہمت کیسے ہوئی ہے۔“ اس داڑھی والے سیاہ فام وحشی نے آگے بڑھ کر ٹارزن کی طرف

”اوہ۔ ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ تم ان سب کا کس طرح مقابلہ کروں گے سردار۔“ منکو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ان میں سردار جوشاما کون ہے۔“ ٹارزن نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

”اوہ۔ واقعی یہ سب تو بالکل ایک جیسے نظر آ رہے ہیں۔ جیسے یہ سب ایک ہی ماں کی اولاد ہوں۔ ان میں صرف ایک نے داڑھی مونچھیں رکھی ہوئی ہیں۔ شاید یہ سردار جوشاما ہو۔“ منکو نے کہا۔

”نہیں۔ اس میں مجھے سرداروں والا غرور نظر نہیں آ رہا اور نہ ہی اس کی چال ڈھال سرداروں جیسی ہے۔“ ٹارزن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ان سے پوچھ لو کہ ان میں سردار جوشاما کون ہے۔“ منکو نے کہا۔ اس کے لہجے میں شرارت کا عنصر تھا۔

”ہاں اب یہی کرنا ہوگا۔“ ٹارزن نے کہا۔ اس نے اپنے نیپے میں اڑسا ہوا خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور ان وحشیوں کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔

”اوہ ٹارزن۔ تم ٹارزن ہو۔ بہت خوب۔ اچھا ہوا
ٹارزن تم خود ہی ہمارے سامنے آ گئے۔ ہم یہاں
تمہاری ہی تلاش میں آئے تھے۔ گھیر لو اسے۔“ داڑھی
مونچھوں والے وحشی نے پہلے ٹارزن سے اور پھر اپنے
ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے وحشی حرکت
میں آئے اور انہوں نے یلکھت ٹارزن کے گرد گھیرا
ڈال لیا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔“ ٹارزن نے داڑھی مونچھوں
والے وحشی سے پوچھا۔ جیسے اسے اپنے گھیرے جانے
کی ذرا بھی پرواہ نہ ہو۔

”ٹاگورا۔ میرا نام ٹاگورا ہے۔ میں سردار جوشاما کا
نائب ہوں۔ کیوں تمہیں میرے نام سے کیا مطلب
ہے۔“ داڑھی مونچھوں والے وحشی نے غصیلے لہجے میں
پوچھا۔

”تو تم لوگ مجھے ہلاک کرنے آئے ہو۔“ ٹارزن
نے کہا۔

”نہیں۔ سردار نے تمہیں تاریک جنگل میں زندہ
لانے کا حکم دیا ہے لیکن اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے

دیکھتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں
ایک لمبے ڈنڈے والا نیزہ تھا۔

”کیا تم سردار جوشاما ہو۔“ ٹارزن نے اس کی بات
کا جواب دینے کی بجائے غور سے اس کی جانب
دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ۔ تم ہمارے سردار کا نام بھی جانتے ہو۔“ اس
وحشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹارزن اس کے
لہجے سے سمجھ گیا کہ نہ وہ سردار جوشاما ہے اور نہ ہی
ان میں سردار جوشاما موجود ہے۔

”ہاں۔ میں تمہارے سردار کو جانتا ہوں۔ کہاں ہے
وہ۔“ ٹارزن نے کہا۔

”وہ جنگل میں ہے۔ مگر تم کون ہو اور تم ہمارے
سردار کا نام کیسے جانتے ہو۔“ داڑھی مونچھوں والے
وحشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ٹارزن ہوں۔ ان جنگلوں کا بادشاہ۔“ ٹارزن
نے تیز لہجے میں کہا اور اس کا نام سن کر نہ صرف
داڑھی مونچھوں والا وحشی بلکہ دوسرے وحشی بھی بری
طرح سے چونک اٹھے۔

کی کوشش کی تو ہم تمہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔
ٹاگورا نے غرا کر کہا۔

”منکو نیچے آؤ۔“ اچانک ٹارزن نے چیخ کر کہا۔
منکو بدستور مچان پر موجود تھا۔ ٹارزن نے اس کی
طرف دیکھے بغیر اسے نیچے آنے کا حکم دیا تھا۔

”منکو۔ کون منکو۔ تم کسے پکار رہے ہو۔“ ٹاگورا نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری موت۔ میں تمہاری موت کو پکار رہا ہوں۔
منکو نیچے آؤ۔“ ٹارزن نے غراتے ہوئے پہلے ان
وحشیوں سے کہا اور ایک بار پھر منکو کو آواز دی۔ منکو
جو ٹارزن کو ان وحشیوں میں گھرا ہوا دیکھ کر پہلے ہی
بے چین دکھائی دے رہا تھا اچانک اس نے چھلانگ
لگا دی۔ اس نے ایک وحشی پر چھلانگ لگائی تھی جس
کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اس وحشی نے اسے چھلانگ
لگاتے دیکھ لیا تھا وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا اور منکو
نیچے آگرا۔ ایک بندر کو اس طرح نیچے گرتے دیکھ کر
سیاہ جلاد وحشیوں کی توجہ اس طرف ہو گئی تھی۔ اسی
موقع کا ٹارزن جیسے انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی ان

وحشیوں کی توجہ منکو کی جانب ہوئی ٹارزن بجلی کی سی
تیزی سے حرکت میں آ گیا۔ اس نے قریب کھڑے
ایک وحشی کی تلوار والے ہاتھ پر زور دار ٹانگ ماری۔
وحشی کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ
سے تلوار چھوٹ کر دور جا گری۔ اسی لمحے ٹارزن نے
بھپٹ کر اس وحشی کو پکڑا اور اس کی کمر میں ہاتھ
ڈال کر اسے بائیں بغل میں اٹھا لیا اور پھر اس سے
پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا ٹارزن کا خنجر والا ہاتھ اٹھا اور
پھر پوری قوت کے ساتھ اس وحشی کی گردن پر پڑا۔
خنجر کا پھل کافی بڑا تھا اور جس انداز میں ٹارزن نے
سیاہ جلاد وحشی کو بغل میں دبوج رکھا تھا اس کا سر بھی
اسی انداز میں ڈھلکا ہوا تھا۔ جیسے ہی ٹارزن نے اس
کی گردن پر خنجر تلوار کے انداز میں مارا۔ دوسرے ہی
لمحے اس وحشی کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ وحشی کی گردن
سے خون فوارے کی مانند ابل پڑا تھا۔ دوسرے وحشی
ٹارزن کی اس قدر خوفناک درندگی دیکھ کر بھونچکے رہ
گئے تھے۔ ٹارزن نے سر کٹے وحشی کو پوری قوت سے
ان وحشیوں پر اچھال دیا۔ نیزہ بردار ٹاگورا اور اس

اپنے نائب سردار کا یہ حال دیکھا تو وہ غصیلے انداز میں ٹارزن کو گھورنے لگے اور پھر وہ تیزی سے ٹارزن کی طرف بڑھے مگر ٹارزن نے ٹاگورا کا نیزہ سیدھا کیا اور پھر اس نے اس کے سرے کو پکڑ کر نیزے کو لاٹھی کی طرح گھمانا شروع کر دیا۔ وہ اس تیزی سے نیزے کو گھما رہا تھا کہ اس کا پھل جس وحشی کو لگتا یا تو اس کی گردن اڑ جاتی یا اس کے بازو کٹ کر دور جا گرتا۔ ٹارزن نے ٹاگورا کے سر پر زور دار لات مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر وہ نیزے کو لاٹھی کی طرح گھماتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کے اس طرح نیزہ گھمانے کی وجہ سے وحشیوں کو اس پر حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ٹارزن نے نائب سردار ٹاگورا کے علاوہ باقی تمام وحشیوں کو اسی طرح نیزہ گھما گھما کر ہلاک کر دیا تھا۔ وہاں ہر طرف ان وحشیوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے خون کے چھینٹوں سے ٹارزن کا جسم بھی بھر گیا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹارزن بھی شدید زخمی ہو گیا ہو۔

کے دوسرے ساتھی اپنے ساتھی کی لاش سے ٹکرا کر الٹ کر گر پڑے۔ ٹارزن نے ایک زور دار نعرہ مارا اور اپنے قریب کھڑے وحشیوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑا۔

اس نے یکے بعد دیگرے مزید دو وحشیوں کو اپنے خنجر کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس اثناء میں ٹاگورا جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے نیچے گرا ہوا اپنا نیزہ اٹھایا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر انتہائی پھرتی سے نیزہ ٹارزن کے سینے میں مارنے کی کوشش کی مگر ٹارزن نے ایک طرف ہٹتے ہوئے یلکھت اپنی طرف بڑھتے ہوئے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا اور پھر اس نے نیزے کو درمیان سے پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دیا تو ٹاگورا وحشی کے پیر اکھڑ گئے اور وہ اچھل کر ٹارزن کے قدموں میں آ گرا۔ ٹارزن نے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ ٹاگورا نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ٹارزن نے جب اس کی گردن پر زور سے دباؤ ڈالا تو ٹاگورا کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ ادھر دوسرے وحشیوں نے

ٹارزن کا چہرہ غصے اور نفرت کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ ٹارزن کو وحشیوں سے اس طرح خوفناک انداز میں لڑتے دیکھ کر منکو بھاگ کر دوبارہ مچان پر جا چڑھا تھا۔

ٹارزن ایک تو پہلے ہی شدید غصے میں تھا۔ اوپر سے خون کے چھینٹے اس کے چہرے پر پڑے تو اس کا چہرہ اور زیادہ خوفناک اور بھیانک ہو گیا تھا۔ اس کا اس قدر خوفناک روپ دیکھ کر منکو لرز اٹھا تھا۔ بلاشبہ اس نے اس سے پہلے ٹارزن کو اس قدر غضبناک نہیں دیکھا تھا۔ جس کے انگ انگ میں غصے، نفرت اور خوفناک انتقام کی آگ بھری ہوئی تھی۔ اس نے ایک زور دار نعرہ مارا اور پھر اس نے نیزہ پھینک کر ایک وحشی کی گری ہوئی تلوار اٹھائی اور پھر نہایت نفرت بھرے انداز میں اس نے ان سیاہ جلاذ وحشیوں کے ٹکڑے کرنا شروع کر دیئے۔ ٹارزن کا جلاذ پن د کر منکو کانپ اٹھا تھا۔

”ہوش میں آؤ ناگورا اور اپنے ساتھیوں کا دیکھو۔ میں نے تم لوگوں کے ہی انداز میں تمہار

ساتھیوں کو مار کر ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اٹھو اور جا کر اپنے سردار جوشاما کو بتاؤ۔ اس سے کہو کہ اس میں ہمت ہے تو وہ خود میرے مقابلے پر آئے۔ میں اس کا اور تمہارے قبیلے کے دوسرے وحشیوں کا بھی ایسا ہی بھیانک حشر کروں گا۔“ ٹارزن نے تمام لاشوں کے ٹکڑے کرنے کے بعد واپس ناگورا کی جانب آ کر زور زور سے اس کی پسلیوں میں ٹھوکریں مارتے ہوئے کہا۔

”ناگورا کو پیغام دے کر میرے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ٹارزن۔ میں خود ہی آ گیا ہوں۔“ اچانک ایک تیز اور پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی اور ٹارزن اس آواز کو سن کر زخمی چیتے کی طرح پلٹ پڑا۔

وہ سیاہ جلاد وحشیوں جیسا ہی لمبا تڑنگا وحشی تھا مگر اس کا جسم ان وحشیوں سے کہیں بڑا اور مضبوط نظر آ رہا تھا۔ جنہیں ٹارزن نے ہلاک کیا تھا۔ اس کا چہرہ بھی دوسرے وحشیوں کی نسبت خاصا بڑا اور خوفناک تھا اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”تم کون ہو؟“ ٹارزن نے اس کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں سردار جوشاما ہوں۔“ خوفناک وحشی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تم ہو سردار جوشاما۔ شیطان کے پیروکار۔“ ٹارزن نے غراتے ہوئے کہا۔ سردار جوشاما کے کندھے

پر سیاہ رنگ کا ایک ناگ تھا۔ جسے اس نے دائیں ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا۔ جبکہ اس کے بائیں ہاتھ میں ایک خنجر دکھائی دے رہا تھا۔

”ہاں۔ میں ہی سردار جوشاما ہوں۔ سیاہ جلاد وحشیوں کا سردار۔“ سردار جوشاما نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

”اچھا ہوا سردار جوشاما جو تم خود یہاں آ گئے۔ دیکھو۔ غور سے دیکھو اپنے ساتھیوں کا حشر۔ تم نے جس طرح شانالا قبیلے کے وحشیوں کے ٹکڑے کئے تھے ان سے کہیں زیادہ ٹکڑے میں نے تمہارے ساتھی وحشیوں کے کر دیئے ہیں۔ اب تمہارا اور پھر تمہارے دوسرے ساتھیوں کا بھی میں یہی حشر کروں گا۔“ ٹارزن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سردار جوشاما زور دار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ جیسے وہ ٹارزن کی بات کا مذاق اڑا رہا ہو۔

”موت میرا نہیں تمہارا مقدر بنے گی ٹارزن۔ میں نے تمہاری بہت تعریفیں سنی تھیں۔ اسی لئے میں نے جان بوجھ کر ان بیس وحشیوں کو تمہارے پاس بھیجا تھا۔

یہ میرے قبیلے کے منجھلے ہوئے لڑاکا اور انتہائی طاقتور وحشی تھے مگر تم نے جس انداز میں ان کو شکست دے کر ہلاک کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پجاری پاسوگ نے تمہارے بارے میں جو بتایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ تم اس سے کہیں زیادہ خطرناک انسان ہو اور تم جیسے خطرناک انسان کو زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہنا چاہئے۔ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس دنیا میں مجھ سے زیادہ طاقتور انسان کوئی اور ہو۔ سردار جوشاما نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔ وہ قدم بہ قدم چلتا ہوا ٹارزن کے قریب آ رہا تھا۔ ٹارزن بھی ٹاگورا کو چھوڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کی جانب بڑھنے لگا اور پھر سردار جوشاما نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا سیاہ ناگ ٹارزن کی جانب اچھال دیا۔ ٹارزن چونکہ اس حملے کے لئے پہلے ہی تیار تھا اس لئے اس نے سردار جوشاما سے زیادہ تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تلوار والا ہاتھ گھمایا اور فضا میں اچھل کر ٹارزن کی طرف بڑھتا ہوا ناگ راستے میں ہی دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر گیا۔

”بہت خوب۔“ ٹارزن کی پھرتی دیکھ کر سردار جوشاما کے منہ سے نکلا۔ اس نے ہوا میں ہاتھ مارا تو اچانک اس کے ہاتھ میں ایک اور اسی طرح کا ناگ آ گیا جس طرح کا پہلے اس کے ہاتھ میں موجود تھا اور جسے اس نے ٹارزن پر اچھال دیا تھا اور ٹارزن نے تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔

”اوہ۔ تو تم پراسرار طاقتوں کے مالک بھی ہو۔“ ٹارزن نے اسے اس طرح دوسرا ناگ حاصل کرتے دیکھ کر ہونٹ ہینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سردار جوشاما طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ پراسرار طاقتوں کا مالک بھی ہے اور اب سردار جوشاما ان سارے جنگلوں اور پھر تمام دنیا کے انسانوں پر حکمرانی کرے گا۔ مگر اس سے پہلے تمہیں زندہ جلا کر شارجی دیوی کی بھینٹ چڑھایا جائے گا۔ میں نے تاریک جنگل میں تمہیں ہلاک کرنے کا پورا پورا بندوبست کر لیا ہے۔“ سردار جوشاما نے کہا اور دوسرا ناگ بھی ٹارزن کی جانب اچھال دیا مگر ٹارزن نے اس کے بھی تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے۔ سردار جوشاما

نے ہوا میں ہاتھ مار کر تیسرا ناگ حاصل کیا اور پھر اس نے یوں ہاتھ گھمایا جیسے وہ اس ناگ کو بھی ٹارزن پر اچھالنا چاہتا ہو۔ ٹارزن کا ہاتھ تیزی سے گھوما مگر اسی لمحے اچانک سردار جوشاما اس کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گیا۔ سردار جوشاما کو اس طرح اچانک غائب ہوتے دیکھ کر ٹارزن بری طرح سے چونک اٹھا۔

”وہ تمہارے پیچھے ہے سردار“۔ مچان پر بیٹھا ہوا منکو جو ٹارزن اور سردار جوشاما کی حیرت انگیز لڑائی دیکھ رہا تھا اچانک سردار جوشاما کو ٹارزن کے سامنے سے غائب ہوتے اور پھر عین ٹارزن کے پیچھے نمودار ہوتے دیکھ کر بری طرح سے چیخ اٹھا۔ اس کی چیخ سن کر ٹارزن بجلی کی سی تیزی سے پلٹا مگر اس وقت تک سردار جوشاما ٹارزن کے عقب میں نمودار ہو کر ناگ ٹارزن پر پھینک چکا تھا۔ ناگ اس کی عین گردن سے ٹکرایا تھا اور ٹارزن کو اپنی گردن میں دو تیز کانٹے سے چھپتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس نے برق رفتاری سے ہاتھ مار کر اپنی گردن سے سیاہ ناگ کو پکڑا



اور دور اچھال دیا اور تلوار لئے غضبناک انداز میں سردار جوشاما کی جانب لپکا مگر سردار جوشاما وہاں سے پھر غائب ہو گیا اور ایک بار پھر ٹارزن کے پیچھے نمودار ہوا اور زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ ٹارزن اس کے قہقہے سن کر پھر اس کی طرف پلٹا اور انتہائی جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا مگر اس سے پہلے کہ وہ سردار جوشاما کے قریب پہنچتا سردار جوشاما اس کے سامنے سے پھر غائب ہو گیا۔ اس بار اس کے قہقہے دائیں طرف سے سنائی دیئے تھے۔ ٹارزن نے گردن گھما کر دیکھا تو سردار جوشاما اس طرف کھڑا اس پر ہنس رہا تھا۔

”تم جتنے مرضی کرتے دکھاؤ سردار جوشاما مگر میرے ہاتھوں سے زندہ بچ کر واپس نہیں جا سکو گے۔“ ٹارزن نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار نیزے کے سے انداز میں اچانک سردار جوشاما پر کھینچ ماری۔ سردار جوشاما پھر وہاں سے غائب ہو گیا اور ٹارزن کی پھینکی ہوئی تلوار دور جا گری۔ اسی لمحے ٹارزن کو یکنخت زور کا چکر آیا۔ اس

نے قدم آگے بڑھائے مگر وہ بری طرح سے لڑکھڑا گیا۔

”اوہ۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ مجھ پر کسی ناگ کے زہر کا کس طرح سے اثر ہو سکتا ہے میں نے تو سک مک کی بوٹی کھا رکھی ہے۔“ ٹارزن کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔ اسی لمحے سردار جوشاما اس سے چند قدموں کے فاصلے پر پھر نمودار ہوا۔ اسے دیکھ کر ٹارزن تیزی سے اس کی جانب لپکا مگر پھر اچانک اس کے ذہن میں اندھیرے کی یلغار ہو گئی۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دوسرے ہی لمحے وہ منہ کے بل زمین پر جا گرا اور اس کے ذہن پر یکنخت اندھیرے کی دیوار چادر چڑھتی چلی گئی۔ یکنخت جنگل منکو کی ”سردار۔ سردار۔“ کی آواز اور سردار جوشاما کے فتح مندانہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

سردار جوشاما کو ٹارزن کے قریب جاتے اور اسے ٹارزن کے پاس بیٹھتے دیکھ کر منکو بے چین ہو گیا اس نے ادھر ادھر دیکھا مچان میں ایک طرف دو تلواریں، ایک تیر کمان اور بہت سے تیروں کے ساتھ ایک خنجر اور دو نیزے پڑے تھے۔ منکو کو اور کچھ نہ سوچھا تو اس نے ایک ہاتھ میں خنجر اور دوسرے ہاتھ میں ایک تیر پکڑا اور تیزی سے آگے آ گیا۔ اس اثناء میں سردار جوشاما اپنے ہاتھ میں موجود خنجر کی نوک ٹارزن کے سینے پر رکھے آنکھیں بند کئے کچھ بڑبڑانے میں مصروف ہو گیا تھا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ سردار جوشاما“۔ منکو نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسے دیوانگی کے عالم میں اوپر سے ہی سردار جوشاما پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے خنجر اور تیر والے ہاتھ آگے کر رکھے تھے۔ جیسے وہ ایک ساتھ تیر اور خنجر سردار جوشاما کو مارنا چاہتا ہو۔ مگر وہ ابھی ہوا میں ہی تھا کہ اچانک سردار جوشاما اور ٹارزن وہاں سے غائب ہو گئے اور منکو عین اس جگہ آگرا جہاں ایک لمحے پہلے سردار جوشاما اور ٹارزن موجود

منکو پھٹی پھٹی آنکھوں سے گرے ہوئے ٹارزن کو دیکھ رہا تھا۔ ٹارزن اس کے سامنے جس طرح اچانک لڑکھڑا کر گرا تھا اور بے حس و حرکت ہو گیا تھا یہ دیکھ کر منکو کی تو جیسے جان ہی نکل گئی تھی۔ سردار جوشاما زور زور سے اور فاتحانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا۔

”سردار۔ سردار۔ سردار“۔ منکو نے زور زور سے چیختے ہوئے ٹارزن کو آوازیں دیں مگر ٹارزن بھلا اس کی آوازیں کہاں سن رہا تھا وہ تو زمین پر یوں بے حس و حرکت پڑا تھا جیسے اس کے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو۔ اسی لمحے سردار جوشاما آگے بڑھا اور وہ ٹارزن کے قریب آ گیا اور پھر ٹارزن کے قریب آ کر وہ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا۔

تھے۔ ان دونوں کو وہاں سے غائب دیکھ کر منکو بوکھلا گیا تھا۔

”اوہ سردار جوشاما سردار ٹارزن کو لے گیا۔ سردار ٹارزن کو سردار جوشاما تاریک جنگل میں لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اوہ۔ اوہ۔“ اس نے خوف بھرے انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں ٹارزن کو آوازیں دیتا ہوا ادھر ادھر بھاگنے لگا تھا۔ جیسے سردار جوشاما اور ٹارزن اس کے ارد گرد ہی کہیں نمودار ہوں گے۔ پھر وہ تھک ہار کر ایک جگہ رک کر تاریک جنگل کی جانب دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں یلکھت موٹے موٹے آنسو امانڈ آئے تھے۔

”سردار جوشاما تم ٹارزن کو بے ہوش کر کے یہاں سے لے جانے میں تو کامیاب ہو گئے ہو مگر میں تمہیں ٹارزن کو شارگی دیوی کے بت کے سامنے ہلاک کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔ تم ٹارزن کو زندہ جلانے کا جو خواب دیکھ رہے ہو میں تمہیں اور تمہارے سارے ساتھیوں کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔ میں آ رہا ہوں سردار جوشاما۔ میں تمہیں اور تمہارے قبیلے کو زندہ

جلانے اور تمہاری قید سے ٹارزن کو چھڑانے کے لئے آ رہا ہوں۔“ منکو نے غراتے ہوئے خوفناک لہجے میں کہا اور پھر وہ خنجر اور تیر پھینک کر تاریک جنگل کی جانب بھاگتا چلا گیا۔

سرحدی پٹی سے گزر کر وہ نہایت تیزی سے تاریک جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ جوں جوں آگے بڑھتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی پھیلتی جا رہی تھی اور پھر وہ ایک جگہ پہنچ کر رک گیا کیونکہ وہاں اس قدر تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہیں دے رہا تھا اور منکو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس جگہ پہنچ کر اپنی بینائی کھو بیٹھا ہو اور وہ اندھا ہو گیا ہو۔ اسے کوشش کے باوجود کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور اس اندھیرے میں کیسے آگے بڑھے کہ اسے اپنے ارد گرد جھینگروں جیسی عجیب آوازوں کے ساتھ بے شمار ناگوں کے پھنکارنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان آوازوں کو سن کر منکو کا دل یلکھت جیسے اچھل کر حلق میں آ گیا اور پھر اسے اپنے بالوں بھرے جسم میں

میدان کا ایک بہت بڑا حصہ صاف کر دیا گیا تھا۔
اس بڑے دائرے کو روشن رکھنے کے لئے چاروں
طرف جلتی ہوئی مشعلیں لگا دی گئی تھیں جس سے وہ
علاقہ اچھا خاصہ روشن ہو گیا تھا۔

دائرے کے وسط میں ایک بہت بڑا شارجی دیوی کا
بت بنا ہوا تھا جسے انسانی کھوپڑیوں کو مختلف رنگوں میں
رنگ کر اور انہیں ایک ترتیب میں رکھ کر اس انداز
میں بنایا گیا تھا کہ وہ واقعی کسی عورت کا ہی مجسمہ
دکھائی دے رہا تھا۔ بت کے قریب زمین کھود کر اور
اس میں لکڑیاں بھر کر ان میں آگ لگا دی گئی تھی۔

آگ کی سرخی میں بت اور زیادہ بھیانک اور
خوفناک نظر آ رہا تھا۔ اس بت کے چاروں طرف سیاہ

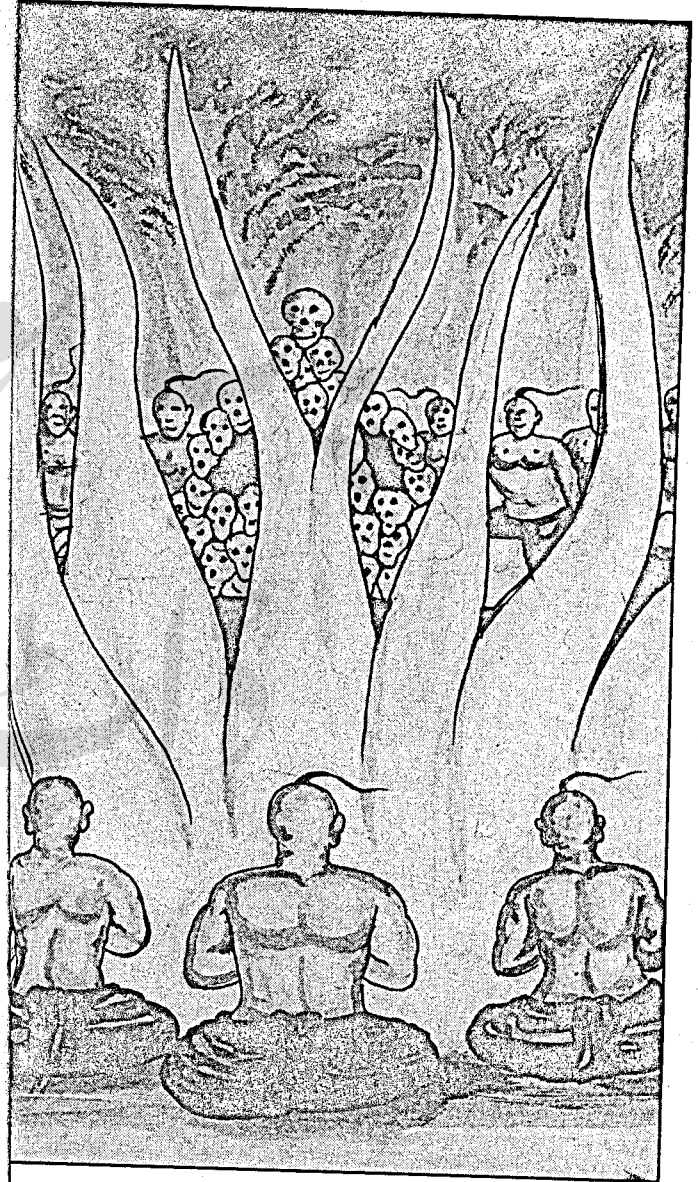
بے شمار چیونٹے گھستے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ ساتھ
ہی اسے اپنے جسم کے مختلف حصوں پر تیز کانٹوں کی
چھن محسوس ہوئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اچانک اسے
کئی زہریلے اور خوفناک ناگوں نے ڈس لیا ہو۔ اس
کے حلق سے بے اختیار تیز اور دردناک چیخیں نکلنے
لگیں۔ جس سے دور تک جنگل جھنجھٹا اٹھا تھا۔

جلاد وحشی بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جوڑ کر سردار جوشاما کا بتایا ہوا منتر پڑھ رہے تھے۔ ان کے منتر پڑھنے کی آواز خاصی تیز تھی۔ وہ منتر ایک قدیم افریقی گانے کی طرز کا تھا۔ جسے موت کا نغمہ کہا جاتا تھا۔ اس نغمے کی وجہ سے وہاں کا ماحول بے حد پراسرار نظر آ رہا تھا۔ بت کے گرد جلتی ہوئی آگ اور شعلوں کی روشنی میں ان وحشیوں کے سیاہ جسم یوں چمک رہے تھے جیسے وہ بھی آگ کے بنے ہوئے ہوں۔

اچانک شارجی دیوی کے بت کے سامنے بنے ہوئے چبوترے پر سردار جوشاما نمودار ہوا۔ سردار جوشاما کا چہرہ احساس فتح مندی اور جوش سے چمک رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو اس طرح بت کی پوجا کرتے دیکھ کر بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

”سماگا“۔ سردار جوشاما نے سامنے بیٹھے ہوئے ایک وحشی کو پکارتے ہوئے کہا۔

”حکم سردار“۔ اس وحشی نے کھڑے ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔



”جو حکم سردار“۔ سماگا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ سردار جوشاما نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر گھوم پھر کر چاروں طرف بیٹھے ہوئے وحشیوں کو دیکھنے لگا۔ اس نے بت کے چاروں طرف گھوم کر بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی اور پھر سر اٹھا کر درختوں پر لگی ہوئی مشعلوں کو دیکھنے لگا۔ وہ مطمئن ہو کر کھوپڑیوں کے چبوترے سے اترنے ہی لگا تھا کہ یلخت ٹھٹھک گیا۔ وہ تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر ان جلتی ہوئی مشعلوں کو دیکھنے لگا۔

”سماگا“۔ اچانک سردار جوشاما حلق کے بل چیخا۔ اس کی تیز اور چیختی ہوئی آواز سن کر سارے وحشی چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

”سردار۔ سماگا نے جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ خوف تھا۔

”دائرے میں، میں نے تمہیں کتنی مشعلیں جلانے کا حکم دیا تھا“۔ سردار جوشاما نے اس کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”پتچ چالیں۔ چالیں سردار“۔ سماگا نے سردار جوشاما

”تم سب یہاں پچھلے کئی روز سے شارگی دیوی کی پوجا کر رہے ہو۔ موت کے نغمے کی مطلوبہ تعداد پوری ہونے میں کتنا وقت باقی ہے“۔ سردار جوشاما نے دبنگ لہجے میں پوچھا۔

”سردار۔ آج کی رات یہ نغمہ پورا ہو جائے گا۔ پہلے ہمیں نغمے کے الفاظ اچھی طرح سے یاد نہیں ہو رہے تھے۔ مگر اب ہم سب نے ان لفظوں کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ ہم آج رات ہی اس نغمے کی مطلوبہ تعداد پوری کر لیں گے“۔ سماگا نامی وحشی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم لوگ جیسے ہی نغمے کی مطلوبہ تعداد پوری کر لو گے تو شارگی دیوی کے بت کا رنگ یلخت سیاہ ہو جائے گا۔ جیسے ہی اس کا رنگ سیاہ ہو گا تم مجھے میری جھونپڑی میں آ کر اطلاع کر دینا۔ میں ٹارزن کو اس کے جنگل سے اغوا کر کے لئے ہوں۔ جیسے ہی شارگی دیوی کا بت سیاہ ہوگا میں ٹارزن کو لے کر اس کی بھیٹ دینے یہاں پہنچ جاؤ گا“۔ سردار جوشاما نے کہا۔

کو اس قدر غضبناک دیکھ کر سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”کیا تم نے خود گن کر چالیس مشعلیں جلائی تھیں؟“ سردار جوشاما نے اسی طرح غضبناک لہجے میں کہا۔

”ہاں سردار۔ میں نے خود چالیس مشعلوں کو روشن کیا تھا۔“ سماگا نے اس انداز میں کہا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ سردار جوشاما اس پر اس قدر کیوں برس رہا ہے۔

”ان کی تعداد پوری نہیں ہے احمق۔ ایک مشعل تم نے کم جلائی ہے۔“ سردار جوشاما نے چیختے ہوئے کہا تو سماگا بوکھلائے ہوئے انداز میں درختوں پر لگی ہوئی مشعلوں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس کی آنکھوں میں جیسے زمانے بھر کی حیرت اور خوف ابھر آیا۔

”اوہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو یہاں گن کر پوری چالیس مشعلیں لگائی تھیں اور۔ اور.....“ سماگا نے ان مشعلوں کو گن کر خوف سے بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔

”پھر وہی بکواس۔ اگر تم نے پوری چالیس مشعلیں جلائی تھیں تو پھر ان میں ایک کم کیوں ہے۔ اس ایک مشعل کے کم ہونے کا مطلب جانتے ہو تم؟“ سردار جوشاما نے گرجتے ہوئے کہا۔ غصے کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے جیسے چنگاریاں سی نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ”نن۔ نہیں سردار۔ مم۔ میں نے نہیں جانتا۔“ سماگا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا جسم سردار جوشاما کو غصے میں دیکھ کر بدستور لرز رہا تھا۔

”پچھلے دس روز سے تم سب مل کر جو موت کا نغمہ ایک لاکھ بار گانے کی کوشش کر رہے تھے وہ تمہاری اس چھوٹی سی بھول کی وجہ سے اکارت ہو گیا ہے۔ اس طرح تم سالوں تک بھی یہ نغمہ گاتے رہو گے تو کچھ نہیں ہوگا۔ شارجی دیو کا بت کبھی بھی سیاہ نہیں ہوگا۔“ سردار جوشاما نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔“ سماگا کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔

”اب اوہ، اوہ کیا کر رہے ہو۔ ایک مشعل اور جلا کر ان کی تعداد پوری کرو۔ تمہاری وجہ سے اب سب

کو دس روز تک پھر سے موت کا نغمہ گانا پڑے گا۔ ان سب کو تمہاری وجہ سے پھر دس دن اور دس راتیں جاگ کر سزا بھگتنی پڑے گی۔ ہونہ، تم یہ عمل پورا کر لو۔ نازن کو شہرگی دیوی کی بھینٹ دینے کے بعد تمہیں بھی میں اس غلطی کی سزا دوں گا۔ تمہاری یہ غلطی معاف نہیں کی جائے گی۔ سردار جوشما نے کہا۔ اس کی بات سن کر وہاں موجود وحشیوں کے رنگ اڑ گئے تھے کہ انہیں پھر سے دس دن اور دس راتیں جاگ کر موت کا نغمہ گانا پڑے گا۔ جبکہ سزا کا سن کر سماگا کے جسم میں ہونے والی لرزش کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ سردار جوشما چند لمحے اس کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے منتر پڑھا اور اچانک غائب ہو گیا۔ وہ اس پنڈال سے غائب ہو کر اس بستی میں ظاہر ہوا تھا جہاں ان کی جھونپڑیاں تھیں۔ وہ جیسے ہی وہاں نمودار ہوا بری طرح سے اچھل پڑا۔ کیونکہ وہاں موجود تمام جھونپڑیوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ ساری کے ساری جھونپڑیاں بری طرح سے جل رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں اچانک آسمان

سے آگ برسی ہو جس نے اس کی بستی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔ ”اودہ۔ اودہ یہ آگ۔ یہ آگ یہاں کیسے لگ گئی۔ کس نے لگائی ہے میری بستی کو آگ۔ کون ہے یہاں؟“ سردار جوشما نے پہلے حیرت سے کہا پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حلق کے بل چلانے لگا۔ اسی وقت ایک طرف سے ایک پتھر اڑتا ہوا آیا اور عین سردار جوشما کی پیشانی سے آ ٹکرایا۔ سردار جوشما کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ اچھل کر ایک دھماکے سے پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اس کے سر پر ایک اور پتھر پڑا اور سردار جوشما کے ذہن میں لکھت اندھیرے نے یلغار کر دی۔ اس نے سر جھٹک کر اس اندھیرے کو دور کرنے اور اٹھنے کی کوشش کی مگر تیسرے پتھر نے اسے ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ کر دیا اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

منکو نے خوف سے بری طرح سے چیختے ہوئے اچھلنا کودنا اور اپنے بالوں کو نوچنا شروع کر دیا تھا۔ پھر اس نے تیزی سے ایک طرف دوڑ لگا دی۔ منکو کو اپنے جسم میں مسلسل کانٹوں کے چھنے کا احساس ہو رہا تھا۔ مگر اس نے ٹارزن کے ساتھ سک مک بوٹی چبائی ہوئی تھی اس لئے اس پر پاگار ناگوں اور پاپار چیونٹوں کے زہر کا اثر نہیں ہوا تھا۔ ہاں البتہ ان ناگوں اور زہریلے چیونٹوں کے کاٹنے کی تیز چھین اسے ضرور محسوس ہو رہی تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح چیختا ہوا اندھیرے میں بھاگ رہا تھا اور اس طرح بھاگتے ہوئے وہ کبھی ایک درخت سے ٹکرا جاتا اور کبھی دوسرے سے۔ مگر اس پر ناگوں اور زہریلے چیونٹوں کا

خوف اس قدر غالب آ چکا تھا کہ وہ اس طرح درختوں سے ٹکرانے کے باوجود اٹھ کر آگے کی جانب بھاگتا جا رہا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئیں تو اس نے درختوں سے بچ بچ کر بھاگنا شروع کر دیا۔

مسلل اور کافی دیر بھاگتے رہنے کے بعد وہ اس علاقے میں آ پہنچا جہاں ان سیاہ جلاذ وحشیوں نے ایک دائرے میں پنڈال اور کھوپڑیوں سے شکاری دیوی کا بت بنا رکھا تھا۔ منکو ان وحشیوں کے موت کی نغمے کی آواز سن کر اس طرف آیا تھا۔ وہ روشنی دیکھ کر تیزی سے اس پنڈال کی جانب بڑھنے لگا۔ پھر اس دائرے میں ہر طرف بیٹھے ہوئے سیاہ فام وحشیوں اور ان کے درمیان انسانی کھوپڑیوں سے بنے ہوئے خوفناک بت کر دیکھ کر غصے سے اس کا برا حال ہو گیا تھا۔

وحشیوں نے اپنے ہتھیار اپنے پاس ہی رکھے ہوئے تھے اور ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ منکو اکیلا کسی بھی صورت میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ وحشی معافی

مانگنے والے انداز میں ہاتھ جوڑے کھوپڑیوں کے بنے ہوئے خوفناک بت کی جانب دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں عجیب اور انتہائی دردناک انداز میں کوئی نغمہ گا رہے تھے۔ منکو کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ان سب کے گلے کاٹ کر انہیں یہیں ہلاک کر دے۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اسے نہ وہاں سردار جوشاما دکھائی دیا اور نہ ہی ٹارزن۔ اس نے اچھی طرح گھوم پھر کر اس بات کی تسلی کر لی کہ وہاں ٹارزن اور سردار جوشاما موجود نہیں ہے۔

”اس کا مطلب ہے سردار ٹارزن اور سردار جوشاما اس جگہ ہوں گے جہاں ان کا قبیلہ آباد ہے۔ مجھے سب سے پہلے اس قبیلے کو تلاش کرنا ہوگا۔ سردار جوشاما نے یقیناً سردار ٹارزن کو قبیلے میں کسی جھونپڑی میں قید کر رکھا ہوگا۔“ منکو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ کچھ سوچ کر تیزی سے ایک درخت پر چڑھا اور اس درخت کی موٹی شاخ پر لگی ہوئی مشعل کو کھینچنے لگا۔ مشعل کو جنگلی بیلوں سے باندھا گیا تھا۔ جسے منکو نے تیز پنچوں سے توڑ کر مشعل کو اتار لیا تھا۔ پھر وہ مشعل

لے کر درخت سے نیچے آ گیا اور مشعل کی روشنی میں ان وحشیوں کی بستی تلاش کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ وسطی جھیل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جہاں بڑی بڑی اور بے شمار گھاس پھوس کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان جھونپڑیوں کو دیکھ کر منکو کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے مشعل کو ایک درخت کے نیچے نرم زمین میں گاڑ دیا اور خود تیزی سے ان جھونپڑیوں کی طرف بھاگنے لگا۔

بستی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ساری کی ساری بستی خالی ہو اور وہاں ایک بھی زندہ فرد موجود نہ ہو۔ منکو احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک جھونپڑی میں گھس گیا۔ جھونپڑی خالی تھی۔ منکو اس جھونپڑی سے نکل کر دوسری جھونپڑی میں گیا مگر وہ بھی خالی تھی۔ ایک ایک کر کے منکو نے وہاں موجود تمام جھونپڑیاں دیکھ لیں مگر سب کی سب جھونپڑیاں خالی تھیں۔ پھر منکو وہاں موجود سب سے بڑی جھونپڑی میں گیا تو اسے وہاں ٹارزن نظر آ گیا۔ ٹارزن ایک

ایک زور دار جھٹکا لگا مگر اسے ہوش نہ آیا۔
منکو نے نارزن کی پنڈلی میں جہاں دانت گاڑے
تھے وہاں سے خون رستا شروع ہو گیا تھا۔ منکو نے
نارزن کو جھٹکا لگتے دیکھا تو اس کی پنڈلی چھوڑ دی اور
دوسری ٹانگ کی پنڈلی پکڑ کر اس میں بھی دانت گاڑ
دیئے۔ اس کے نوکیلے دانت نارزن کی پنڈلی میں
اترے تو نارزن کو ایک اور جھٹکا لگا اور اسی لمحے
نارزن نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر بے
پناہ اذیت کے تاثرات تھے۔ منکو نے نارزن کو ہوش
میں آتے دیکھا تو خوشی سے تلقاریاں مارتا ہوا پیچھے
ہٹ گیا۔

”تمہیں ہوش آ گیا۔ تمہیں ہوش آ گیا سردار۔“ منکو
نے مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
”ہاں منکو مجھے ہوش تو آ گیا ہے مگر یہ کون سی
جگہ ہے۔ کون لایا ہے مجھے یہاں اور میری پنڈلیو میں
درد کیوں ہو رہا ہے۔“ نارزن نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”تمہیں یہاں سردار جوشاما لایا تھا سردار۔ وہ بہت

لکڑی کے ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس کی
آنکھیں بند تھیں اور اس کا سر ڈھلک کر اس کے سینے
سے لگا ہوا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ نارزن کو
دیکھ کر منکو کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

”سردار۔ سردار۔“ اس نے تیزی سے نارزن کی
جانب بڑھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا مگر
نارزن بے ہوش تھا وہ بھلا اس کی آواز کیسے سن سکتا
تھا۔ منکو نارزن کی ٹانگ پکڑ کر اسے زور زور سے
ہلانے لگا۔ مگر نارزن ٹس سے مس نہ ہوا۔ منکو نے
ادھر ادھر دیکھا جھوپڑی ہر طرح کی ضرورت کے
سامان سے بھری ہوئی تھی۔ مگر منکو کو سمجھ میں نہیں آ رہا
تھا کہ وہ وہاں سے کون سی چیز اٹھائے جس سے
نارزن کو ہوش آ سکتا ہو۔ وہاں پانی وغیرہ موجود نہیں
تھا ورنہ منکو نارزن پر پانی ڈال کر اسے ہوش میں لے
آتا۔ چند لمحے منکو سوچتا رہا پھر اچانک اسے جیسے کوڑ
خیال آیا۔ وہ تیزی سے نارزن کی جانب بڑھا اور اس
نے نارزن کے قریب جا کر اچانک نارزن کی ایک
پنڈلی میں اپنے دانت گاڑ دیئے۔ نارزن کے جسم ا

بڑا ساحر ہے۔“ منکو نے کہا اور پھر اس نے ٹارزن اور سردار جوشاما کے درمیان ہونے والی عجیب و غریب لڑائی کے متعلق بتا دیا۔

”اوہ۔ ہاں مجھے یاد آ گیا۔ سردار جوشاما نے مجھ پر پشت سے وار کیا تھا۔ اس نے اچانک میرے پیچھے آ کر مجھ پر ناگ پھینک دیا تھا جس نے میری گردن پر کاٹ لیا تھا اور اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ لیکن میں بے ہوش کیوں ہو گیا تھا۔ میں نے تو زہریلے ناگوں سے بچنے والی سک مک بوٹی چبا رکھی تھی۔“ ٹارزن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سردار وہ جادوئی ناگ تھا۔ وہ زہریلا نہیں تھا۔ جوشاما جادوگر نے جادو کا ناگ تم پر پھینکا تو اس نے فوراً تمہیں کاٹ لیا تھا جس کی وجہ سے تم بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ اگر وہ عام زہریلا ناگ ہوتا تو اس کے زہر کا تم پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ وہ جادوئی ناگ تھا اس لئے تو جب میں نے تمہاری پنڈلیوں پر کاٹا تو تمہیں ہوش آ گیا۔ تمہیں یاد ہے ایک بار تم اسی طرح خطرناک جادوگر کے جادوئی چکر میں پھنس گئے تھے۔

اس وقت بھی تم سانپوں کے جزیرے پر سک مک کی بوٹی کھا کر گئے ہوئے تھے۔ اس جادوگر نے جس کا نام گبانا جادوگر تھا، ایک جادوئی ناگ سے کٹوا کر تمہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ اس گبانا جادوگر کو تو میں نے خنجر مار کر ہلاک کر دیا تھا مگر تمہیں کسی بھی طرح ہوش نہیں آ رہا تھا۔ میں دو روز تک تمہیں ہوش میں لانے کی کوششیں کرتا رہا مگر تمہیں کسی طرح ہوش نہیں آیا تھا۔ پھر جب میں اگلی رات سویا ہوا تھا تو مجھے خواب میں آکو بابا نظر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں تمہاری دونوں ٹانگوں کی پنڈلیوں پر کاٹ لوں تو تم پر سے جادوئی ناگ کا اثر ختم ہو سکتا ہے۔ میں نے جاگنے پر جب تمہاری دونوں پنڈلیوں پر کاٹا تو تمہیں ہوش آ گیا تھا۔ بس اچانک ہی اس وقت مجھے وہ بات یاد آ گئی تھی تو میں نے تمہاری پنڈلیوں پر کاٹ لیا اور سردار تمہیں واقعی پھر سے ہوش آ گیا۔ جس سے مجھے یقین آ گیا کہ سردار جوشاما بھی جادوگر ہے اور اس نے تمہیں جادوئی ناگ سے کٹوایا تھا۔“

منکو کہتا چلا گیا۔ تو ٹارزن منکو کی ذہانت پر اسے داد

”اوہ تو پھر سردار جوشاما کہاں گیا ہوگا“..... ٹارزن نے ہونٹ سکڑ کر کہا۔

”وہ جہاں بھی گیا ہوگا۔ جانے دو اسے۔ تم نے بتایا تھا کہ سردار جوشاما کو آکو بابا کے کہنے کے مطابق اس تاریک جنگل میں ہلاک نہیں کیا جا سکتا۔“ منکو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو آکو بابا نے کہی تھی۔“ ٹارزن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تو پھر یہاں سے نکل چلو۔ سردار جوشاما تمہاری تلاش میں ایک بار پھر جنگل میں آئے گا۔ تب تم اس کا شکار کر لینا۔ یہاں ہمارا زیادہ دیر رکنا خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔ سردار جوشاما جادوگر ہے۔ اسے میری آمد اور تمہارے ہوش میں آنے کا کسی بھی وقت پتہ چل سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ یہاں آ جائے اور ہمارے لئے کوئی نئی مصیبت کھڑی ہو جائے۔“ منکو نے کہا اور ٹارزن کے عقب میں جا کر اپنے تیز ناخنوں سے اس کی بندشیں کاٹنے لگا جو جنگلی بلیں تھیں۔

”نہیں منکو۔ سردار جوشاما مجھے یہاں خود لایا ہے۔

دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

”بہت خوب منکو۔ تم واقعی منکو بہادر ہو۔ تم نے ایک بار پھر عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میری جان بچالی ہے۔“ ٹارزن نے کہا۔

”منکو بہادر کے ہوتے ہوئے اس کے سردار کی جان کو بھلا کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔“ منکو نے سینہ ٹھونک کر کہا تو ٹارزن بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ تم تو بتا رہے تھے کہ سردار جوشاما مجھے جادو کے زور سے وہاں سے لے کر غائب ہو گیا تھا۔“ ٹارزن نے کہا تو منکو نے اسے یہاں پہنچنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ تو وہ لوگ پنڈال میں جمع ہو کر میری موت کا نغمہ الاپ رہے ہیں۔“ ٹارزن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں سردار۔ لیکن ان میں سردار جوشاما موجود نہیں تھا۔ وہ یہاں بھی کہیں موجود نہیں ہے۔ سارے قبیلے کی جھوپڑیاں بالکل خالی ہیں۔“ منکو نے جلدی سے کہا۔

میں نے اسے نہیں مار سکتا مگر اس کے ساتھیوں کو تو ہلاک کر سکتا ہوں۔ تم مجھے اس پنڈال کا بتاؤ وہ کہاں ہے۔ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“ ٹارزن نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”مم۔ مگر سردار۔“ منکو نے کچھ کہنا چاہا۔

”تم اگر مگر مت کرو۔ سردار جوشاما کو بعد میں دیکھ لیں گے۔ اس کے ساتھی اس کے جرم میں برابر کے شریک تھے۔ ان سب نے مل کر نجانے کتنے قبیلوں کے وحشیوں کو خوفناک انداز میں موت کے گھاٹ اتارے ہیں اور پھر شانالا قبیلے کے کسی ایک آدمی کو بھی انہوں نے زندہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس لئے میں ان سے اس سب کی موت کا بدلہ ضرور لوں گا۔“ ٹارزن نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔ ٹارزن کو غصے میں آتے دیکھ منکو خاموش ہو گیا۔ پھر وہ جھونپڑی سے باہر آگئے جھونپڑی میں ایک خنجر پڑا تھا۔ یہ وہی خنجر تھا جو سردار جوشاما کے پاس تھا اور اس خنجر کی نوک وہ ٹارزن کے سینے پر رکھ کر ٹارزن کو لے کر غائب ہو گیا تھا۔ ا خنجر کو ٹارزن نے اٹھا لیا تھا۔

جھونپڑی سے باہر نکل کر منکو نے ٹارزن کو اس پنڈال کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جہاں سیاہ جلاد وحشی کھوپڑیوں کے بنے ہوئے کسی بت کی پوجا کر رہے تھے۔
 ”کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے۔“ ٹارزن نے پوچھا۔

”نہیں سردار۔ میں ایک بار پھر سردار جوشاما کو ان جھونپڑیوں میں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں دور نزدیک کوئی جادوئی عمل کر رہا ہو۔“ منکو نے کہا۔

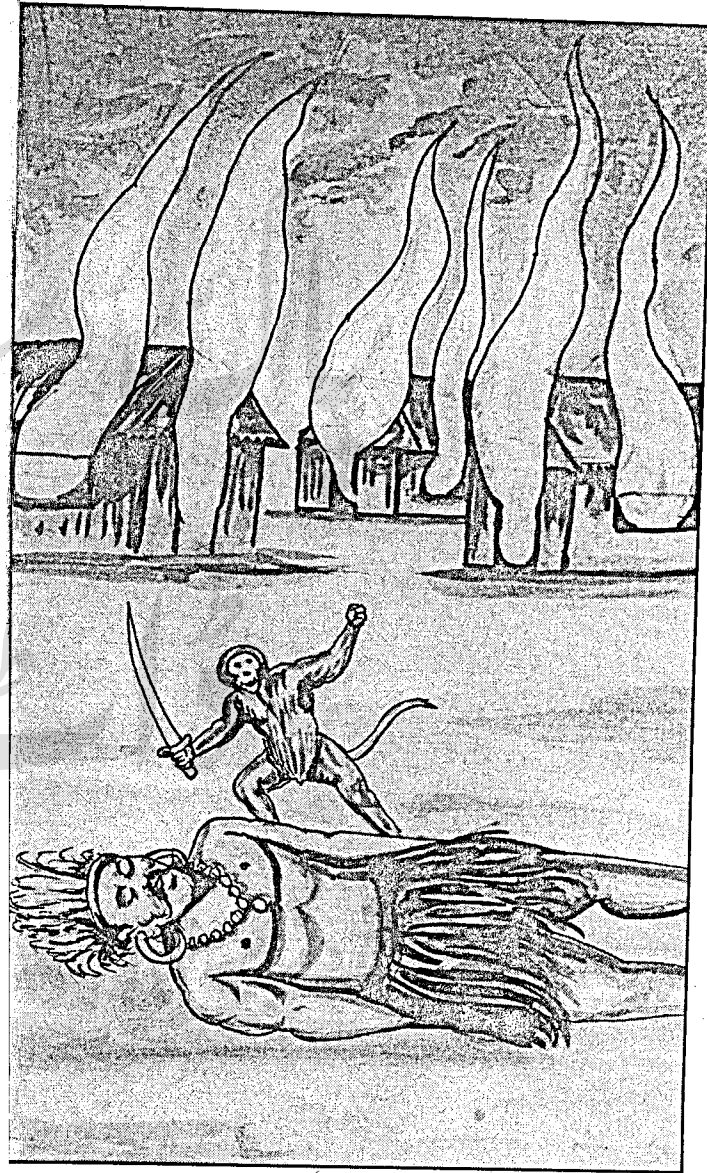
”اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم اس بدبخت کو تلاش کرو میں اس کے ساتھیوں کو دیکھتا ہوں۔“ ٹارزن نے سر ہلا کر کہا اور پھر وہ خنجر لئے منکو کے بتائے ہوئے راستوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹارزن کے جانے کے بعد منکو اس جگہ آیا جہاں اس نے جلتی ہوئی مشعل رکھی تھی۔ اس نے مشعل وہاں سے اٹھائی اور پھر اس نے اس مشعل سے وہاں موجود جھونپڑیوں میں آگ لگانا شروع کر دی۔ تمام جھونپڑیوں کو آگ لگانے کے

سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ الٹ کر گر پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا منکو نے ایک اور نوکیلا پتھر اس کے سر کا نشانہ لے کر مارا اور پھر منکو نے جب تیسرا پتھر سردار جوشاما کو مارا تو سردار جوشاما کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

سردار جوشاما کو اس طرح بے ہوش ہوتے دیکھ کر منکو خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر تیزی سے بھاگ کر اس جھونپڑی میں چلا گیا جہاں سے اس نے ٹارزن کو آزاد کرایا تھا۔ جھونپڑی میں اسے ایک چھوٹی تلوار نظر آئی۔ منکو نے تلوار اٹھائی اور تیزی سے جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ سردار جوشاما زمین پر بدستور بے ہوش پڑا تھا۔ منکو تلوار لئے تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔ اس نے تلوار اٹھائی کہ ایک ہی وار سے سردار جوشاما کا سر اس کے تن سے جدا کر دے مگر اس سے پہلے کہ تلوار نیچے آ کر سردار جوشاما کی گردن پر پڑتی، اچانک ایک زور دار کڑاکا ہوا اور سردار جوشاما اس جگہ سے غائب ہو گیا جہاں وہ بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی منکو

بعد وہ اس بڑی جھونپڑی کی جانب بڑھا جس میں ٹارزن موجود تھا۔ وہ اس جھونپڑی میں آگ لگانا چاہتا تھا۔ ابھی وہ جھونپڑی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے جھونپڑی سے کچھ فاصلے پر سردار جوشاما دکھائی دیا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جلتی ہوئی جھونپڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔ سردار جوشاما کو دیکھ کر منکو کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔ اس نے جلدی سے مشعل ایک طرف پھینکی اور دوڑ کر جھونپڑی کی آڑ میں ہو گیا۔ پھر اس کی نظر جھونپڑی کے پاس پڑے ہوئے چند پتھروں پر پڑی تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے چند پتھر اٹھا لئے اور پھر نہایت آہستگی سے چلتا ہوا سردار جوشاما کے قریب جلتی ہوئی ایک جھونپڑی کے پاس آ گیا۔ سردار جوشاما کو دوسری طرف دیکھتے پا کر منکو نے ایک نوکیلے پتھر کو اپنے ہاتھ میں تولیا اور پھر سردار جوشاما کے سر کا نشانہ لے کر پتھر اس پر کھینچ مارا۔ اسی لمحے سردار جوشاما اس طرف گھوم گیا۔ اس کے اچانک گھوم جانے کی وجہ سے منکو کا پھینکا ہوا پتھر عین اس کی پیشانی سے ٹکرایا تھا۔ سردار جوشاما کے حلق

کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچانک یوں اچھل کر دور جا گرا جیسے کسی اندیکھی طاقت نے اسے اچانک اٹھا کر بری طرح سے پیچھے اچھال دیا ہو۔ منکو پیچھے ایک درخت کے تنے سے ٹکرایا تھا۔ اس کے منہ سے بے اختیار کرناک چنچیں نکل گئی تھیں۔ وہ زمین پر گر کر اس بری طرح تڑپنے لگا جیسے درخت کے تنے سے ٹکرا کر اس کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئی ہوں اور پھر وہ تڑپتے تڑپتے یکنخت ساکت ہو گیا۔



قدم اٹھانے لگا۔ ابھی وہ اس میدان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اسے اپنے پیچھے ہلکے سے کھٹکے کا احساس ہوا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

”کون ہے۔ کون ہے وہاں؟“ ٹارزن نے سامنے جھاڑیوں کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے چیخ کر پوچھا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ ٹارزن خنجر ہاتھ میں لئے احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا ان جھاڑیوں کی جانب بڑھنے لگا۔ اسی لمحے جھاڑیاں ہلکیں اور ٹارزن کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بھاگ رہا ہو۔

”رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔“ ٹارزن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف دوڑ پڑا جس طرف جھاڑیاں ہل رہی تھیں اور مسلسل بھاگتے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ٹارزن نہایت تیزی سے ان قدموں کی آواز کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ وہ نجانے کون تھا کوئی انسان تھا یا کوئی جانور۔ لیکن اس کے بھاگنے کی رفتار بے حد تیز تھی کیونکہ انتہائی تیزی سے بھاگنے کے باوجود ٹارزن یہ

ٹارزن غصے میں کھولتا ہوا اس پنڈال میں پہنچا تھا۔ جہاں منگو نے بتایا تھا کہ سردار جوشاما کا پورا قبیلہ کسی بت کی پوجا میں مصروف ہے۔ جس جگہ کے بارے میں منگو نے ٹارزن کو بتایا تھا ٹارزن بالکل ٹھیک اسی جگہ پہنچا تھا مگر وہاں اسے نہ کوئی بت نظر آ رہا تھا اور نہ ہی سیاہ وحشی۔ ایک گول اور خالی میدان تھا وہاں دائرے میں درختوں پر مشعلیں البتہ ضرور جلتی ہوئیں نظر آ رہی تھیں۔

”یہ کیا۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔“ ٹارزن نے حیرت سے چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔ ٹارزن حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ کچھ سوچ کر خالی گول میدان کی جانب

نہیں دیکھ پا رہا تھا کہ بھاگنے والا انسان ہے یا کوئی جانور۔ بھاگتے بھاگتے وہ جنگل سے کافی دور نکل آئے اور پھر ٹارزن ایک خالی میدان میں پہنچ گیا۔ میدان میں پہنچ کر وہ رک گیا۔ اس جگہ اسے بھاگنے والا نظر آ جانا چاہئے تھا۔ وہاں گہرا اندھیرا ضرور چھایا ہوا تھا لیکن ٹارزن کافی دیر سے اس اندھیرے جنگل میں موجود تھا اسے بھاگتا ہوا سایہ تو کم از کم نظر آ جانا چاہئے تھا۔ دور نزدیک ویرانی ہی ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ بھاگتے قدموں کی آواز بھی اب ختم ہو گئی تھی۔ ٹارزن حیران پریشان کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کون تھا اور اب اس کے قدموں کی اسے آواز بھی سنائی کیوں نہیں دے رہی تھی۔ وہ قدموں کی آواز کے پیچھے بھاگتا رہا تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا اسے اب سامنے آ جانا چاہئے تھا اور سامنے پھیلے ہوئے میدان میں کوئی ایسی جگہ دکھائی نہیں دے رہی تھی جہاں وہ کہیں چھپ جاتا۔ میدان اس قدر صاف اور بڑا تھا اگر وہاں کوئی خرگوش بھی ہوتا تو ٹارزن اسے آسانی سے دیکھ لیتا مگر پھر وہ

بھاگنے والا کہاں چلا گیا تھا۔ ٹارزن پریشانی کے عالم میں سوچتا چلا گیا۔

”ہونہ۔ یہ کیا اسرار ہے۔ منکو نے بتایا تھا کہ سردار جوشاما کے ساتھی پنڈال میں کسی بت کی پوجا کر رہے ہیں۔ مگر مجھے وہاں نہ بت نظر آیا تھا نہ کوئی سیاہ جلا دحشی۔ وہاں بھی سارے کا سارا میدان خالی تھا اور یہاں بھی دور دور تک کچھ نہیں ہے اور جو میرے آگے بھاگ رہا تھا وہ بھی یوں غائب ہو گیا ہے جیسے اسے زمین نے نگل لیا ہو یا آسمان نے اٹھا لیا ہو۔“ ٹارزن نے پریشانی اور حیرت کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ اور آگے بڑھا اور اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کرتا رہا کہ شاید اسے وہاں کوئی نظر آ جائے مگر میدان بالکل خالی تھا۔

”میرا خیال ہے میں یہاں رک کر غلطی کر رہا ہوں۔ مجھے واپس اپنے جنگل میں چلے جانا چاہئے۔“ سردار جوشاما مجھے تلاش کرتا ہوا پھر اس تاریک جنگل سے باہر آئے گا۔ اس بار وہ میرے ہاتھوں زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا۔“ ٹارزن نے سوچا اور پھر واپس

جانے کے لئے پلٹا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک ہلکی مگر بے حد مترنم ہنسی کی آواز سنائی دی۔ ہنسی کی آواز سن کر ٹارزن بے اختیار اچھل پڑا۔ آواز کسی لڑکی کے ہنسنے کی تھی۔ ٹارزن نے پلٹ کر دیکھا مگر میدان اسی طرح خالی تھا۔

”کیا مطلب۔ لڑکی کے ہنسنے کی آواز میں نے خود سنی ہے پھر، پھر مجھے یہاں کوئی نظر کیوں نہیں آ رہا۔“ ٹارزن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”کون ہے یہاں۔ سامنے آؤ۔“ ٹارزن نے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر جواب میں کوئی آواز یا ہنسی سنائی نہ دی تو ٹارزن کی پیشانی پر لاتعداد بل پڑ گئے۔ وہ ہونٹ بھیچنے چند لمحے اسی جگہ کھڑا چاروں طرف دیکھتا رہا پھر پلٹ کر واپس جانے کے لئے قدم اٹھانے ہی لگا تھا کہ اسے پھر اسی طرز کسی لڑکی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ ٹارزن کو خونخوار بھیڑیے کی طرح پلٹا تھا لیکن میدان کو اسی طرح خالی پا کر وہ ساکت ہو گیا۔

”کون ہے۔ کون ہنس رہا ہے۔ سامنے آؤ۔“ میر

کہتا ہوں سامنے آؤ۔“ ٹارزن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”کیوں ڈر گئے ہو نا ٹارزن بہادر۔“ اچانک ٹارزن کو ایک نہایت سریلی آواز سنائی دی اور ٹارزن اس بار واقعی بوکھلا کر اچھلا اور کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ لڑکی کی آواز اسے بے حد قریب سے سنائی دی تھی مگر وہ لڑکی اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

”کون ہو تم اور مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہی ہو۔“ ٹارزن نے ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ارے میں تمہارے سامنے ہی تو کھڑی ہوں تمہیں دکھائی نہیں دے رہی کیا۔“ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ شوخی تھی۔

”میرے سامنے۔ مگر میرے سامنے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ سچ سچ بتاؤ کہاں ہو تم اور تم ہو کون۔“ ٹارزن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”حیرت ہے میں تمہیں دکھائی کیوں نہیں دے رہی۔ میں تو بالکل تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔“ لڑکی

بھینچتے ہوئے کہا۔

”سامنے تو ہوں اور کیسے سامنے آؤں میں تمہارے۔ اب تم مجھے نہیں دیکھ پا رہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔“ لڑکی نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

”تم آخر ہو کون۔“ ٹارزن نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”ملکہ۔“ لڑکی نے کہا۔

”ملکہ۔ کیا مطلب۔ کیا یہ تمہارا نام ہے۔“ ٹارزن نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں ان جنگلوں کی ملکہ ہوں۔ میرا نام، نہیں ابھی رہنے دو۔ میرا نام جان کر تم کیا کرو گے۔“ لڑکی ٹارزن کو اپنا نام بتاتے بتاتے رک گئی تھی۔

”دیکھو لڑکی۔ میں جنگلوں کا سردار ٹارزن ہوں۔ مجھے یہاں ایک جلاد قبیلے کا سردار جوشاما اغوا کر کے لایا تھا۔ میں اس سردار جوشاما اور اس کے جلاد وحشیوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک مجھے علم ہے سیاہ

نے کہا۔

”تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تم میرے سامنے نہیں ہو۔“ ٹارزن نے غصے سے سامنے اور دائیں بائیں ہاتھ مارتے ہوئے کہا جیسے وہ اس نظر نہ آنے والی لڑکی کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ جواب میں لڑکی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”ٹارزن۔ میں تو تمہیں بے حد بہادر سمجھتی تھی لیکن لگتا ہے تم مجھ سے ڈر رہے ہو۔“ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ٹارزن کسی سے نہیں ڈرتا۔“ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ڈر تو خیر تم رہے ہو۔ کیونکہ میں تمہیں دکھائی جو نہیں دے رہی۔ تم یقیناً مجھے بھوت، پریت یا چڑیل سمجھ رہے ہو گے۔“ لڑکی نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

”تم بھوت، پریت یا چڑیل یا جو کوئی بھی ہو میرے تم سے نہیں ڈر رہا۔ تم دکھائی نہیں دے رہی اس بات پر میں صرف حیران ہوں۔ دیکھو تم جو کوئی بھی ہ میرے سامنے آ کر بات کرو۔“ ٹارزن نے جبر۔

میری مجبوری ختم ہو گئی ہے۔ میں واپس آ گئی ہوں۔ اب صرف مجھے اپنا وجود ظاہر کرنا ہے۔ جس روز مجھے میرا وجود جسے تم انسانی جسم کہہ سکتے ہو مل گیا تو ان تمام جنگلوں پر میری حکمرانی ہو گی۔ صرف میری۔ لڑکی نے اچانک بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی باتیں سن کر نارزن چونکے اور حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

”تم نے جو کچھ کہا ہے اس کا ایک لفظ بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔“ نارزن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
 ”تمہیں سب سمجھ آ جائے گا نارزن۔ تھوڑا وقت کا انتظار کرو۔ جب میں سامنے آؤں گی تب ہر بات تمہارے سامنے واضح ہو جائے گی۔“ لڑکی نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو لڑکی۔ تم جو بھی ہو میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں تمہاری عجیب و غریب باتوں میں الجھ گیا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں تم سے کیا کہوں اور کیا پوچھوں۔ بہتر ہے اگر تم خود ہی مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دو۔“ نارزن نے واقعی

جلاد وحشیوں میں کوئی لڑکی موجود نہیں ہے اور اس تاریک جنگل میں سوائے جلاد وحشیوں کے اور کوئی قبیلہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم ان جنگلوں کی رہنے والی نہیں ہو۔ تمہاری زبان قبائلی ضرور ہے مگر تمہارے پوچھنے کا انداز مہذب دنیا کے لوگوں جیسا ہے۔ میرے سامنے آؤ اور مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور ان خطرناک جنگلوں میں تم کیا کر رہی ہو۔
 نارزن نے تیز لہجے میں کہا۔

”تم ان جنگلوں کے سردار ہو تو میں بھی ان جنگلوں کی ملکہ ہوں۔ تم یہاں کیوں آئے ہو اور کس لئے آئے ہو میں سب جانتی ہوں اور رہی بات ان خطرناک جنگلوں میں میرے رہنے کی تو نارزن تم ان جنگلوں میں بیس پچیس سالوں سے رہ رہے ہو جبکہ مجھے ان جنگلوں میں آئے ہوئے سینکڑوں سال ہو چکے ہیں۔ تم سے پہلے ان جنگلوں پر میری حکمرانی تھی۔ یہ جنگل، جنگل کے قبائل اور جانور سب میرے تابع تھے اور آج بھی ہیں۔ لیکن میں ایک خاص وجہ سے برسوں سے کسی کے سامنے نہیں آ رہی۔ میں مجبور تھی مگر اب

ہوں۔ تم اس جنگل سے نکلنے کی کوشش کرو گے تو تمہارے راستے میں ہزاروں دیواریں کھڑی ہو جائیں گی۔ یقین نہ ہو تو آزما لینا۔“ لڑکی نے اس بار بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ ٹارزن کا راستہ روکنے کی کس میں جرأت ہے۔ میں جب چاہوں اس جنگل سے نکل جاؤں۔ تم یا تمہاری پراسرار طاقتیں کسی بھی طرح میرا راستہ نہیں روک سکتیں۔“ ٹارزن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر ہمت ہے تو جاؤ۔ اس جنگل سے نکل کر دکھاؤ۔ میں تمہیں تین دن اور تین راتیں دیتی ہوں۔ اگر تم ان تین دنوں اور تین راتوں میں اس جنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں جنگلوں کا سردار تسلیم کر لوں گی اور ہمیشہ کے لئے تمہاری کینز بن جاؤں گی۔ لیکن اگر تم ان تین دنوں اور تین راتوں میں اس جنگل سے نکلنے میں ناکام ہو گئے تو.....“ لڑکی نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا پھوڑتے ہوئے کہا۔

”تو کیا۔“ ٹارزن نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے

بے حد الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اتنی بھی کیا جلدی ہے ٹارزن۔ ابھی تو آغاز ہے۔ آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔ آج میں تم سے باتیں کر رہی ہوں کل جب تمہارے سامنے آؤں گی تو تمہیں ہر بات بتا دوں گی۔“ لڑکی نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اس کی بات سن کر ٹارزن نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لگے تھے۔

”تم اس جنگل میں آ چکے ہو۔ میرے لئے یہی بہت ہے۔ اس جنگل سے باہر جانے کا خیال اپنے ذہن سے نکال دو۔ تم اب میری مرضی کے بغیر اس جنگل سے باہر نہیں جا سکو گے۔ یہاں ہر طرف میرے پہرے دار موجود ہیں۔ اگر تم نے اس جنگل سے باہر جانے کی کوشش کی تو تم اپنے نقصان کے ذمہ دار خود ہو گے۔“ لڑکی نے دوبارہ کہا۔

”کیا تم مجھے دھمکی دے رہی ہو۔“ ٹارزن نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

”دھمکی وہ دیتے ہیں جو کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ میں جنگلوں کی ملکہ ہوں۔ میں سب کچھ کر سکتی

ہوئے کہا۔

”تو پھر ان جنگلوں کی ملکہ میں ہوں یہ تمہیں ماننا پڑے گا اور تم میرے ہر حکم کے تابع ہو گے۔ بولو منظور ہے۔“ لڑکی نے ٹارزن کو تاؤ دلانے والے انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔“ ٹارزن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بتاؤ کیا شرط ہے تمہاری؟“ لڑکی کی مطمئن آواز سنائی دی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس پر اسرار لڑکی نے ٹارزن کو نہایت چالاکی سے باتوں کے جال میں الجھا کر اپنا مقصد پورا کر لیا ہو۔ اس کی باتوں کے پیچھے اس کا کوئی خاص مقصد تھا جو ٹارزن سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

”اگر میں شرط جیت گیا تو تمہیں اپنی حقیقت بتانا ہو گی مگر یہ جان لو کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ چاہے تم مظلوم ہو یا ظالم۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں گا۔“ ٹارزن نے سخت لہجے میں کہا۔

”تم نے ایسا کیوں کہا ہے یہ میں نہیں جانتی لیکن بہر حال تم نے میری شرط مان لی ہے اس لئے میں تمہاری شرط بھی قبول کرتی ہوں۔ جاؤ اب ہماری ملاقات یہیں اسی جگہ ٹھیک تین دنوں اور تین راتوں کے بعد ہو گی۔“ لڑکی نے کہا۔ پھر ایک تیز زناٹے دار آواز سنائی دی اور ٹارزن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے قریب سے ہوا کا تیز جھونکا گزرا ہو۔

”ہونہ۔ لگتا ہے مجھے ایک بار پھر پر اسرار چکروں میں الجھایا جا رہا ہے۔ آکو بابا نے اس لئے شاید تاریک جنگل میں جانے سے منع کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ شیطان ایک بار پھر میرے لئے شیطانی جال بچھا رہا ہے۔ انہوں نے مجھے ساری تفصیل بتا دی تھی مگر انہوں نے اس لڑکی کا ذکر کیوں نہیں کیا تھا۔ لڑکی کہہ رہی تھی کہ وہ ان جنگلوں میں کئی سو سالوں سے موجود ہے اور وہ پہلے ان جنگلوں پر حکمرانی کرتی تھی۔ سارے کے سارے جنگل اس کے تابع تھے۔ وہ کسی خاص مجبوری کی وجہ سے چھپی ہوئی تھی۔ وہ مجبوری کیا تھی اور وہ کس وجود میں واپس آنے کا کہہ

لگانا اس کے لئے مشکل نہیں تھا اسے معلوم تھا کہ اس کا جنگل کس سمت میں ہے۔ ابھی وہ کچھ ہی آگے گیا ہوگا کہ اچانک اسے ایک طرف سے تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ آواز بلاشبہ کسی خونخوار شیر کی تھی۔ اس آواز کو سن کر ٹارزن یلکھت ٹھٹک کر رک گیا۔ اسی لمحے ٹارزن کے دائیں طرف موجود جھاڑیاں ہلیں اور پھر ایک طاقتور اور جسیم شیر اچھل کر جھاڑیوں سے باہر نکل آیا۔ اس شیر کا چہرہ اس کے جسم سے بڑا اور خوفناک تھا اور اس کا رنگ سرخ تھا۔

اسی لمحے ایک اور غراہٹ کی آواز آئی اور ٹارزن کے سامنے موجود جھاڑیوں سے بھی ایک شیر اچھل کر ٹارزن کے سامنے آ کر غرانے لگا۔ وہ شیر بھی پہلے شیر جیسا جسیم اور دیو ہیکل تھا اور اس کا رنگ بھی سرخی مائل تھا۔ ٹارزن ابھی حیرت سے ان شیروں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک تیسرا شیر بھی نکل کر باہر آ گیا اور پھر تینوں شیر ٹارزن کی جانب دیکھ کر نہایت خوفناک انداز میں غرانے لگے۔ ان تین خوفناک اور طاقتور شیروں کو دیکھ کر ٹارزن کے چہرے پر بے پناہ درندگی اور سفاکی

رہی تھی۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس جنگل میں ہر طرف اس کے پہرے دار پھیلے ہوئے ہیں جو اسے کسی بھی طرح جنگل سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ کیا اس لڑکی جو خود کو ملکہ کہہ رہی تھی کا پہرے داروں سے مطلب سردار جوشاما اور اس کے وحشیوں سے تھا۔ کیا وہ ٹارزن کا راستہ روکیں گے۔ ٹارزن حیرت اور پریشانی کے عالم میں سوچتا چلا گیا۔ اس قدر عجیب اور پراسرار حالات سے اس کا واسطہ پہلے کبھی نہیں پڑا تھا پہلے ہی پراسرار طاقتوں کا مالک سردار جوشاما کیا کم تھا جو اب یہ پراسرار ملکہ کی مصیبت بھی میرے سامنے آ گئی ہے۔ ٹارزن نے سوچا۔

”ہونہہ۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس پراسرار ملکہ نے مجھے للکارا ہے۔ میں اس کی للکار کا جواب ضرور دوں گا اور اسے اس جنگل سے نکل کر دکھاؤں گا۔“ ٹارزن نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے جنگل کی طرف جانے والے راستے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ وہ چونکہ انہی جنگلوں میں پلا بڑھا تھا اس لئے سمتوں کا انداز

ابھر آئی تھی۔ شیروں کی غراہٹیں اس بات کا صاف پتہ دے رہی تھیں کہ وہ ٹارزن کو چیرنے پھاڑنے کے لئے وہاں آئے تھے۔

”ہونہہ۔ تو مجھے روکنے کے لئے پراسرار ملکہ نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔“ ٹارزن نے ان خوفناک شیروں کی جانب دیکھتے ہوئے غرا کر مگر نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ان شیروں نے جڑے کھول کر ایک ساتھ بھیانک انداز میں دھاڑیں ماریں اور پھر وہ اچانک ایک ساتھ اچھل کر ٹارزن پر حملہ آور ہو گئے۔

سردار جوشاما نے یکدم آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ خود کو اپنے جھونپڑی میں گھاس کے ڈھیر پر پڑا دیکھ کر یکدم بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گئے جہاں اسے شدید تکلیف کا ابھی تک احساس ہو رہا تھا۔ ماتھے پر تین گومڑ محسوس کر کے اس نے بے اختیار غصے اور نفرت بھرے انداز میں ہونٹ بھیج لئے۔

”کس نے مارا تھا مجھے اور میں یہاں کیسے آ گیا اور ٹارزن۔ اوہ۔ اوہ۔ ٹارزن کہاں گیا۔ میں نے تو اسے یہاں باندھ رکھا تھا۔“ اس نے بوکھلائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر

ٹارزن کو اس کے جنگل سے خود اغوا کر کے لئے آیا تھا۔ میں نے اسے اچھی طرح باندھ کر اپنی جھونپڑی میں رکھا تھا اور میں نے اسے بے ہوش بھی کر رکھا تھا۔ میں باہر گیا تو نجانے ٹارزن کو کیسے ہوش آ گیا۔ اس نے خود کو رسیوں سے آزاد بھی کرا لیا اور پھر اس ٹارزن نے میری ساری بستی میں آگ لگا دی۔ ساری کی ساری جھونپڑیوں کو اس نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ میں جب یہاں آیا تو اس نے مجھے پتھر مار کر بے ہوش کر دیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو یہاں سب کچھ جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ سردار جوشاما نے بوڑھے پجاری کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تم وقت سے پہلے ٹارزن کو یہاں لائے کیوں تھے۔“ بوڑھے پجاری نے ساری بات سن کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وقت سے پہلے۔ کیا مطلب۔“ سردار جوشاما نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے کہا تھا کہ تم سب سے پہلے کھوپڑیوں سے شارجی دیوی کا بت بناؤ۔ پھر اس بت

نہایت غضبناک انداز میں جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ باہر اس کے ساتھیوں کی جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو چکی تھیں جن سے ابھی تک ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔

”گلتا ہے یہ ساری کارستانی ٹارزن کی ہے۔ بستی میں سوائے اس کے اور کوئی موجود نہیں تھا مگر اسے ہوش کیسے آ گیا۔ میں نے تو اسے جادوئی ناگ کے زہر سے بے ہوش کیا تھا۔ اسے کسی طرح ہوش آ ہی نہیں سکتا تھا پھر اسے کیسے ہوش آ گیا۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔“ سردار جوشاما نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک جھماکہ ہوا اور اس کے سامنے بوڑھا پجاری پاسوگ آ نمودار ہوا۔

”اوہ۔ پجاری پاسوگ تم۔ اچھا ہوا تم آ گئے۔ میں بہت پریشان ہوں۔“ سردار جوشاما نے بوڑھے پجاری کو دیکھ کر بے اختیار کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا۔“ بوڑھے پجاری نے پوچھا۔ ار کا چہرہ بالکل ساٹ تھا۔ نہ اس کے چہرے پر حیرت تھی، نہ افسوس اور نہ ہی کوئی خوشی۔

”دیکھو۔ یہ سب ٹارزن نے کیا کر دیا ہے۔ میر

دشمنوں کو ٹارزن کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا تھا۔ تم نے وقت سے پہلے ٹارزن کو تاریک جنگل میں لا کر بہت بڑی غلطی کی ہے جوشاما۔ اگر ٹارزن کو آزاد چھوڑ دیا گیا تو وہ نہ صرف شارجی دیوی کے بت کو تباہ کر دے گا بلکہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دے گا۔“ پجاری پاسوگ کہتا چلا گیا۔

”اوہ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔“ ساری بات سن کر سردار جوشاما نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

”اب تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جوشاما۔ ایک بندر کے ہاتھوں مار کھا کر تم نے اپنی ساری طاقتیں ضائع کر لی ہیں۔ اب تمہارے پاس کچھ نہیں بچا۔“ پجاری پاسوگ نے کہا تو سردار جوشاما بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا اور پھٹی پھٹی نظروں سے پجاری پاسوگ کی جانب دیکھنے لگا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو پاسوگ۔“ سردار جوشاما نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں سردار جوشاما۔ تم پر ایک بندر نے وار کیا تھا ورنہ تم اس کے مارے ہوئے پتھروں سے بے ہوش ہو

کے سامنے تین سو انسانوں یعنی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پاروم ساگا کا موت کا نغمہ ایک لاکھ مرتبہ گا کر اسے سیاہ کر دو۔ جب بت سیاہ ہو جائے تو تم جا کر ٹارزن کو اس کے جنگل سے لے آنا مگر تم نے بت تو بنا لیا مگر پاروم ساگا کا نغمہ پورا کئے بغیر ٹارزن کو اغوا کر کے یہاں لے آئے۔ ٹارزن کو خود ہوش نہیں آیا تھا۔ اس کا ایک بندر ساتھی ہے منکو۔ وہ ٹارزن کے پیچھے یہاں آیا تھا۔

اس بندر منکو نے نہ صرف ٹارزن کو ہوش دلایا بلکہ اسے آزاد بھی کر دیا تھا۔ اس نے تمہاری بستی کو آگ لگائی تھی اور اسی بندر نے تمہیں ہلاک کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بندر تمہیں ہلاک کرتا شارجی دیوی نے تمہیں بروقت اس کے سامنے سے غائب کر دیا۔ شارجی دیوی نے ہی تمہیں اس بندر سے بچا کر تمہاری جھونپڑی میں پہنچایا تھا۔ ٹارزن یہاں سے آزاد ہو کر شارجی دیوی کا بت تباہ کرنے اور تمہارے ساتھی کو ہلاک کرنے کے لئے گیا تھا۔ شارجی دیوی نے اپنے بت سمیت تمہارے تمام ساتھ

مجھ پر چھپ کر وار کیا تھا۔ اگر وہ میرے سامنے ہوتا تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن توڑ دیتا۔ سردار جوشاما نے گھبرائے ہوئے اور انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”بندر نے چھپ کر تم پر وار کیا تھا اس لئے تو تمہیں زندہ چھوڑا جا رہا ہے ورنہ شارجی دیوی تم جیسے بزدلوں کو ایک لمحے میں جلا کر راکھ کر ڈالتی ہے۔“

پجاری پاسوگ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”مم۔ میں شارجی دیوی سے معافی مانگ لوں گا۔ میں تم سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ مجھے ایک موقع دے دو۔ میں ٹارزن اور اس کے ساتھی بندر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ان دونوں کے میں اپنے ہاتھوں سے نکلے اڑا دوں گا۔“ سردار جوشاما نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کپکپاہٹ تھی۔

”تمہیں جو حکم دیا جا رہا ہے اس پر عمل کرو سردار جوشاما۔ اگر تم نے حکم عدولی کی تو شارجی دیوی کا قہر تم پر ٹوٹ پڑے گا۔ وہ تمہیں ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں فنا کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔“ پجاری

گئے تھے۔ ایک معمولی جانور تمہیں جس طرح سے بے ہوش کر سکتا ہے تو تم ٹارزن جیسے انسان کا مقابلہ کیا کرو گے۔ وہ تو تمہاری قسمت اچھی تھی کہ عین وقت پر شارجی دیوی نے آ کر تمہیں بچا لیا ورنہ تم اس بندر کے ہاتھوں مارے جاتے۔ بہر حال شارجی دیوی نے تمہاری جان بخش دی ہے مگر تم سے تمہاری ساری پراسرار طاقتیں واپس لے لی گئی ہیں۔ اب تم ایک عام انسان ہو۔ میں تمہیں یہی بتانے کے لئے آیا تھا۔ ٹارزن کو اب خود شارجی دیوی سنبھال لے گی۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ شارجی دیوی کے بت کے سامنے بیٹھ کر پاروم ساگا کا نغمہ گائے اسے سیاہ کر دو۔ اگر تم بت کو سیاہ کر کے اسے زندہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہو سکتا ہے شارجی دیوی تمہاری خطا معاف کر دے اور تمہیں پھر سے تمام طاقتیں دے دے۔“ پجاری پاسوگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ شارجی دیوی اس طرح میری طاقتیں مجھ سے نہیں چھین سکتی۔ بندر۔“

اس کا ہر فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا۔
اس کی بات سن کر سردار جوشاما کا چہرہ بگڑ گیا اور وہ
اچانک خوفناک نظروں سے پجاری پاسوگ کو گھورنے
لگا۔

”ہونہہ۔ کیا مجھ سے شوگار طاقت بھی چھین لی گئی
ہے۔“ سردار جوشاما نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد
پوچھا۔

”نہیں۔ وہ تمہاری اپنی حاصل کی ہوئی طاقت ہے۔
شارگی دیوی کے حکم سے میں نے تمہیں جو پراسرار
طاقتیں دی تھیں صرف وہ تم سے واپس لی گئی ہیں۔“
پجاری پاسوگ نے سنجیدگی سے کہا تو سردار جوشاما کی
آنکھوں میں یلکھت چمک آ گئی۔

”تم نے کہا تھا کہ ٹارزن کو شارگی دیوی اب خود
سنجبالے گی۔ اب شارگی دیوی کے بت کے سامنے
ٹارزن کی بھینٹ کون دے گا۔“ سردار جوشاما نے کسی
خیال کے تحت پوچھا۔

”نہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ شارگی
دیوی ٹارزن کی روح پر قبضہ کر کے اسے اپنا پجاری

پاسوگ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میرے ناکردہ گناہ کی
سزا شارگی دیوی مجھے کیسے دے سکتی ہے۔ نہیں۔ نہیں
یہ ظلم ہے۔ سراسر ظلم ہے۔ مجھ سے میری طاقتیں چھین
کر شارگی دیوی مجھ پر بہت بڑا ظلم کر رہی ہے۔“
سردار جوشاما نے احتجاجی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”شارگی دیوی کی شان میں گستاخی مت کرو سردار
جوشاما۔ ایسا کر کے تم اپنے لئے خود موت کا گڑھا
کھود رہے ہو۔“ پجاری پاسوگ نے دھمکی دینے والے
انداز میں کہا۔

”میں شارگی دیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس
کے پاس لے چلو۔ میں اس کے قدموں میں گر کر
اس سے معافی مانگ لوں گا۔ وہ مجھے ضرور معاف کر
دے گی۔ ایک بار۔ صرف ایک بار عظیم پجاری مجھے
شارگی دیوی کے پاس لے چلو۔“ سردار جوشاما نے
پجاری پاسوگ کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

”شارگی دیوی کسی کے سامنے نہیں آتی۔ تم اس سے
لاکھ معافیاں مانگو مگر اس کا فیصلہ تم نہیں بدل سکتے۔

بنانا چاہتی تھی لیکن اب شارگی دیوی نے کہا ہے کہ ٹارزن زندہ حالت میں زیادہ بڑا اور طاقتور پجاری بن سکتا ہے اس لئے شارگی دیوی اب ٹارزن کو زندہ رکھنا چاہتی ہے۔ اب ٹارزن کی بھینٹ نہیں دی جائے گی اور.....“ پجاری پاسوگ نے کہا۔

”اور۔ اور کیا“۔ سردار جوشاما نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شارگی دیوی اب ٹارزن سے شادی کرنا چاہتی ہے۔“ پجاری پاسوگ نے کہا تو اس کی بات سن کر سردار جوشاما بری طرح سے اچھل پڑا۔

”کک۔ کیا شارگی دیوی ٹارزن سے شادی کرنا چاہتی ہے۔“ سردار جوشاما نے شدید حیرت کے عالم میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ شارگی دیوی ٹارزن سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ ٹارزن سے شادی کر کے وہ اسے ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنا لے گی۔“ پاسوگ نے کہا۔

”اوہ۔ مگر۔ مگر.....“ سردار جوشاما نے ہکلاتے ہوئے

کہا۔

”بس۔ اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ جاؤ اور جا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شارگی دیوی کے بت کو سیاہ اور زندہ کرنے کے لئے پاروم ساگا کا نغمہ گاؤ۔ اگر تم نے حکم نہ مانا تو شارگی دیوی تمہارا کیا حشر کرے گی وہ تمہیں بتا چکا ہوں۔“ پجاری پاسوگ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار جوشاما اس سے مزید کوئی بات کرتا پجاری پاسوگ اچانک جھماکے سے وہاں سے غائب ہو گیا اور سردار جوشاما جبرے بھیج کر رہ گیا۔

نجانے کہاں جا گری تھی۔ زور سے گرنے کی وجہ سے منکو کو اپنے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تو وہ اسی جگہ جھاڑیوں میں پڑا تھا۔

بستی کی تمام جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو چکی تھیں۔ ہر طرف اسی طرح گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ منکو کو ابھی تک اپنی ہڈیاں دکھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ کراہتا ہوا اٹھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ میں نجانے کب سے یہاں پڑا ہوں۔ سردار اب تک ان جلاد وحشیوں کو ہلاک کر کے واپس اپنے جنگل میں جا چکا ہوگا۔ سردار جوشاما میرے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچ گیا تھا۔ آکو بابا نے سردار نارزن سے سچ کہا تھا کہ سردار جوشاما کو اس تاریک جنگل سے باہر ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجھے بھی واپس اپنے جنگل میں چلے جانا چاہئے۔ اب میرا یہاں کیا کام۔“ منکو نے سوچا پھر وہ اٹھا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا

اچانک منکو کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھا تو اس نے خود کو اسی جگہ جھاڑیوں میں پڑے ہوئے پایا جہاں اس نے سیاہ جلاد وحشیوں کی جھونپڑیوں کو آگ لگائی تھی اور پھر اس نے سردار جوشاما کو دیکھ کر اس کے سر پر یکے بعد دیگرے تین پتھر مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر منکو نے جھونپڑی سے ایک تلوار اٹھائی اور سردار جوشاما کو ہلاک کرنے کے لئے اس کے قریب چلا گیا۔

اس نے تلوار سردار جوشاما کی گردن پر جیسے ہی مارنے کی کوشش کی اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر

اپنے جنگل کی طرف بھاگنے لگا۔ اس کا جسم بری طرح سے دکھ رہا تھا مگر اسے چونکہ اس جنگل سے خوف آ رہا تھا اس لئے وہ جلد سے جلد جنگل سے نکل جانا چاہتا تھا اس لئے وہ ہر تکلیف کی پرواہ کئے بغیر وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔

بھاگتے بھاگتے وہ تاریک جنگل سے باہر آ گیا۔ اپنے جنگل میں داخل ہوتے ہی اس نے سکون کا سانس لیا جیسے وہ موت کے منہ سے باہر آ گیا ہو۔ اپنے جنگل میں آتے ہی اس نے اپنی رفتار ہلکی کر لی تھی۔ وہ ٹارزن کی جھونپڑی کی طرف جا رہا تھا۔ ٹارزن سے مل کر وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس کے جانے کے بعد اس نے کیا کیا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ اچانک اسے ایک آواز سنائی دی۔ وہ یلکھت ٹھٹک کر رک گیا۔

”آکو بابا۔ اوہ۔ یہ آواز تو آکو بابا کی ہے۔ کیا آکو بابا مجھے پکار رہے ہیں۔“ منکو نے بوکھلائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں منکو۔ میں آکو بابا ہوں۔ جلدی آؤ میرے

پاس۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ منکو کو آکو بابا کی آواز اپنے قریب سنائی دی۔ اس نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے آکو بابا کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ ”آکو بابا۔ آپ۔ آپ کہاں ہیں۔“ منکو نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

”میں اپنی جھونپڑی میں ہوں احمق۔ جلدی آؤ میرے پاس۔“ آکو بابا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ میں۔ میں آ رہا ہوں۔ میں آ رہا ہوں۔ آکو بابا۔“ منکو نے آکو بابا کی ڈانٹ سن کر اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر تیزی سے دوڑ لگا دی۔ اب وہ ٹارزن کی جھونپڑی کی طرف جانے کی بجائے کاچار قبیلے کی طرف بھاگ رہا تھا۔ جہاں آکو بابا اس کا انتظار کر رہے تھے۔

”آکو بابا جھونپڑی سے باہر تھے۔ وہ دونوں ہاتھ کمر پر باندھے نہایت پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔

”مم۔ میں آ گیا ہوں آکو بابا۔“ منکو نے دوڑ کر آکو بابا کے قریب جا کر کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور

بوکھا ہٹ تھی۔ ٹارزن کے بعد وہ سب سے زیادہ آکو بابا سے ہی ڈرتا تھا اور منکو یہ بھی جانتا تھا کہ آکو بابا ٹارزن کی طرح ہر جانور کی زبان بولنا اور سمجھنا جانتے تھے۔

”منکو کیا تم تاریک جنگل سے آئے ہو؟“ منکو کی آواز سن کر آکو بابا نے اس کے قریب آکر بے تابی سے پوچھا۔

”جی ہاں۔ آکو بابا“۔ منکو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”ٹارزن کیا ابھی تک تاریک جنگل میں ہے؟“ آکو بابا نے جلدی سے پوچھا۔

”سردار۔ اوہ اس کا مطلب ہے سردار ابھی تک تاریک جنگل سے واپس نہیں آیا۔ مگر وہ تو.....“ منکو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ٹارزن یقیناً تاریک جنگل میں موجود ہوگا اور وہ سخت خطرے میں ہوگا۔ مجھے بتاؤ تاریک جنگل میں کیا ہوا تھا اور ٹارزن وہاں کیا کر رہا ہے؟“ آکو بابا نے تیز لہجے میں پوچھا تو منکو حیرت بھری نظروں سے آکو

بابا کی جانب دیکھنے لگا۔ آکو بابا جو ہر بات کی خبر رکھتے تھے وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ تاریک جنگل میں اس کے اور سردار ٹارزن کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

”سک۔ کیا آپ نہیں جانتے؟“ منکو نے ہکلاتے کر آکو بابا سے پوچھ ہی لیا۔

”منکو۔ تاریک جنگل میں پراسرار طاقتوں کا راج ہے۔ میں وہاں نہیں جھانک سکتا۔ اس لئے میں نے ٹارزن کو اس جنگل میں جانے سے منع کیا تھا۔ وہاں کیا ہو رہا تھا اور تم نے کیا کیا دیکھا تھا۔ مجھے ساری باتیں تفصیل سے بتاؤ جلدی“۔ آکو بابا نے سر جھٹکتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو منکو آکو بابا کو جلدی جلدی ساری باتیں بتاتا چلا گیا۔ جسے سن کر آکو بابا کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”کھوپڑیوں کا بت۔ اوہ شارگی دیوی۔ تو یہ سب کچھ شارگی دیوی کر رہی ہے؟“ آکو بابا نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”شارگی دیوی۔ کون شارگی دیوی آکو بابا“۔ منکو

پریشان دیکھ کر بری طرح سے حیران ہو رہا تھا۔ اس نے آج تک آکو بابا کو اس قدر پریشان نہیں دیکھا تھا۔ وہ بار بار کسی شارگی دیوی کا نام لے رہے تھے اور شارگی دیوی کا نام لیتے ہوئے ان کے چہرے پر شدید غصہ بھی آ گیا تھا۔

”کون تھی شارگی دیوی اور آکو بابا اس قدر پریشان اور غصے میں کیوں نظر آ رہے تھے۔“ منکو پریشانی کے عالم میں سوچتا چلا گیا۔ اسے رہ رہ کر ٹارزن کا بھی خیال آ رہا تھا کہ وہ اب تک تاریک جنگل سے واپس کیوں نہیں آیا۔ وہ جس طرح غصیلے انداز اس پنڈال کی طرف گیا تھا جہاں سیاہ جلاذ وحشی کھوپڑیوں کے بنے ہوئے بت کی پوجا کر رہے تھے ٹارزن نے کہا تھا کہ وہ نہ صرف اس بت کو توڑ دے گا بلکہ ان تمام وحشیوں کو بھی ہلاک کر دے گا۔ تو کیا ٹارزن ابھی تک ان وحشیوں کو ہلاک نہیں کر سکا تھا یا وہ خود کسی مصیبت کا شکار ہو گیا تھا۔ آکو بابا بھی شدید پریشان تھے اور ان کی پریشانی ٹارزن کی وجہ سے ہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹارزن تاریک جنگل میں ضرور کسی

نے چونک کر پوچھا۔
 ”بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتاؤ سیاہ وحشی کھوپڑیوں کے بت کے سامنے جو نغمہ گا رہے تھے اس کا کوئی لفظ یاد ہے تمہیں۔“ آکو بابا نے غور سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 ”نغمہ۔ وہ تو دردناک آواز میں کوئی خوفناک نغمہ الاپ رہے تھے۔“ منکو نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس نغمے کا کوئی لفظ یاد ہے تمہیں۔“ آکو بابا نے اسے بری طرح سے ڈانٹتے ہوئے پوچھا۔
 ہاں۔ ہاں یاد ہے۔ وہ ساتوجی راشوجی گاموشا جی تو سیاہ کر دے سیاہ کر دے سیاہ رات کی طرح کے الفاظ ایک خاص انداز میں رو رو کر گا رہے تھے۔ منکو نے کہا تو آکو بابا کی پریشانی پر لاتعداد بل پڑ گئے۔

”شارگی دیوی۔ یہ شارگی دیوی ہی ہے۔ تم یہیں روکو میں ابھی آتا ہوں۔“ آکو بابا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنی جھونپڑی میں چلے گئے۔ منکو آکو بابا کو اس قدر



پریشانی یا مصیبت کا شکار ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ یہ بات سوچ کر منکو پریشان ہو گیا اور بے چین نظروں سے آکو بابا کی جھونپڑی کی جانب دیکھنے لگا جو اسے یہیں رکنے کا کہہ کر اندر چلے گئے تھے۔

کافی دیر بعد آکو بابا جھونپڑی سے باہر نکلے تو منکو ان کا چہرہ دیکھ کر ڈر گیا۔ آکو بابا کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑا ہوا تھا اور ان کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو رہی تھیں جیسے انگارے دہک رہے ہوں۔ آکو بابا کے ایک ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک ہنٹر تھا اور ان کے دوسرے ہاتھ میں لکڑی کی گولیوں کی بنی ہوئی ایک مالا تھی۔

”یہاں آؤ منکو“۔ آکو بابا نے منکو سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ آکو بابا کا یہ نیا روپ دیکھ کر منکو کا تو خون خشک ہوا جا رہا تھا۔ وہ بڑے سہمے ہوئے انداز میں ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”یہ ہنٹر اور مالا تاریک جنگل میں لے جاؤ اور ٹارزن کو ڈھونڈ کر دونوں چیزیں اس کو دے دو۔“

پہلے مجھے شہرگی دیوی کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ مجھے اس بات کا پتہ چلا تھا کہ تاریک جنگل میں ٹارزن کے خلاف پراسرار قوتوں کا جال بچھایا جا رہا ہے۔ پراسرار قوتیں سیاہ جلاذ وحشیوں اور ان کے سردار جوشاما کی مدد سے ٹارزن کو تاریک جنگل میں کسی بت کے سامنے ہلاک کرنا چاہتی ہیں۔ میں نے اس وقت ٹارزن کو تاریک جنگل میں جانے سے روکنے کا حکم دیا تھا۔ میں نے ٹارزن سے کہا تھا کہ وہ تاریک جنگل میں نہ جائے اور اپنے جنگل میں ہی رک کر سردار جوشاما اور اس کے جلاذ وحشیوں کا انتظار کرے۔

ٹارزن میری ہدایات پر عمل کر رہا تھا مگر سردار جوشاما چالاکی سے ٹارزن کو تاریک جنگل میں لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ تم بھی ٹارزن کے پیچھے تاریک جنگل میں چلے گئے۔ تاریک جنگل میں چونکہ پراسرار طاقتیں موجود ہیں جو سردار جوشاما اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت کر رہی ہیں اور وہاں ایک بت بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے میں اس جنگل میں نہیں جھانک سکتا تھا۔ اسی لئے میں جنگل میں ہونے والے

ٹارزن سے کہنا کہ یہ مالا وہ اپنے گلے میں پہن لے اور اس ہنٹر سے ان پراسرار طاقتوں کا مقابلہ کرے جو اس کا راستہ روک رہی ہیں اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ اس جنگل سے باہر آ جائے۔ اس جنگل میں اس کا زیادہ دیر رکنا ٹھیک نہیں ہے۔“ آکو بابا نے ہنٹر اور مالا منکو کو دینے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن۔ آکو بابا۔ تاریک جنگل تو بہت بڑا ہے میں سردار کو کہاں تلاش کروں گا۔“ منکو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس مالا کو اپنے گلے میں پہن لو۔ تاریک جنگل میں بھاگتے ہوئے جانا تم خود بخود ٹارزن تک پہنچ جاؤ گے۔“ آکو بابا نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”آکو بابا معاملہ کیا ہے۔ تاریک جنگل میں ٹارزن کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ آپ بار بار کسی شہرگی دیوی کا بھی نام لے رہے تھے۔ کون ہے شہرگی دیوی اور اس کا سردار سے کیا تعلق ہے۔“ منکو نے آکو بابا سے دونوں چیزیں لے کر ہمت کرتے ہوئے پوچھا۔

”منکو۔ معاملہ بہت گہرا اور خوفناک ہو گیا ہے۔

ہلاک کر دے گا اور اگر شرط شارگی دیوی جیت گئی تو ٹارزن کو اس کا غلام بن کر رہنا ہوگا۔ شارگی دیوی نے جنگل میں ایسے پراسرار چکر چلا رکھے ہیں کہ ٹارزن کسی بھی طرح اس جنگل سے باہر نہیں نکل سکتا۔ تم ٹارزن کو جانتے ہو وہ وعدے کا کس قدر پابند ہے۔ اگر وہ یہ شرط ہار گیا تو اسے لازمی طور پر شارگی دیوی کا غلام بننا پڑے گا اور شارگی دیوی اسے اپنا غلام بنا کر اس سے شادی کر لے گی اور ٹارزن کو مکمل طور پر شیطان بننے پر مجبور کر دے گی۔ اس لئے میں نے تمہیں یہ چیزیں دی ہیں کہ ٹارزن کسی طرح تاریک جنگل سے باہر آ جائے۔

ٹارزن کو کسی بھی طرح شارگی دیوی کا غلام بننے پر مجبور نہ ہونا پڑے ورنہ اسے شیطان بننے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکے گی۔“ آکو بابا نے منکو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن آکو بابا یہ شارگی دیوی ہے کون اور وہ ٹارزن کو میرا مطلب ہے سردار کے ساتھ ہی شادی کیوں کرنا چاہتی ہے۔“ منکو نے آکو بابا کے لہجے کو

واقعات سے بے خبر رہا۔ پھر تم جیسے ہی اس تاریک جنگل سے نکل کر باہر آئے مجھے اصل حالات کا علم ہو گیا۔ اسی لئے میں نے تمہیں اپنے پاس بلا لیا تھا۔ تم نے مجھے تاریک جنگل کی جو تفصیل بتائی تھی اسے سن کر میرا شبہ یقین میں بدل گیا کہ معاملات وہ نہیں ہیں جن کا مجھے علم ہوا تھا۔ اس جنگل میں شارگی دیوی کا ڈیرہ ہے۔

میں جھونپڑی میں اپنے بڑے بھائی یعنی بڑے بابا سے بات کرنے گیا تھا۔ انہوں نے میرے شک کی تصدیق کر دی ہے۔ تاریک جنگل میں واقعی شارگی دیوی موجود ہے اور یہ سارے خطرناک کھیل وہی کھیل رہی ہے۔ اس نے نہایت چالاکی سے ٹارزن کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔ اس نے ٹارزن کے ساتھ شراب لگا کر اسے تاریک جنگل میں الجھا لیا ہے۔ ٹارزن نے بھی بے وقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی شرطیں مان لی ہیں۔ شارگی دیوی نے ٹارزن کو تین دن اور تین راتیں دی ہیں کہ وہ اس جنگل سے نکل کر دکھائے۔ اگر ٹارزن جیت گیا تو ٹارزن شارگی دیوی کا

نرم ہوتے دیکھ کر ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

”جس طرح ٹارزن کو تم اور جنگل کے جانور اپنا بڑا سردار مانتے ہیں اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں اسی طرح سینکڑوں سال پہلے ان جنگلوں پر شارجی دیوی کی حکومت تھی۔ وہ افریقہ کے جنگلوں کی رہنے والی ایک بڑی ساحرہ تھی۔ اس نے اپنی پراسرار طاقتوں سے ان تمام جنگلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ جنگل کے سارے قبیلے اور جانور اس سے خوف کھاتے تھے کیونکہ جو شارجی دیوی کا حکم ماننے سے انکار کرتا تھا چاہے وہ انسان ہو یا جانور شارجی دیوی جو خود کو ان جنگلوں کی دیوی کہتی تھی جلا کر راکھ کر دیتی تھی۔

وہ چونکہ ساحرہ تھی اور جلاذ فطرت تھی اس لئے اس میں سفاکی، بے رحمی اور درندگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس نے انسانوں کو مار مار کر ان کی کھوپڑیوں کا ایک بہت بڑا اپنا ہمشکل بت بنا لیا تھا جس کے سامنے وہ انسانوں اور جانوروں کو جھکنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ ہر روز وہ اپنے اس بت کے سامنے تین انسانوں کی بھینٹ دیتی تھی۔ اس کا ظلم و ستم انسانوں

اور جانوروں پر دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ شارجی دیوی نے چونکہ اپنی روح شیطان کو سونپ دی تھی اس لئے اسے عام انسانوں کی طرح ہلاک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جس کی وجہ سے شارجی دیوی کا ظلم انسانوں اور جانوروں پر بڑھتا چلا گیا تھا۔ اس نے انسانوں کو مار کر ان کا گوشت کھانا شروع کر دیا تھا۔ وہ آدم خور بن گئی تھی۔ اس آدم خور دیوی نے رفتہ رفتہ اپنے قبیلے والوں کو بھی آدم خور بنا دیا۔ جب انسان حیوان بن گئے تو ان کے خلاف نیکی کی ایک طاقت کو حرکت میں آنا پڑا۔ ایک نیک بزرگ نے ان جنگلوں میں آ کر ان آدم خور وحشیوں کو ہلاک کر دیا اور تمام جنگلوں کو آگ لگا دی۔

شارجی دیوی ایک تو شیطان کی پجارتھی دوسرے وہ پراسرار طاقتوں کی مالک تھی۔ اس لئے وہ اس نیک بزرگ سے ڈرنے کی بجائے ان کے مقابلے پر اتر آئی۔ لیکن وہ کسی بھی طرح نیک بزرگ کا مقابلہ نہ کر پائی۔ نیک بزرگ نے اس کے جسم سے اس کی غلیظ روح کو جسے تم بدروح بھی کہہ سکتے ہو نکال کر اس

کے جسم اور اس کی بدروح کو دو الگ الگ جگہوں پر ہمیشہ کے لئے قید کر دیا۔ نیک بزرگ نے شارگی دیوی کی بدروح کو ایک غار میں قید کیا تھا اور اس کے جسم کو ایک پرانے کھنڈر کے تہہ خانے میں ایک تابوت میں رکھ کر چھپا دیا تھا۔ نیک بزرگ نے شارگی دیوی کی بدروح کو غار میں بند کر کے غار کے دہانے کو ایک بڑے گول پتھر سے بند کر دیا تھا اور اس پر مہر بھی ثبت کر دی تھی کہ کسی طرح شارگی دیوی کی بدروح غار سے باہر نہ نکل سکے۔ شارگی دیوی کی بدروح نے لاکھ سر پٹھا مگر وہ واقعی کسی طرح بھی غار سے باہر نہ آ پائی تھی۔

سینکڑوں سال بیت گئے۔ جلے ہوئے جنگل پھر سے ہرے بھرے ہو گئے۔ جانوروں اور انسانوں سے یہ جنگل پھر سے آباد ہو گئے۔ شارگی دیوی کی حقیقت کوئی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی کسی کو معلوم تھا کہ شارگی دیوی کی بدروح کس پہاڑ کے کس غار میں قید ہے ان جنگلوں میں ظالم، بے رحم قبیلے بھی آباد ہوئے اور نیک قبیلے بھی۔ اور پھر جب ٹارزن یہاں آیا

اس نے ان ظالم، بے رحم اور انسان دشمن قبیلوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا۔ آج سے دس سال قبل ٹارزن نے تاریک جنگل میں آباد ایک قبیلے سے ٹکر لی تھی۔ اس قبیلے کا ہر وحشی پراسرار قوتوں کا مالک تھا مگر ٹارزن نے اپنی عقل، ذہانت اور بہادری سے ان سب کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا سردار پجاری پاسوگ تھا جو ٹارزن کے ہاتھوں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ بھاگ کر تاریک جنگل کے شمالی سرے پر موجود اس قلعہ نما کھنڈر میں جا چھپا تھا۔ جہاں نیک بزرگ نے ایک تہہ خانے میں شارگی دیوی کا جسم ایک تابوت میں بند کر کے چھپا رکھا تھا۔

پجاری پاسوگ اس کھنڈر میں چھپ کر ساحرانہ جاپ کرنے لگا۔ وہ اصل میں ٹارزن سے انتقام لینے کے لئے اپنی پراسرار طاقتیں بڑھانا چاہتا تھا۔ وہ دس سال ساحرانہ جاپ کرتا رہا۔ مگر اس کا جاپ مکمل نہ ہو سکا تو ایک روز اس کی ایک طاقت نے جو ایک چڑیل تھی اسے بتایا کہ جب تک وہ شارگی دیوی کو مجسم نہیں کرے گا اس وقت تک اس کا جاپ مکمل نہیں ہو

سکتا۔ پھر اس چڑیل نے اسے شارگی دیوی کے متعلق تمام تفصیل بتا دی اور اسے مشورہ دیا کہ وہ شارگی دیوی کو مجسم کرے تاکہ اس کا جاپ مکمل ہو سکے۔ چونکہ پجاری پاسوگ دس سال تک مسلسل جاپ کر کے تنگ آ گیا تھا۔ اس لئے وہ مان گیا تب اس چڑیل نے پجاری پاسوگ کو بتایا کہ جیسے بھی ممکن ہو وہ شارگی دیوی کی بدروح کو اس غار سے آزاد کرائے۔ شارگی دیوی کی بدروح غار سے اس وقت آزاد ہو سکتی ہے جب تاریک جنگل میں کوئی ظالم قبیلہ آباد ہو اور وہ انسانی کھوپڑیوں کا ویسا ہی بت بنائے جیسا شارگی دیوی نے بنایا تھا اور پھر چڑیل نے اسے شارگی دیوی کا حلیہ بھی بتا دیا۔ پھر پجاری پاسوگ سیاہ جلاذ وحشیوں کے سردار جوشاما سے ملا اور اس نے چالاکی سے اسے شارگی دیوی کی طرف سے طاقتیں دینے کا لالچ دے کر اس سے کھوپڑیوں کا بت بنوا لیا۔ اس بت کے بننے ہی پجاری پاسوگ کو اس غار کا پتہ چل گیا جس میں شارگی دیوی کی بدروح قید تھی۔

پاسوگ نے غلیظ اور حرام جانوروں کو ہلاک کر کے

ان کا خون غار کے دہانے پتھر پر ڈال کر اس پر لگی مہر کو توڑ دیا اور شارگی دیوی کی بدروح کو آزاد کرا لیا۔ اس نے شارگی دیوی کو ساری صورتحال بتا دی۔ غار سے آزاد ہوتے ہی شارگی دیوی کے پاس پھر سے پراسرار طاقتیں آ گئی تھیں مگر وہ ادھوری ٹھیس اس کی پراسرار طاقتیں اس وقت پوری ہو سکتی تھیں جب وہ اپنا جسم حاصل کر لیتی۔ شارگی دیوی کی بدروح نے اور پجاری پاسوگ نے بہت کوششیں کیں مگر وہ شارگی دیوی کے جسم کے بارے میں کچھ نہ جان سکے۔

شارگی دیوی کو اپنی پراسرار طاقتوں سے جب معلوم ہوا کہ جنگلوں پر ان دنوں ٹارزن کی حکمرانی ہے۔ جنگل کے تمام جانور اور انسان اس کا ہر حکم مانتے ہیں اور ٹارزن فطری طور پر بے حد نیک اور رحمدل انسان ہے تو اسے شدید غصہ آیا۔ وہ غار سے آزاد ہونے کے بعد پھر سے خود کو ان جنگلوں کی ملکہ سمجھنے لگی تھی اور وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ ان جنگلوں میں سوائے اس کے کسی اور کی حکومت ہو اس لئے اس نے ٹارزن کو کھوپڑیوں کے بنائے ہوئے اپنے

بت کے سامنے بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس لئے اس نے خاص طور پر سیاہ جلاذ وحشیوں کے سردار جوشاما کو پجاری پاسوگ کے ذریعے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ وہ چونکہ غلیظ روح تھی اس لئے وہ خود تاریک جنگلوں سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ اس لئے وہ ٹارزن کو ہلاک کرنے کے لئے خود اس کے جنگل میں نہیں جا سکتی تھی۔ بہر حال سردار جوشاما نے ٹارزن کو اغوا کیا اور اسے اپنے ساتھ تاریک جنگل میں لے گیا۔ ادھر شارجی دیوی نے اپنے جسم کو تلاش کرنے کے لئے پراسرار طاقتوں کو بلا لیا۔ اس کی پراسرار طاقتوں نے بتایا کہ جس نیک انسان نے اس کی بدروح کو غار میں قید کیا تھا اس نے اس کے جسم کو اسی جنگل میں موجود ایک پرانے کھنڈر کے تہہ خانے میں چھپا رکھا ہے۔ اس تہہ خانے کو اس نیک بزرگ نے چاروں طرف سے مکمل طور پر بند کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اس تہہ خانے میں ہوا کے لئے ایک معمولی سا سوراخ بھی موجود نہیں ہے۔ تہہ خانے میں جس تابوت میں شارجی دیوی کا جسم موجود ہے وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہے

اور اس تہہ خانے میں جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس تہہ خانے کو دنیا کو کوئی پراسرار طاقت نہیں کھول سکتی اور نہ ہی اس تہہ خانے کی دیواریں کسی طرح سے توڑی جا سکتی ہیں۔ اس تہہ خانے کو کھول کر اس میں سے شارجی دیوی کے جسم والا تابوت خود شارجی دیوی نکال سکتی ہے مگر وہ بھی اس صورت میں اگر وہ ٹارزن سے شادی کر لے۔ ٹارزن کسی دباؤ میں آئے بغیر اپنی مرضی سے اس کا غلام بن جائے یا پھر اس کو یعنی شارجی دیوی کو دیکھے بغیر اس سے شادی کر لے۔ ٹارزن سے شادی کرتے ہی شارجی دیوی کی بدروح وقتی طور پر ایک انسانی وجود میں آ جائے گی۔ شارجی دیوی ٹارزن کو لے کر اس کھنڈر میں جائے اور پورا ایک سال ٹارزن کے ساتھ وہیں رہے۔ پھر جب اس سے ٹارزن کی اولاد پیدا ہو تو شارجی دیوی اپنے بچے کو اس کھنڈر میں ذبح کر دے۔ اس بچے کے ہلاک ہوتے ہی تہہ خانے کا راستہ کھل جائے گا۔ تب شارجی دیوی ٹارزن کو بھی ہلاک کر دے اور تہہ خانے میں جا کر اپنا جسم پھر سے حاصل کر لے۔ اس طرح نہ

صرف اسے اس کا جسم مل جائے گا بلکہ اس کی پراسرار طاقتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ ٹارزن چونکہ نیک انسان ہے اور وہ جنگلوں میں پلا پڑھا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے ہاتھوں سینکڑوں ظالموں کا خاتمہ کر چکا ہے اس لئے اس کے علاوہ نہ شہرگی دیوی کسی اور کے ساتھ شادی کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی طرح سے اپنا جسم واپس حاصل کر سکتی ہے۔ ایک سال تک اس نے اگر اپنا جسم حاصل نہ کیا تو اس کی بدروح ایک بار پھر خود بخود اسی غار میں جا کر قید ہو جائے گی۔ جس غار میں نیک بزرگ نے اسے قید کیا تھا۔ پھر اسے دنیا کی کوئی طاقت دوبارہ اس غار سے رہائی نہ دلا سکے گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ٹارزن تاریک جنگل سے باہر آ جائے اور ایک سال تک اس جنگل میں نہ جائے تاکہ شہرگی دیوی کی غلیظ روح دوبارہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی غار میں قید ہو جائے۔“ آکو بابا نے منکو کو بتاتے چلے گئے۔ منکو انتہائی حیرت، دلچسپی اور خوف کے عالم میں یہ انوکھی اور عجیب و غریب باتیں سن رہا تھا۔

”اوہ۔ شہرگی دیوی اس قدر ظالم ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے بچے کو ہلاک کر دے گی۔“ آکو بابا کے خاموش ہوتے ہی منکو نے خوف سے تھرتھراتے ہوئے کہا۔

”وہ غلیظ روح ہے اور غلیظ روحوں کے دل نہیں ہوتے نہ ہی وہ کسی احساس یا رحم کو جانتی ہیں۔ شہرگی دیوی اپنے جسم کو حاصل کرنے اور طاقتور بننے کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے۔“ آکو بابا نے کہا۔

”آکو بابا اگر سردار کسی طرح تاریک جنگل سے باہر آ جائے تو کیا شہرگی دیوی اسے دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔“ منکو نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

”بدروح ہونے کی وجہ سے وہ تاریک جنگل سے باہر آنے کی کوشش نہیں کر سکتی ورنہ اس کے پاس موجود اس کی آدھی طاقتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔“ آکو بابا نے جواب دیا۔

”لیکن وہ پجاری پاسوگ اور سردار جوشاما کو بھی تو پراسرار طاقتیں دے کر ٹارزن کو نقصان پہنچانے یا اسے

دیں۔“ آکو بابا نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور آکو بابا سے اپنی تعریف سن کر منکو نے دانت نکال دیئے۔

آکو بابا ایک بار پھر جھوپڑی میں چلے گئے۔ اس بار وہ جلد ہی واپس لوٹ آئے تھے اور اس مرتبہ ان کے چہرہ پر غصے کی بجائے خوشی اور جوش نظر آ رہا تھا۔

”شارگی دیوی کو فنا کیا جا سکتا ہے منکو۔ بڑے بابا نے مجھے شارگی دیوی کی بدروح کو فنا کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے۔“ آکو بابا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بتائیے بابا۔ میں سردار نارزن کو جا کر تفصیل کے ساتھ شارگی دیوی کی بدروح کو فنا کرنے کا طریقہ بھی بتا دوں گا۔ سردار اس ظالم دیوی کو یقیناً فنا کر دے گا۔“ منکو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”شارگی دیوی کو فنا کرنے کے لئے نارزن کو اس سے شادی کرنا ہوگی۔“ آکو بابا نے کہا تو منکو ان کی بات سن کر اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے آکو بابا نے اس کے سر پر وزنی پتھر مار دیا ہو۔

دوبارہ تاریک جنگل میں لے جانے کی کوشش کر سکتی ہے۔“ منکو نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ وہ واقعی ایسا کر سکتی ہے۔ بلکہ وہ اپنے نمائندوں کو بھیج کر نارزن کے جنگل میں بے پناہ تباہی بھی پھیلا سکتی ہے۔“ آکو بابا نے چوتکتے ہوئے کہا۔

”آکو بابا۔ کیا آپ اس بدروح کو پکڑ کر دوبارہ اس غار میں قید نہیں کر سکتے جہاں سے اسے نکالا گیا تھا۔“ منکو نے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں اس بدروح کو پکڑ کر دوبارہ اس غار میں قید کر سکوں۔“ آکو بابا نے کہا۔

”سردار نارزن نے ایک مرتبہ بتایا تھا کہ ایسی طاقتوں کو ہلاک نہیں فنا کیا جا سکتا ہے۔ کیا شارگی دیوی کی بدروح کو کسی طرح سے فنا نہیں کیا جاسکتا۔“ منکو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اوہ۔ بہت خوب۔ منکو تم بے حد عقلمند ہو۔ مجھے اس بات کا خیال نہیں آیا تھا۔ ٹھہرو میں پھر بڑے بابا سے بات کرتا ہوں۔ شاید وہ اس بات کا کوئی حل بتا

چھلانگیں مار کر ٹارزن پر حملہ آور ہو گئے۔ جیسے ہی شیروں نے ٹارزن پر چھلانگیں لگائیں ٹارزن بھی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اس نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور فضا میں قلابازی کھاتا ہوا ان شیروں کے درمیان سے نکل کر دوسری طرف پیروں کے بل جا کھڑا ہوا۔ شیر چونکہ ایک ساتھ ٹارزن پر حملہ آور ہوئے تھے اس لئے وہ ہوا میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور ایک دھماکے کے ساتھ نیچے جا گرے۔ لیکن انہوں نے دوبارہ اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھے اور پلٹ کر ایک بار پھر ٹارزن پر جھپٹ پڑے مگر ٹارزن پھر چھلانگ لگا کر ان سے دور ہٹ گیا۔ اس بار اس نے چھلانگ لگاتے ہوئے دونوں ٹانگیں پھیلا کر چھلانگ لگاتے ہوئے ایک شیر کی گردن اور اس کے پیٹ میں مار دی تھیں۔ شیر فضا میں گھومتا ہوا دور جا گرا تھا۔ دوسرے دو شیر جیسے ہی اس جگہ گرے جہاں ایک لمحہ قبل ٹارزن موجود تھا ٹارزن نے اپنے جسم کو زمین سے اچھال کر اپنے خنجر والا ہاتھ گھمایا اور خنجر پوری قوت سے ایک شیر کی

خونفاک شیروں کو دیکھ کر ٹارزن نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھیج لئے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کے دستے پر اپنی گرفت سخت کر لی۔ شیر ٹارزن کی طرف انگارہ برساتی آنکھوں سے دیکھ کر انتہائی خونخوار انداز میں غرا رہے تھے۔ ان خونفاک شیروں کو دیکھ کر ٹارزن کے چہرے پر بے پناہ غصہ ابھر آیا تھا۔ ”ہونہہ۔ تو مجھے روکنے کے لئے اس پر اسرار دیوی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔“ ٹارزن نے ان خونفاک شیروں کو دیکھ کر نفرت اور غضبناک انداز میں کہا۔ اس لمحے شیروں نے جبڑے کھول کر انتہائی خونفاک انداز میں دھاڑیں ماریں اور پھر وہ تینوں شیر اچانک

گردن میں مارا۔ جیسے ہی ٹارزن نے خنجر شیر کی گردن میں مارا ایک زبردست دھماکہ ہوا اور شیر یکجہت راکھ بن کر فضا میں بکھرتا چلا گیا۔ شیر کو اس طرح دھماکے سے راکھ بننے دیکھ کر ٹارزن بری طرح سے چونک اٹھا۔

”اوہ۔ یہ تو اصلی شیر نہیں ہیں۔“ ٹارزن کے منہ سے نکلا۔ ساتھ ہی اس نے تیزی سے کروٹ بدل لی اور نہایت تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ اس پر ایک شیر نے پلٹ کر حملہ کر دیا تھا۔ اگر ٹارزن کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ شیر اپنا نوکیلا پنجہ مار کر اس کی گردن ادھیڑ دیتا۔

ٹارزن نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی اس بار خود چھلانگ لگا کر اس شیر پر حملہ کر دیا۔ اس نے شیر کے قریب آ کر پوری قوت سے خنجر اس شیر کے پیٹ میں مارا تھا۔ اس شیر کے پیٹ میں جیسے ہی خنجر گھسا پہلے کی طرح پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس شیر کا وجود بھی راکھ بن کر فضا میں بکھر گیا۔ اب ٹارزن کے مقابلے پر ایک شیر رہ گیا تھا۔ وہ ٹارزن کی جانب



دور کھڑا انتہائی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”آؤ۔ تم بھی آؤ۔ تم وہاں کیوں کھڑے ہو۔“
ٹارزن نے اس شیر کی جانب خوفناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جواب میں شیر نے ایک زور دار دھاڑ ماری اور نہایت تیزی سے بھاگتا ہوا ٹارزن کی جانب آیا۔ آدھے ہی راستے سے اس نے ٹارزن پر چھلانگ لگا دی تھی۔

ٹارزن بھی اپنی جگہ سے اچھلا اس نے خنجر والا ہاتھ آگے کر دیا تھا جیسے وہ خنجر اس شیر کے کھلے ہوئے منہ میں مارنا چاہتا ہو۔ مگر وہ شیر پہلے شیروں سے زیادہ چالاک تھا۔ اس نے فضا میں زور سے پنجے مارے۔ اس کا ایک پنجہ ٹارزن کے خنجر والے ہاتھ پر پڑا اور خنجر ٹارزن کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ شیر کا دوسرا پنجہ ٹارزن کے کاندھے پر پڑا تھا۔ ٹارزن کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ فضا میں گھومتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا شیر بجلی کی سی تیزی سے ٹارزن پر چڑھ دوڑا اور دوسرے ہی لمحے ٹارزن اس کے نیچے تھا۔ شیر نے دونوں پنجے

ٹارزن کے سینے پر مارنے چاہے مگر ٹارزن نے جلدی سے اس کے دونوں اگلے پیر پکڑ لئے اور پھر ان دونوں میں جیسے زور آزمائی شروع ہو گئی۔ شیر چونکہ پراسرار طاقت تھی اس لئے اس میں طاقت بھی عام شیروں سے کہیں زیادہ تھی۔ کبھی ٹارزن اسے اٹھا رہا تھا اور کبھی شیر ٹارزن کو الٹ رہا تھا۔ پھر اچانک ٹارزن کا داؤ چل گیا اس نے گھٹنے موڑ کر پوری قوت سے شیر کے پیٹ میں مار دیئے۔ شیر کی گرفت ایک لمحے کے لئے کمزور پڑی تو اسی لمحے ٹارزن نے اسے پوری قوت سے اپنے پر سے دھکیل دیا۔ شیر الٹا پلٹتا ہوا دور جا گرا۔ اس سے پہلے کہ شیر اٹھتا ٹارزن نے جھپٹ کر اپنے قریب پڑا ہوا خنجر اٹھایا اور اسے پکڑ کر پوری قوت سے شیر پر ٹکھنچ مارا۔ شیر نے چھلانگ مار کر خنجر سے بچنا چاہا مگر ٹارزن نے خنجر جس قوت سے اس کی طرف پھینکا تھا اور خنجر سیدھا اس کے پیٹ میں جا گھسا تھا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور تیسرا شیر بھی راکھ بن کر فضا میں بکھرتا چلا گیا اور ٹارزن کا خنجر اچھل کر دور جھاڑیوں میں جا گرا۔

”یہی کہ تم میری مرضی کے بغیر اس تاریک جنگل سے نہیں نکل سکتے۔“ لڑکی نے کہا۔

”دیکھو۔ جو بھی تمہارا نام ہے۔ میں ٹارزن ہوں ان جنگلوں کا سردار۔ ٹارزن مرنے تو سکتا ہے مگر کسی سے شکست تسلیم نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر تم جیسی پراسرار طاقتوں سے ٹارزن ہار مان لے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔“ ٹارزن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تمہیں شکست تسلیم کرنا پڑے گی ٹارزن۔ شارجی دیوی کے سامنے بڑے بڑے سوراخوں نے گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔ ان کے سامنے تمہاری کیا اوقات ہے۔“ لڑکی نے کہا۔

”شارگی دیوی۔ اوہ تو تمہارا نام شارجی دیوی ہے۔“ ٹارزن نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ میں شارجی دیوی ہوں۔ ان تمام جنگلوں کی دیوی۔“ شارجی دیوی غرائی۔

”تم جو کوئی بھی ہو مجھے روک سکتی ہو تو روک لو۔“ ٹارزن نے سر جھٹک کر کہا۔

”یعنی تم شکست تسلیم نہیں کرو گئے۔“ شارجی دیوی

”بہت خوب۔ ٹارزن بہت خوب۔ مان گئی ہوں میں تمہاری بہادری کو۔ میری ان پراسرار طاقتوں کو جو شیروں کے روپ میں تمہیں مقابلہ کر کے تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی بے حد دلیر اور طاقتور انسان ہو۔“ جیسے ہی ٹارزن نے تیسرے شیر کو فنا کیا اسے قریب سے اسی لڑکی کی داد بھری آواز سنائی دی۔

”تم۔ کہاں ہو تم۔“ لڑکی کی آواز سن کر ٹارزن نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو لڑکی جواب میں ہنس پڑی۔

”میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ میری آواز سن کر تم بوکھلا کیوں جاتے ہو۔“ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بکو مت۔ میرے سامنے آؤ۔ میں تمہیں ان شیروں کی طرح فنا کر دوں گا۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے تم بھی کوئی پراسرار طاقت ہو۔“ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر جان گئے ہو تو میری بات مان جاؤ اور اپنی شکست تسلیم کر لو۔“ لڑکی نے کہا۔

”کیسی شکست۔“ ٹارزن نے غضبناک لہجے میں کہا۔

غرائی۔

”نہیں۔ کبھی نہیں۔“ ٹارزن نے جواباً غرا کر کہا۔
 ”ٹھیک ہے جاؤ۔ دیکھتی ہوں تم میں ابھی کتنے کس
 بل باقی ہیں۔“ شارگی دیوی نے زہریلے لہجے میں کہا۔
 ”ہونہہ۔“ ٹارزن نے نفرت سے ہنکارہ بھرا۔ اس
 نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے اپنا خنجر کہیں دکھائی نہ
 دیا۔

”تم اب خالی ہاتھ ہو چکے ہو ٹارزن۔ اب تم کچھ
 بھی نہیں کر سکو گے۔ میری کسی طاقت کو تم فنا نہیں کر
 سکو گے۔ وہ دیکھو میری ایک اور طاقت تمہارا راستہ
 روکنے آ رہی ہے۔“ شارگی دیوی نے ٹارزن سے
 مخاطب ہو کر انتہائی طنزیہ اور خوفناک لہجے میں کہا۔

ٹارزن نے چونک کر دیکھا۔ ایک بہت بڑا بن
 مانس جس کا جسم سیاہ بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ انتہائی
 خوفناک انداز میں غراتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔

”یہ بن مانس کوئی پراسرار طاقت نہیں ہے ٹارزن۔
 اسے میں نے اپنی طاقت سے یہاں بلایا ضرور ہے مگر
 یہ اصلی بن مانس ہے۔ افریقی جنگلوں کا رہنے والا

سب سے بڑا، طاقتور اور خونخوار درندہ۔ اس کا ایک تھپڑ
 تمہاری گردن توڑ سکتا ہے۔ تم کسی بھی طرح اس
 طاقتور بن مانس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ یہ تمہارے
 ہاتھ پیر توڑ کر تمہیں یہیں پھینک دے گا۔ تم تین دن
 اور تین راتیں یہیں پڑے رہو گے۔ اس طرح میں
 آسانی سے شرط جیت جاؤں گی اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے
 لئے میرے غلام بن جاؤ گے۔“ شارگی دیوی نے کہا۔
 اس کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

بن مانس واقعی بے حد طاقتور اور جسیم تھا۔ وہ عام
 بن مانسوں سے کہیں زیادہ خوفناک تھا۔ اس کے دانت
 بھی بے حد لمبے لمبے اور نوکیلے تھے اور اس کے
 ہاتھوں پیروں کے ناخن بھی لمبے لمبے اور چھریوں جیسے
 تیز دکھائی دے رہے تھے۔ اس بن مانس کی آنکھیں
 سرخ تھیں جیسے ان میں خون ہی خون بھرا ہو۔ خونخوار
 بن مانس ٹارزن کے سامنے آ کر رک گیا اور ٹارزن
 کی جانب انگارہ برساتی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔
 اس کے سامنے ٹارزن بالکل بچہ معلوم ہو رہا تھا۔
 ٹارزن غور سے اس بن مانس کو دیکھ رہا تھا۔ بن مانس

واقعی اصلی تھا یعنی وہ جادو کا بنا ہوا یا کوئی پراسرار طاقت نہیں تھی۔

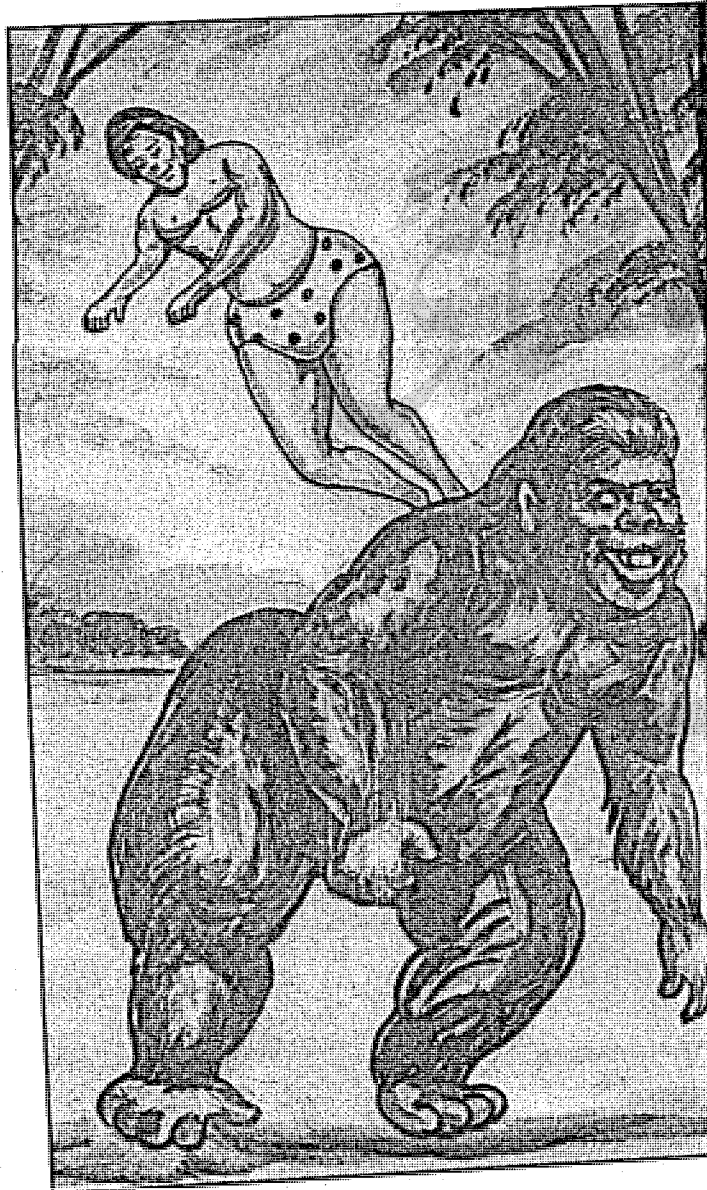
”کیوں ٹارزن۔ ڈر گئے نا اس عفریت کو دیکھ کر۔ اب بھی وقت ہے شکست تسلیم کر لو۔ میں اسے ایک لمحے میں یہاں سے غائب کر دوں گی۔“ ٹارزن کو خاموش دیکھ کر شارگی دیوی نے کہا۔

”شکست ٹارزن کی نہیں تمہاری ہوگی شارگی دیوی۔ میں خالی ہاتھوں اس عفریت کا مقابلہ کروں گا۔“ ٹارزن نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا اور بے خوفی سے بن مانس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر بن مانس نے ایک زور دار چنگھاڑ ماری اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹنے لگا۔ پھر وہ نہایت تیزی سے ٹارزن پر جھپٹ پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر ٹارزن کو پکڑنا چاہا تھا۔ ٹارزن نے یککھٹ چھلانگ لگائی اور فضا میں اپنے جسم کو موڑتے ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں بن مانس کے سینے پر ماریں اور کمر کے بل ایک دھماکے سے زمین پر گر پڑا۔ مگر گرتے ہی اس کی ٹانگ ایک بار پھر چلی اور بن مانس کے

گھٹنے پر پڑی۔ بن مانس جو سینے پر ٹارزن کی ٹانگیں کھا کر لڑکھڑا گیا تھا۔ گھٹنے پر چوٹ لگی تو وہ الٹ کر گر گیا اور پھر سے پہلے کہ وہ اٹھتا ٹارزن نے لیٹے لیٹے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس سے پہلے کہ وہ گھٹنوں کے بل بن مانس کے سینے پر گرتا بن مانس نے اچانک اپنا ہاتھ گھمایا اور ٹارزن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے پر وزنی گرز پڑ گیا ہو۔ وہ فضا میں الٹا پلٹتا ہوا دور جا گرا۔

بن مانس غراتا ہوا اٹھا اور دندناتا ہوا گرے ہوئے ٹارزن کی جانب بڑھنے لگا۔ اس کا زور دار ہاتھ پڑنے اور زمین پر گرنے کی وجہ سے ٹارزن کی ہڈیاں چٹخ اٹھی تھیں مگر بن مانس کو خطرناک انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں نہایت خوفناک انداز میں ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔

بن مانس ٹارزن کو نوکیلے پنچے مارنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ ٹارزن چھلانگیں مار مار کر اس پر حملے کر رہا تھا۔ بن مانس اپنے حملے ناکام ہوتے دیکھ کر اور زیادہ



خوفناک اور خونخوار ہو گیا تھا۔ وہ بری طرح سے چنگھاڑ رہا تھا اور زبردست انداز میں ٹارزن پر جھپٹ رہا تھا۔ ٹارزن بھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا مگر اس کے باوجود وہ بن مانس کے ساتھ نہایت بے جگری سے لڑ رہا تھا۔ بن مانس ابھی تک اس کے جسم پر معمولی سا بھی نشان نہیں لگا سکا تھا جبکہ ٹارزن نے اس کی ناک، منہ اور کانوں سے خون کی دھاریں نکال دی تھیں۔

ایک بار جو بن مانس نے چنگھاڑتے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلا کر ٹارزن پر حملہ کیا تو ٹارزن نے اسے جھکائی دی اور نہایت تیزی سے اس کی ٹانگوں سے نکل کر اس کی پشت کی طرف آ گیا۔ اس سے پہلے کہ بن مانس اس کی طرف پلٹتا ٹارزن نے اچھل کر اس کی پشت پر دونوں ٹانگیں مار دیں۔ بن مانس جو پہلے ہی آگے کو جھکا ہوا تھا۔ ٹارزن کی ٹانگوں کی زور دار ضرب کھا کر وہ منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی دھاڑ سے جنگل گونج اٹھا تھا۔ ٹارزن نے ایک لمحے کی بھی دیر کئے بغیر چھلانگ لگائی

اور اس کے سر کے قریب پہنچ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے بن مانس کے سر پر برسنا شروع ہو گئیں۔ بن مانس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑا اور تیزی سے پلٹ کر دوسری طرف ہو گیا۔ ٹارزن اب بھلا اسے کہاں موقع دینے والا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بن مانس کی پسلیوں پر ٹھوکریں مارنی شروع کر دیں۔ بن مانس بری طرح سے بوکھلا گیا تھا۔ اس نے یکدم اٹھ کر اندھا دھند ٹارزن پر حملہ کرنا شروع کر دیئے۔ ٹارزن اس کے حملوں سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹا تو اس کا پیر ایک پتھر سے ٹکرا گیا اور وہ یکدم الٹ کر گر پڑا۔ ٹارزن کو گرتے دیکھ کر بن مانس نے خوفناک دھاڑ ماری اور اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ شاید ٹارزن کو اپنے بھاری بھر کم جسم کے نیچے دبا کر پیس دینا چاہتا تھا۔ مگر ٹارزن نے تیزی سے کروٹ بدل لی اور اس پتھر کو پکڑ کر تیزی سے ایک طرف ہٹا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر پوری قوت سے بن مانس کے سر پر مار دیا۔ اتفاق سے جس رخ سے ٹارزن نے پتھر مارا تھا۔ وہ نوکیلا

تھا۔ پتھر بن مانس کے سر پر پڑا تو تزاخ کی زور دار آواز کے ساتھ بن مانس کا سر کسی ناریل کی طرح پھٹ گیا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح پھوٹ پڑا تھا اور وہ زمین پر گرا بری طرح سے ہاتھ پیر پیٹنے لگا۔ ٹارزن نے غصے اور نفرت سے پتھر کو اوپر زور زور سے اس کے سر پر مارنا شروع کر دیا۔ بن مانس کے سر کے ٹکڑے ہو گئے تھے اور اس کا دماغ نکل کر ادھر ادھر بکھر گیا تھا۔ لیکن ٹارزن کا ہاتھ اس وقت رکا جب بن مانس مکمل طور پر ساکت ہو گیا۔

بن مانس کو ساکت ہوتا دیکھ کر ٹارزن نے غصے اور نفرت سے پتھر ایک طرف پھینک دیا اور ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے واقعی بے حد بہادری اور عقلمندی سے پہاڑ جیسے جسیم اور دیو جیسی طاقت رکھنے والے بن مانس کو ہلاک کر دیا تھا۔

”بس یا کوئی اور بھی قریب ہے۔“ ٹارزن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے شہرگی دیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔
 اُس کے لہجے میں بے پناہ درندگی تھی۔ جواب میں

چل پڑا مگر پھر وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ وہ ابھی کچھ ہی آگے گیا ہوگا کہ اسی لمحے اسے خونخوار غراہٹیں سنائی دیں اور سامنے درختوں کے پیچھے سے پہلے جیسے بن مانس جیسے کئی بن مانس نکل کر ٹارزن کے سامنے آ گئے۔

ان بن مانسوں کو دیکھ کر ٹارزن رک گیا۔ بن مانسوں کی تعداد بے حد زیادہ تھی۔ انہوں نے نہایت تیزی سے حرکت کرتے ہوئے ٹارزن کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔

ان کی آنکھیں بے حد خوفناک تھیں اور انگاروں کی طرف دھک رہی تھیں۔ بن مانسوں نے ٹارزن کو گھیرے میں لے کر اچانک زور زور سے دھاڑنا اور سینے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ ان کی دھاڑیں اور سینہ سپٹنے کی آوازیں اس قدر تیز اور خوفناک تھیں کہ ان آوازوں سے پورا جنگل گونج اٹھا تھا۔

شارگی دیوی کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ شاید اس یقین کے ساتھ چلی گئی تھی کہ ٹارزن کسی بھی طرح خالی ہاتھوں طاقتور بن مانس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور بن مانس اس کے ہاتھ پیر توڑ کر یہیں پھینک دے گا۔

”ہونہہ۔ ٹارزن کا راستہ روکنے چلی تھی۔“ ٹارزن غرایا۔

”کہاں ہو شارگی دیوی۔ کسی اور طاقت کو میرے مقابلے پر نہیں لاؤ گی کیا۔“ ٹارزن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بدستور غصیلے لہجے میں کہا مگر شارگی دیوی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ٹارزن غصے اور نفرت سے شارگی دیوی کو پکارتا رہا لیکن جب شارگی دیوی کی کوئی آواز سنائی نہ دی تو اس نے سر جھٹک دیا۔ اسے دور نزدیک کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ چند لمحے انتظار کرتا رہا کہ شاید شارگی دیوی پھر وہاں اس کے مقابلے کے لئے کسی درندے کو بھیجے گی مگر جب وہاں کوئی نہ آیا تو اس نے زور سے سر جھٹکا اور ایک بار پھر اپنے جنگل کی طرف جانے والے راستے کی طرف

”اوہ۔ یہ تو بے حد مشکل اور پیچیدہ طریقہ ہے۔ اگر شارجی دیوی کو سردار پر ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو وہ سردار کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔“ آکو بابا سے ساری تفصیل سن کر منکو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے علاوہ ٹارزن کسی بھی طرح شارجی دیوی کو فنا نہیں کر سکتا۔ وہ اگر تاریک جنگل سے نکل بھی آئے اور اپنے جنگلوں سے نکل کر کہیں دور بھی چلا جائے تو شارجی دیوی اپنی پراسرار طاقتوں کے ذریعے پھر اسے تاریک جنگل میں کھینچ لے جائے گی۔ واقعی اب شارجی دیوی کا فنا ہونا بے حد ضروری ہو گیا ہے۔“ آکو بابا نے کہا۔

”ٹھیک ہے آکو بابا۔ میں تاریک جنگل میں سردار کے پاس جا کر اسے ساری بات بتا دیتا ہوں۔ سردار یقیناً آپ کی ہدایات پر عمل کرے گا۔“ منکو نے کہا۔

”ہاں جاؤ۔ اس سے پہلے کہ تاریک جنگل کے راستے بند ہو جائیں تم وہاں چلے جاؤ ورنہ تمہارا بھی تاریک جنگل میں جانا مشکل ہو جائے گا۔“ آکو بابا نے کہا۔

”شش، شادی، یہ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آکو بابا۔ سردار کو اس بدبخت پراسرار بدروح سے شادی کرنی پڑے گی۔“ منکو نے آکو بابا کی بات سن کر حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

”شارجی دیوی کو سامنے لانے کا یہی ایک طریقہ ہے منکو۔ جب ٹارزن شارجی دیوی سے شادی کے لئے حامی بھر لے گا تو شارجی دیوی کو وقتی طور پر ایک انسانی جسم مل جائے گا اور وہ ٹارزن کے زوبرو آ جائے گی اور اسے اسی صورت میں ہی فنا کیا جا سکتا ہے جب وہ انسانی روپ میں ہو۔“ آکو بابا نے کہا اور پھر وہ منکو کو شارجی دیوی کے فنا ہونے کے طریقے کے بارے میں بتانے لگے۔

”جنگل کے راستے بند ہو جائیں گے۔ کیا مطلب۔“ منکو نے چونک کر پوچھا۔

”شارگی دیوی ٹارزن کو جنگل میں روک کر ہر حال میں اسے شکست دے کر اپنا غلام بنانے کی کوشش کرے گی۔ وہ ٹارزن کو تاریک جنگل میں روکنے کے لئے جنگل کے تمام راستے بند کر دے گی پھر اس جنگل سے نہ کوئی باہر آ سکے گا اور نہ کوئی جنگل میں جا سکے گا۔“ آکو بابا نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی مجھے جلد سے جلد تاریک جنگل میں چلے جانا چاہئے۔ میرا سردار تک پہنچنا بے حد ضروری ہے۔ اگر سردار، شارگی دیوی سے لگائی ہوئی شرط ہار گیا تو وہ اپنا وعدہ نبھانے کے لئے سچ سچ شارگی دیوی کا غلام بن جائے گا اور پھر وہی کچھ ہوگا جو شارگی دیوی چاہے گی۔“ منکو نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ پھر منکو نے آکو بابا سے اجازت لی اور نہایت تیزی سے واپس تاریک جنگل کی طرف بھاگ پڑا۔ اس نے آکو بابا کی لکڑیوں کی گولیوں سے بنی مالا اپنے گلے میں ڈال لی تھی اور ہنٹر کو اپنے گلے سے

لیٹ لیا تھا۔ وہ تاریک جنگل میں پہنچنے کے لئے درختوں پر چڑھ کر لمبی لمبی چھلانگیں لگا رہا تھا تاکہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ تاریک جنگل میں پہنچ جائے۔

تاریک جنگل کے قریب پہنچ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ تاریک جنگل کے اندر موجود درخت حرکت کر رہے تھے اور وہ کناروں پر آ کر ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے جا رہے تھے۔ ان درختوں کی ایک سیدھی دیوار نما قطار بنتی جا رہی تھی اور وہ درخت بھی اس قدر اونچے اونچے تھے کہ سر اٹھا کر دیکھنے سے بھی ان کے سرے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ جس طرح درخت آپس میں مل رہے تھے ان کے درمیان معمولی سا بھی رخسہ نظر نہیں آ رہا تھا جہاں سے کوئی جنگلی چوہا بھی جنگل میں جا سکتا ہو۔

درختوں کی دیوار آدھی سے زیادہ بن چکی تھی اور جنگل کے درخت مسلسل حرکت کرتے ہوئے کناروں کی طرف آتے جا رہے تھے۔ منکو نے اپنی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ وہ درخت سے کود کر نیچے اتر آیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا وہ تاریک جنگل میں

داخل ہو گیا۔ جیسے ہی منکو تاریک جنگل میں داخل ہوا جنگل کے کناروں پر درختوں کی دیوار پوری طرح سے پھیل گئی اور جنگل میں جانے کا سارا راستہ ان درختوں سے بند ہوتا چلا گیا۔

تاریک جنگل میں آ کر منکو نے سکون کا سانس لیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو جنگل کا راستہ مکمل طور پر بند ہو جاتا اور منکو آکو بابا کے کہنے کے مطابق کسی بھی طرح اس جنگل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ درخت جس قدر اونچے تھے منکو ان پر چڑھنے کی بھی اگر کوشش کرتا تو اوپر چڑھتے چڑھتے نجانے کتنا وقت لگ جاتا لیکن اب وہ تاریک جنگل میں تھا اس لئے وہ مطمئن تھا۔ ٹارزن کہاں تھا وہ یہ نہیں جانتا تھا لیکن آکو بابا کی دی ہوئی لکڑیوں کی مالا اس کے گلے میں تھی جس کی مدد سے وہ خود ٹارزن تک پہنچ سکتا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تاریک جنگل کے اندر بھاگتا چلا گیا۔

اس قدر زیادہ بن مانسوں کے درمیان خود کو گھرا ہوا پا کر ٹارزن واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ ایک بن مانس سے خالی ہاتھوں لڑ کر اسے دانتوں پسینہ آ گیا تھا اب تو اس کے گرد ان گنت بن مانس تھے۔ وہ سب کے سب اصلی بن مانس تھے۔ وہ شاید اپنے ساتھی کی لاش دیکھ کر غصے سے پاگل ہو رہے تھے۔ اسی لئے وہ بری طرح سے دھاڑتے ہوئے اپنے سینے پیٹ رہے تھے۔ ٹارزن کے پاس نہ اس کا نیزہ تھا اور نہ ہی خنجر۔ ایک بن مانس کو تو اس نے خالی ہاتھوں مقابلہ کر کے ہلاک کر دیا تھا مگر اتنے بن مانسوں کا وہ کسی بھی طرح خالی ہاتھوں مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ شارجی دیوی کے کہنے کے مطابق یہ درندے اسے ہلاک تو

نہیں کریں گے مگر وہ اس کے ہاتھ پیر ضرور توڑ سکتے تھے تاکہ ٹارزن تین دن اور تین راتیں اسی جنگل میں پڑا رہے اور شارگی دیوی جیت جائے۔ شارگی دیوی کے شرط جیتنے کا مطلب تھا کہ ٹارزن کو ہر حال میں اس کا غلام بن کر رہنا ہوگا اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اس کا فرض بن جائے گا جو ٹارزن کو کسی طرح بھی قبول نہیں تھا۔

”کیوں ٹارزن۔ کیا سوچ رہے ہو۔“ اچانک ٹارزن کو پھر شارگی دیوی کی ہنستی ہوئی زہریلی آواز سنائی دی تو ٹارزن چونک پڑا۔ اس نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھیچ لئے تھے۔

”ارے تم تو ناراض ہو گئے۔ ایک بن مانس کو تم نے خالی ہاتھوں لڑ کر ہلاک کر دیا ہے۔ اب اتنے بن مانسوں کا کیا کرو گے۔ کیا ان کا بھی مقابلہ کرو گے۔“ شارگی دیوی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”آخر تم چاہتی کیا ہو۔“ ٹارزن نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا۔

”تمہاری شکست۔“ شارگی دیوی نے جواب دیا۔



”مگر کیوں۔ مجھے شکست دے کر تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔“ ٹارزن نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”تم میرے غلام بن جاؤ گے۔ میں تمہیں ہر قیمت پر اپنا غلام بنانا چاہتی ہوں۔“ شارگی دیوی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”آخر تم مجھے اپنا غلام کیوں بنانا چاہتی ہو۔“ ٹارزن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹارزن۔ ان جنگلوں میں میری حکمرانی تھی۔ اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ ان جنگلوں پر میرے علاوہ کوئی اور حکومت کرے۔“ شارگی دیوی نے جواب دیا۔

”نہیں۔ میں نہیں مانتا۔ بات کچھ اور ہے۔ تم یہ بات کہہ کر مجھے ٹال رہی ہو۔ دیکھو جو بات ہے سچ سچ بتا دو۔ ہو سکتا ہے میں خود ہی تمہاری مدد کو آمادہ ہو جاؤں۔“ ٹارزن نے کہا۔ اس بار اس نے اپنا لہجہ قدرے نرم رکھا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا مقابلہ ایک پراسرار طاقت سے ہے جو ایک بار بھی اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ اس سے شرط لگا کر وہ اس

کے سامنے پراسرار طاقتوں اور کبھی اصلی بن مانسوں کو لا رہی تھی تاکہ ٹارزن ان سے الجھتا رہے اور تین دن اور تین راتیں اسی طرح گزر جائیں اور ٹارزن اس سے شرط ہار جائے۔ شارگی دیوی سے شرط ہار جانے کا مطلب تھا کہ ٹارزن کو واقعی اس پراسرار طاقت کا غلام بننا پڑتا۔ وہ کسی کا غلام ہو یہ کیسے ممکن تھا اس لئے اس نے چالاکی اور عیاری سے شارگی دیوی سے اصل حقیقت اگلوانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

بن مانسوں کو شارگی دیوی اپنی پراسرار طاقتوں کے زور سے وہاں لائی تھی اور وہ بدستور دھاڑتے ہوئے سینہ کو بی کر رہے تھے۔ ٹارزن کو یہ بھی علم تھا کہ جب تک شارگی دیوی نہیں چاہے گی بن مانس اس پر حملہ نہیں کریں گے۔

”کیا تم مجھ سے شادی کرو گے۔“ شارگی دیوی نے اچانک کہا اور اس کی بات سن کر ٹارزن اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے کسی بن مانس نے اچانک اس کے سر پر پوری قوت سے مکہ مار دیا ہو۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔“ ٹارزن نے حیرت کی

زیادتی سے سچ بچ بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔
 شادگی دیوی سے وہ کسی اور بات کی توقع کر رہا تھا۔
 وہ شاید سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ شادگی دیوی اس سے
 اس طرح اچانک ایسی انوکھی اور انہونی بات کر سکتی
 ہے۔

”کیا تم مجھ سے شادی کرو گے۔“ شادگی دیوی نے
 رک رک کر اپنے الفاظ دوہراتے ہوئے کہا اور ٹارزن
 اپنی جگہ یوں ساکت ہو گیا جیسے شادگی دیوی نے اسے
 پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

”ہاں ٹارزن۔ میں تم سے شادی کرنے کے لئے
 تمہیں اپنا غلام بنانا چاہتی ہوں۔ اسی لئے میں نے
 جان بوجھ کر تم سے شرط لگائی تھی۔ میں جانتی تھی کہ تم
 ایک بار جو وعدہ کر لیتے ہو اسے ہر حال میں پوری
 طرح سے نبھاتے ہو۔ تم نے غصے اور پریشانی میں مجھ
 سے شرط لگائی تھی کہ اگر تم اس جنگل سے نکلنے میں
 کامیاب ہو گئے تو میں تمہاری کینز بن جاؤں گی اور تم
 مجھے ہلاک کر دو گے۔ میں نے بھی تم سے شرط لگا کر
 یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر تم شرط ہار گئے تو تمہیں یہاں

میرا غلام بن کر رہنا ہوگا۔ تمہیں شکست دینے اور اس
 جنگل میں روکنے کے لئے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔
 تین شیر اور ایک بن مانس کو تو تم نے ختم کر دیا ہے
 مگر ان بن مانسوں کا تم کسی بھی طرح مقابلہ نہیں کر
 پاؤ گے لیکن اگر تم ان بن مانسوں کا بھی خاتمہ کر لینے
 میں کامیاب ہو جاتے ہو تو یہ مت بھولو کہ میں ایک
 ساحرہ ہوں پراسرار طاقتوں کی مالک۔ میں اس سارے
 جنگل کو خونخوار اور خوفناک درندوں سے بھر دوں گی۔
 کس کس درندے کا تم مقابلہ کرو گے اور کب تک۔
 تین دن تین راتوں میں تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔
 میں قدم قدم پر تمہارے سامنے موت کا جال بچھا دوں
 گی۔ جس میں تم اس بری طرح سے پھنس جاؤ گے کہ
 میری مدد کے بغیر تم کچھ بھی نہیں کر پاؤ گے۔ اسی
 لئے میں تمہیں بار بار کہہ رہی ہوں کہ میری بات مان
 جاؤ اور اپنی شکست تسلیم کر لو۔ میرے غلام بن کر مجھ
 سے شادی کر لو یا پھر ویسے ہی مجھ سے شادی کرنے
 کے لئے راضی ہو جاؤ تو تم یہاں عیش و عشرت سے
 اپنی زندگی گزارو گے۔ تم جنگلوں کے دیوتا ہو گے اور

”کیا سوچ رہے ہو ٹارزن۔ تم نے میری بات کا جواب کیوں نہیں دیا۔“ اسے خاموش اور سوچ میں ڈوبا دیکھ کر شارگی دیوی نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

”کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو۔“ ٹارزن نے جلدی سے پوچھا۔ اس نے جنگل سے بھاگ نکلنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے اب وہ شارگی دیوی کو باتوں میں الجھانا چاہتا تھا۔

”اس لئے کہ تم بہادر ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تم ان جنگلوں کے بڑے سردار ہو۔“ شارگی دیوی نے جواب دیا۔

”تم غائب کیوں ہو۔ میرے سامنے آ کر بات کیوں نہیں کر رہی۔ کیا میرے سامنے آنے سے ڈرتی ہو یا تم بہت زیادہ بدصورت ہو۔“ ٹارزن نے کہا۔

”نہ میں تمہارے سامنے آنے سے ڈرتی ہوں اور نہ ہی میں بدصورت ہوں۔“ شارگی دیوی نے پھر غصے سے آتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سامنے آؤ۔ تب ہی میں فیصلہ کروں گا کہ تم سے شادی کرنی چاہئے یا نہیں۔“ ٹارزن نے

میں دیوی۔“ شارگی دیوی نے کہا اور اس کی بات سن کر ٹارزن کے دل و دماغ میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئیں۔ شارگی دیوی کی باتوں سے ٹارزن کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کتنی بڑی ساحرہ تھی۔ اس کا مسلسل ٹارزن کی نظروں سے غائب رہنا، ٹارزن کے مقابلے پر پہلے اپنی پراسرار طاقتوں کو شیر کے روپ میں لانا پھر اس کا ایک لمحے میں افریقی جنگل سے ایک خونخوار اور طاقتور بن مانس کو اس کے مقابلے میں لانا اور پھر ایک ساتھ بے شمار بن مانسوں کو افریقی جنگلوں سے ٹارزن کے سامنے لے آنا اس کی طاقتوں کی مثال تھی۔ وہ واقعی اسی طرح ٹارزن کے سامنے درندوں اور پراسرار طاقتوں کو کسی بھی روپ میں لا کر ٹارزن کو بری طرح سے الجھا سکتی تھی اور آسانی سے ٹارزن سے شرط جیت سکتی تھی۔

ٹارزن کو اب احساس ہو رہا تھا کہ اس نے خطرناک ساحرہ سے شرط لگا کر اور وعدہ کر کے کتنی بڑی حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ آکو بابا شاید اسی لئے اسے تاریک جنگل میں جانے سے منع کر رہے تھے۔

ٹارزن نے سر جھٹک کر کہا۔

”ہاں۔ آزما لو۔ جیسے ہی تم مجھ سے وعدہ کرو گے میرا وجود مجھے مل جائے گا اور میں اصلی حالت میں تمہارے سامنے آ جاؤں گی۔“ شارگی دیوی نے ٹارزن کے لہجے میں نیم رضامندی محسوس کر کے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری باتوں نے مجھے بری طرح سے الجھا دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں تمہیں کیا جواب دوں۔ کیا تم مجھے سوچنے کے لئے تھوڑا وقت دے سکتی ہو۔“ ٹارزن نے کہا۔

”تین دن اور تین راتوں کا وقت میں تمہیں پہلے ہی دے چکی ہوں۔“ شارگی دیوی نے کہا۔

”میں اپنے جنگل میں جانا چاہتا ہوں۔ وہاں میرے بچپن کے ساتھی ہیں۔ میں ان سے بھی مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے بغیر میں بھلا کیسے شادی کر سکوں گا۔“ ٹارزن نے کسی خیال سے کہا۔

”تمہیں جو سوچنا اور فیصلہ کرنا ہے اسی جنگل میں رہ کر کرنا ہے۔ ایک بار تم شادی کی مجھ سے حامی بھر

کہا۔

”میں تمہارے سامنے نہیں آ سکتی ٹارزن۔“ شارگی دیوی نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ آخر کیوں۔“ ٹارزن نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ مجھے ایک ساحر نے اپنی طاقتوں کے زور سے غائب کر رکھا ہے۔ وہ مجھ سے بہت بڑا ساحر ہے جس کے سحر کا توڑ میں خود نہیں کر سکتی۔ تم میرے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ کرو گے تو اس ساحر کے سحر کا اثر مجھ پر سے ختم ہو جائے گا اور میں خود ہی تمہارے سامنے ظاہر ہو جاؤں گی۔“ شارگی دیوی نے بات بناتے ہوئے کہا۔ ٹارزن کے دل و دماغ میں یکنخت خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئیں۔ اس نے شارگی دیوی کی باتوں سے صاف اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔

”ہونہ۔ تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ میں اگر تم سے ابھی اور اسی وقت شادی کرنے کا وعدہ کر لوں تو کیا تم اسی وقت میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ گی۔“

لو پھر میں تمہارے جنگل کے تمام ساتھیوں کو یہاں لے آؤں گی۔ مجھے دیکھنے کے بعد کوئی بھی تمہیں مجھ سے شادی کرنے سے انکار کا مشورہ نہیں دے گا۔
 شارگی دیوی نے کہا۔
 ”ہونہ۔ تو تمہیں خود پر اتنا غرور ہے۔“ ٹارزن نے ہونٹ سکڑ کر کہا۔

”ہاں۔“ شارگی دیوی نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
 ”دیکھو شارگی دیوی میرا اپنے جنگل میں جانا بہت ضروری ہے۔ میں یہ فیصلہ اپنے جنگل میں ہی جا کر کروں گا۔“ ٹارزن نے سر جھٹک کر کہا۔
 ”یہ نہیں ہو سکتا۔ تم اپنا ہر فیصلہ یہیں کرو گے۔ میں نے تمہارے جنگل میں جانے کے تمام راستے بنا کر دیئے ہیں۔ تم کسی بھی طرح اپنے جنگل میں نہیں جا سکتے۔ یہ جنگلی بن مانس اب تم پر حملہ نہیں کریں گے۔ مگر یہ ہر وقت اب تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تم پر نظر رکھیں گے۔ اگر تم نے کوئی شرارت کرنے چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو یہ تمہارے ہاتھ پیر تو دیں گے۔ تین دن اور تین راتیں تمہارے سوچنے۔“

لئے بہت ہیں۔ اگر تم انکار کرتے ہو تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ وقت پورا ہوتے ہی تم مجبور ہو جاؤ گے اس لئے بہتر ہے کہ اپنی مرضی، اپنی خوشی سے میرے ساتھ شادی کرنے کی حامی بھر لو۔“ شارگی دیوی کہتی چلی گئی۔

”ہونہ۔“ اس کی دھمکی آمیز باتیں سن کر ٹارزن نے نفرت سے ہنکارہ بھرا۔ اسی لمحے بن مانس غصیلے اور خونخوار انداز میں غرائے اور پھر وہ ٹارزن سے دور ہٹتے چلے گئے۔ شاید شارگی دیوی نے انہیں ٹارزن کے گرد سے گھیرا ختم کرنے کو کہہ دیا تھا۔ وہ کافی دور دور ہٹ گئے تھے مگر ان کی نظریں بدستور ٹارزن پر مرکوز تھیں اور ان کی آنکھوں اور چہرے پر بدستور خوفناک پن اور خونخواری دکھائی دے رہی تھی۔

”جاؤ ٹارزن۔ سارے جنگل میں گھومو پھرو۔ کھاؤ پیو اور آرام کرو اور خوب اچھی طرح سوچو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ جب تم کوئی فیصلہ کر لو تو تین بار میرا نام لے کر مجھے پکار لینا۔ میں تمہارے پاس آ جاؤں گی۔“ شارگی دیوی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹارزن

ساتھ چلنے لگ گئے۔

”ہونہ۔ یہ اس طرح میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔“
 ٹارزن غرایا۔ اس نے اچانک ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اس کے بھاگتے ہی بن مانس بھی اس کے ساتھ اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔ ٹارزن نے بھاگتے بھاگتے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور ایک درخت کی موٹی شاخ کو پکڑ لیا۔ اسی طرح وہ نہایت تیزی سے درخت کی اونچی سے اونچی شاخ پر پہنچ گیا اور پھر اس نے اس درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگا دی۔ پھر دوسرے سے تیسرے درخت پر اور اسی طرح وہ درختوں پر چھلانگیں مارتا ہوا نہایت تیزی سے سرحدی حصے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ بن مانس اسے درخت پر چھلانگیں لگاتے دیکھ کر زور زور سے چیخ رہے تھے اور نہایت تیزی سے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ مگر ٹارزن کی رفتار کا وہ مقابلہ نہیں کر پا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ٹارزن درختوں پر چھلانگیں مارتا ہوا ان سے بہت دور نکل گیا۔

جنگل کے کنارے پر پہنچ کر اسے رکنا پڑا کیونکہ

کچھ کہتا ایک زناٹے دار آواز آئی اور ٹارزن کو جیسے ہوا کا ایک تیز جھونکا چھو کر گزر گیا۔

”شارگی دیوی کیا تم نہیں ہو۔“ ٹارزن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن جواب میں شارگی دیوی کی آواز سنائی نہیں دی۔ ٹارزن نے دو تین بار شارگی دیوی کا پکارا مگر شارگی دیوی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تو ٹارزن کو یقین ہو گیا کہ شارگی دیوی وہاں سے جا چکی ہے۔ اس نے بن مانس کی طرف دیکھا۔ بن مانس اس کے چاروں طرف موجود تھے۔

”مجھے اس جنگل سے نکلنا ہے ہر صورت میں۔ آکو بابا سے اب میرا ملنا ضروری ہے۔ وہی مجھے اس پراسرار دیوی کے بارے میں اصل حقیقت بتا سکتے ہیں۔ آکو بابا کی مدد کے بغیر شاید میں اس پراسرار دیوی کا مقابلہ نہیں کر پاؤں گا۔“ ٹارزن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ سوچنے اور گھومنے پھرنے والے انداز میں قدم اٹھا رہا تھا۔ جیسے ہی وہ چلنا شروع ہوا اس کے گرد موجود بن مانس بھی اس کے

آگے ایک کھلا میدان آ گیا تھا۔ اس میدان میں موجود درخت غائب ہو چکے تھے اور کنارے پر درختوں کی ایک لمبی قطار نظر آ رہی تھی۔ جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے اور دور دور تک درختوں کی ایک دیوار بن گئی تھی اور وہ درخت اس قدر اونچے ہو گئے تھے کہ ان کے سرے دکھائی ہی نہیں دے رہے تھے درختوں کی اتنی طویل اور اس قدر اونچی دیوار دیکھ کر ٹارزن حیران رہ گیا۔ اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنے اونچے درخت اور اتنی عجیب و غریب دیوار نہیں دیکھی تھی۔ وہ درخت سے کود کر نیچے آ گیا اور آگے بڑھ کر ان درختوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ شارجی دیوی نے سارے راستے بند کر دیئے ہیں۔ وہ تو میری توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور خطرناک ہے۔“ ٹارزن نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔ اسی وقت بن مانس دوڑتے ہوئے وہاں آ گئے اور ٹارزن کے گرد اس کے محافظوں کی طرح کھڑے ہو گئے۔ ٹارزن کو ان بن مانس کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ بن مانس اس پر حملہ نہیں کریں گے۔ وہ

ہونٹ بھیج کر پلٹا اور تھکے تھکے انداز میں واپس جنگل کی طرف چل پڑا۔ بن مانس پھر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے تھے۔

ٹارزن آگے جا کر جیسے تھک ہار کر ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس کے دل و دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ اس بار پراسرار دیوی شارجی نے واقعی اسے مکمل طور پر بے بس کر دیا تھا۔ اسے تاریک جنگل میں قید کر کے اس نے واقعی ٹارزن کو شکست سے دوچار کر دیا تھا۔ ٹارزن اپنی کوششوں کے باوجود بھی اس جنگل سے نہ نکل سکا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور خونخوار بن مانس بھی اس کے سر پر موت کی طرح مسلط ہو گئے تھے۔ ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ وہ خالی ہاتھوں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

”سردار۔“ اچانک ٹارزن کو منکو کی آواز سنائی دی۔ ٹارزن نے چونک کر سر اٹھایا تو اسے اس درخت پر منکو دکھائی دیا جس کے نیچے وہ بیٹھا تھا۔

”اوہ۔ منکو تم ابھی تک یہیں ہو۔ نیچے آ جاؤ۔“ ٹارزن نے اسے دیکھ کر کہا۔

”سس۔ سردار یہ۔ بن مانس۔“ منکو شاید خونخوار بن مانسوں کو دیکھ کر گھبرا رہا تھا۔

”گھبراؤ نہیں یہ میرے محافظ بنے ہوئے ہیں۔ نیچے آ جاؤ۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔“ ٹارزن نے کہا۔

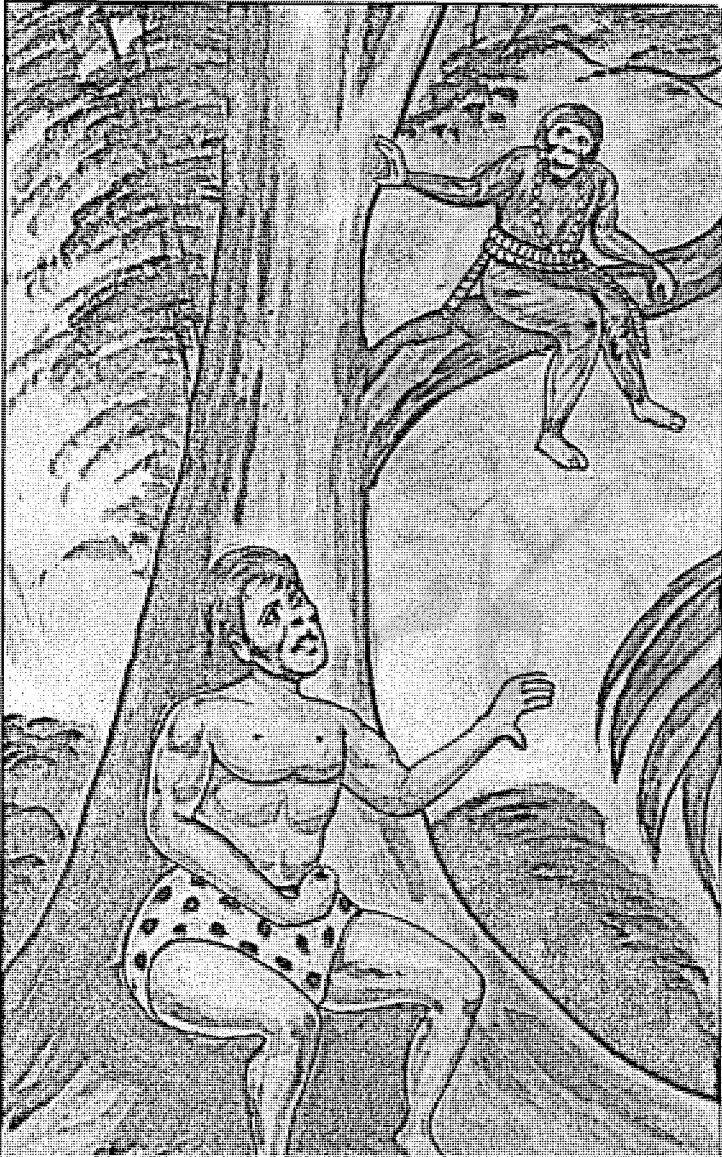
منکو ٹارزن کی جانب غور سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کیونکہ ٹارزن نے بے حد طنزیہ انداز میں بات کی تھی۔ منکو چند لمحے ٹارزن کو دیکھتا رہا۔ اسے ٹارزن کے چہرے پر شدید غصے کے ساتھ پریشانی اور الجھن بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ پھر منکو کود کر نیچے آ گیا۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ میں نے تمہیں واپس جنگل میں جانے کے لئے کہا تھا۔“ ٹارزن نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں واپس چلا گیا تھا سردار مگر.....“ منکو نے کہا۔

”مگر۔ مگر کیا۔ اگر تم واپس چلے گئے تھے تو پھر دوبارہ کیوں آئے ہو یہاں۔“ ٹارزن نے غصے سے کہا۔

”مجھے آکو بابا نے واپس بھیجا ہے سردار۔“ منکو نے



کہا تو ٹارزن واضح طور پر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”آکو بابا نے۔ اوہ کیا تم آکو بابا سے ملے تھے۔“
ٹارزن نے حیرت زدہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ تو منکو نے ٹارزن کو لکڑی کی گولیوں کی مالا اور ہنٹر دے کر ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔ جسے سن کر ٹارزن کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

منکو سے ساری حقیقت معلوم کر کے ٹارزن کا چہرہ شدید حیرت اور غصے سے بگڑ گیا تھا۔ شارگی دیوی کی اصلیت اس پر ظاہر ہو گئی تھی اور اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ شارگی دیوی اصل میں کون ہے اور وہ اس سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہے۔

”اوہ۔ اس بد بخت شارگی دیوی کے عزائم اس قدر بھیانک اور خوفناک ہیں۔“ ٹارزن نے غصے سے جڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں سردار۔ شارگی دیوی شیطان کی نانی ہے۔ آکو بابا چاہتے ہیں کہ اسے ہر حال میں فنا کر دیا جائے ورنہ وہ ہم سب کے لئے وبال جان بن جائے گی۔“
منکو نے کہا۔

”اور اس کو فنا کرنے کے لئے مجھے اس سے شادی کرنی ہوگی۔ یہی کہا ہے نا آکو بابا نے۔“ ٹارزن نے کہا۔

”شادی نہیں۔ شادی کی چند رسوم میں تمہیں اس کا ساتھ دینا ہوگا سردار۔ میں تمہیں ساری تفصیل بتا چکا ہوں۔ کہو تو دوبارہ بتا دوں۔“ منکو نے جلدی سے کہا۔ ”نہیں میں سمجھ گیا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔“ ٹارزن نے کہا۔ منکو نے آکو بابا کی دی ہوئی لکڑی کی گولیوں کی مالا اسے دے دی تھی جسے ٹارزن نے اپنے گلے میں ڈال لیا تھا اور ہنٹر ٹارزن نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ ٹارزن چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا۔“ اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر منکو نے جلدی سے پوچھا۔ ٹارزن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے زور سے ہنٹر کو جھٹک کر کھولا اور پوری قوت سے سامنے موجود ایک درخت پر دے مارا۔ شراب کی آواز کے ساتھ ہنٹر درخت کے تنے پر پڑا۔ ایک زور دار کڑا کا ہوا شعلہ سا چمکا اور تناور

درخت یلخت راکھ بن کر گرتا چلا گیا۔ اتنے بڑے اور تناور درخت کو ہنٹر کی ایک ضرب سے اس طرح راکھ ہوتے دیکھ کر ٹارزن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

”یہ کیا سردار۔ تم اپنا غصہ اس درخت پر کیوں نکال رہے ہو۔ اس درخت کو تم نے کیوں جلا دیا ہے۔“ منکو نے بھاگ کر ٹارزن کے قریب آ کر کہا۔ ”میں اس ہنٹر کی طاقت دیکھنا چاہتا تھا۔“ ٹارزن نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔ ”طاقت۔ کیا مطلب۔“ منکو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

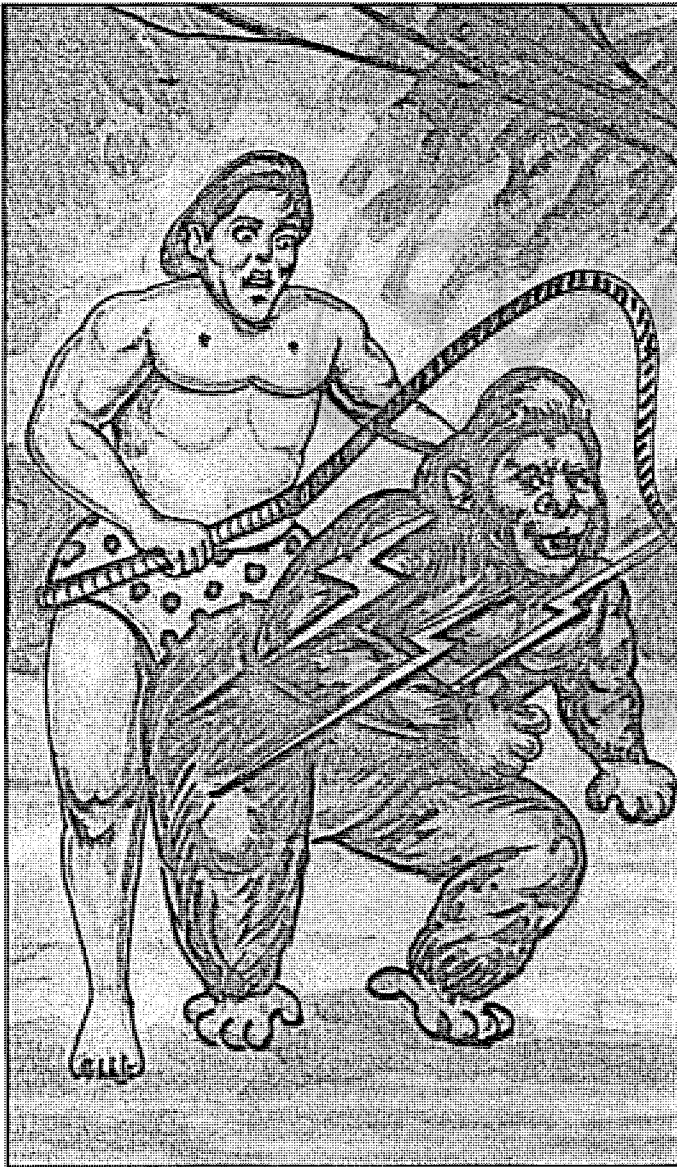
”ابھی بتاتا ہوں۔“ ٹارزن نے کہا اور ہنٹر لئے ہوئے بن مانسوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بن مانس ٹارزن کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ایک بار پھر غرانے لگے تھے۔“ ٹارزن ایک بن مانس کے قریب جا کر رک گیا۔ بن مانس ٹارزن کی جانب نہایت خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا اور وہ اپنے زرد نوکیلے دانت نکال کر نہایت خوفناک انداز میں غرا رہا تھا۔ ٹارزن

بھی اس کی جانب نفرت اور غضب بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

بن مانس بار بار پنچے بھیج رہا تھا اور دانت کلکنا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ٹارزن پر حملہ کر کے اس کے ٹکڑے اڑا دینا چاہتا ہو مگر کسی اندیکھی طاقت نے اسے روک رکھا ہو۔

ٹارزن نے اچانک ہنٹر لہرایا اور پوری قوت سے اس بن مانس کو مار دیا۔ اچانک ایک زور دار کڑا کا ہوا بن مانس کے جسم میں بجلی کی لہریں سی چمکیں اور دوسرے ہی لمحے وہ درخت کی طرح راکھ بن کر گرتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد بھیانک تھی۔ جیسے ہی بن مانس جل کر راکھ ہوا وہاں موجود دوسرے بن مانس زور زور سے چیخنے لگے اور نہایت خوفناک انداز میں اپنا سینہ پیٹنے لگے اور پھر جیسے کسی نے انہیں آزاد کر دیا ہو۔ وہ نہایت غضبناک انداز میں ٹارزن کی طرف دوڑ پڑے۔ ان کا انداز بے حد وحشیانہ اور خوفناک تھا۔

”آؤ۔ اب میں تم سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں



کو راکھ کا ڈھیر بنانا جا رہا تھا۔

بن مانسوں کی تعداد تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ ٹارزن برق کی طرح کوندتا ہوا ان پر ہنٹر برسا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ٹارزن نے ہنٹر مار مار کر ان تمام بن مانسوں کو جلا کر راکھ بنا دیا۔

”خس کم جہاں پاک“۔ تمام بن مانسوں کو جلا کر راکھ بنا دینے کے بعد ٹارزن نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے تیز زناٹے دار آواز آئی اور ٹارزن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس سے ہوا کا تیز جھونکا ٹکرایا ہو۔

”تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے ٹارزن۔ ان بن مانسوں کو مار کر تم کیا سمجھتے ہو کہ تم اس جنگل سے نکل جاؤ گے۔“ اچانک ٹارزن کی سماعت سے شارجی دیوی کی غضب بھری آواز سنائی دی۔

”اچھا ہوا شارجی دیوی تم آ گئیں۔ میں تمہیں آواز دینے ہی والا تھا۔“ شارجی دیوی کی آواز سن کر ٹارزن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں آ گئی ہوں۔ اب میں اس جنگل کو دنیا

چھوڑوں گا۔“ ٹارزن نے شراب شراب ہنٹر کو زمین پر مارتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی بن مانس حملہ کرنے کے لئے ٹارزن کے قریب آئے ٹارزن کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گیا۔ اس کا ہنٹر شراب شراب چلنے لگا اور جس بن مانس کو ہنٹر لگتا اس کے جسم میں بجلی کی لہریں سی چمکتیں اور وہ ایک لمحے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جاتا۔ بن مانس اپنے ساتھیوں کا یہ خوفناک حشر دیکھ کر بجائے خوفزدہ ہونے کے اور زیادہ خونخوار ہو گئے تھے اور انہوں نے ایک ساتھ ٹارزن پر ہلہ بول دیا تھا۔ ٹارزن ادھر ادھر چھلانگیں مارتے ہوئے خود کو نہ صرف ان کے حملوں سے بچا رہا تھا بلکہ ہنٹر گھماتے ہوئے انہیں بری طرح مارتے ہوئے انہیں جلا کر راکھ بنا رہا تھا۔

”جنگل ان درندوں کی دھاڑوں اور خوفناک چیخوں سے بری طرح سے گونج رہا تھا۔ ان کے حملوں میں بے پناہ شدت آگئی تھی مگر اب ٹارزن بھی خالی ہاتھ نہیں تھا۔ آکو بابا کا دیا ہوا انوکھا ہنٹر اس کے ہاتھ میں تھا جس کی ایک ہی ضرب سے وہ ان بن مانسوں

ظاہر ہو جاؤں گی۔ کیوں یہ کیوں پوچھ رہے ہو تم۔“
اس بار اس کے لہجے میں قدرے نرمی آ گئی تھی۔

”شارگی دیوی۔ اگر میں تم سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو جاؤں تو تم مجھ سے کس طرح شادی کرو گی۔ میرا مطلب ہے تم شادی کے لئے کون کون سی رسمیں پوری کرو گی۔“ ٹارزن نے پوچھا۔

”تم شادی کے لئے حامی بھرو گے تو میں اسی وقت تمہارے سامنے ظاہر ہو جاؤں گی پھر میں تمہیں پجاری پاسوگ کے پاس لے جاؤں گی۔ وہ ہم دونوں کو ایک بت کے سامنے لے جائے گا اور ہمیں پجاری پاسوگ کے سامنے چند قسمیں کھانا ہوں گی۔ اس طرح ہماری شادی ہو جائے گی۔ ہاں شادی کے فوراً بعد ہمیں اس جنگل کے شمال میں موجود ایک پرانے کھنڈر میں جانا ہوگا۔ اس کھنڈر کو میں اپنی طاقتوں سے شاندار نخل میں تبدیل کر دوں گی۔ ہمیں پورا ایک سال اس محل میں رہنا ہوگا۔ وہاں ہم ایک خاص قسم کی پوجا کریں گے۔ ایک سال بعد ہم دونوں عظیم طاقتوں کے مالک بن جائیں گے پھر ہم دونوں مل کر ان جنگلوں

بھر کے خوفناک اور خونخوار درندوں اور ہیبت ناک عفریتوں سے بھر دوں گی۔ دیکھتی ہوں تم ان کو کیسے ہلاک کرتے ہو۔“ شارگی دیوی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”ارے ارے غصے میں کیوں آ رہی ہو شارگی دیوی۔ اب تمہیں یہاں کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ ٹارزن نے جلدی سے کہا۔

”مگر۔ کیوں ضرورت نہیں ہے۔“ شارگی دیوی نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں اپنا فیصلہ سنانا چاہتا ہوں۔“ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسا فیصلہ۔“ شارگی دیوی کے غصے میں ذرا بھی کمی نہیں آئی تھی۔

”پہلے یہ بتاؤ اگر میں تم سے شادی کرنے کی حامی بھر لوں تو کیا تم واقعی میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ گی۔“ ٹارزن نے پوچھا۔

”ہاں۔ مجھ پر کئے گئے سحر کا آدھا اثر ختم ہو جائے گا اور میں انسانی شکل و صورت میں تمہارے سامنے

پر حکومت کریں گے۔ تمام جنگلوں کے قبیلے اور جانور ہمارے تابع ہو جائیں گے۔ ہماری زندگیاں بھی طویل ہو جائیں گی اور ہم کبھی بوڑھے بھی نہیں ہوں گے۔“
 شارگی دیوی نے کہا۔ اس کا انداز صاف لالچ دینے والا تھا۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ان معمولی رسموں کے مطابق شادی کریں۔“ ٹارزن نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہو۔“ شارگی دیوی کی بری طرح چوکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پہلے میرے سوال کا جواب دو۔“ ٹارزن نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ کوئی ضروری نہیں۔ تم مجھ سے اپنی مرضی اور اپنی رسموں کے مطابق بھی شادی کر سکتے ہو۔ مگر شادی کے بعد ہمارا اس کھنڈر میں ایک سال گزارنا بہت ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو جس ساحر نے مجھے غائب کر رکھا ہے اس کا سحر پھر چل جائے گا اور اس بار وہ میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی فنا کر دے

گا۔“ شارگی دیوی نے جلدی سے کہا۔
 ”شادی کے بعد تم مجھے کھنڈر میں رکھو یا محل میں لیکن شادی میری مرضی اور میرے جنگل کی رسموں کے مطابق ہو گی۔ ان رسموں کے مطابق میں شادی اسی تاریک جنگل میں کروں گا۔ یہ شادی سیاہ جلاذ وحشیوں اور پجاری پاسوگ کی موجودگی میں ہو گی۔ ایک جگہ ہمیں ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ جلانا ہو گی۔ اس آگ کے گرد ہم دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر تین چکر لگائیں گے اور پھر میں اپنے گلے میں موجود لکڑی کے موتیوں کی مالا تمہارے گلے میں ڈال دوں گا۔ اس کے بعد ہم پھر آگ کے گرد تین چکر لگائیں گے۔ اس طرح ہم دونوں کی شادی مکمل ہو جائے گی پھر ہم اسی وقت اس کھنڈر کی طرف روانہ ہو جائیں گے جہاں ہمیں پورا ایک سال گزارنا ہے۔ بولو۔ کیا تم میری ان رسموں کے مطابق مجھ سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو۔“ ٹارزن نے کہا۔

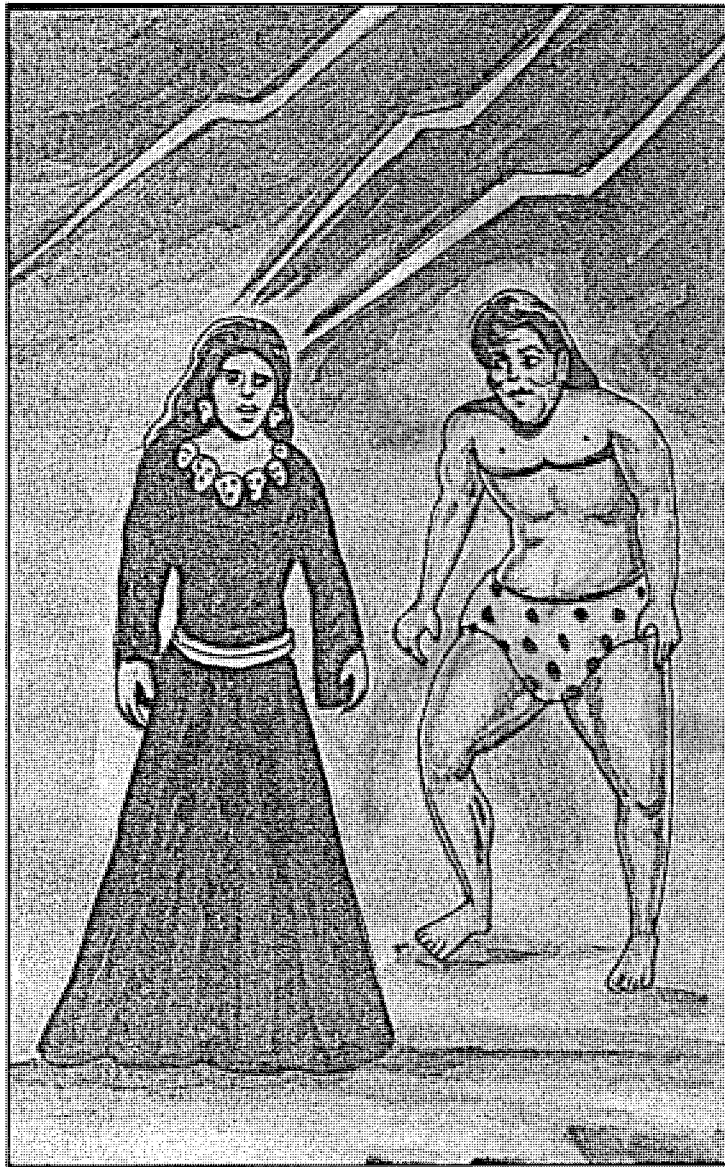
”ہاں ہاں میں تیار ہوں۔ بالکل تیار ہوں۔ تم جیسا کہو گے بالکل ویسا ہی ہوگا۔“ شارگی دیوی نے خوش

ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پھر مجھے تم سے شادی کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے شارگی دیوی۔“ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے رضا مند ہو گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ ٹارزن تین بار میرا نام لے کر کہو کہ تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو۔ جلدی کرو۔ جیسے ہی تم یہ الفاظ دوہراؤ گے میں تمہارے سامنے ظاہر ہو جاؤں گی۔“ شارگی دیوی نے مسرت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

”میں شارگی دیوی سے جو ان جنگلوں کی دیوی ہے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔“ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسے ہی تین بار یہ الفاظ دوہرائے یکھت زور زور سے بجلی کڑکنے لگی۔ بجلی کے کڑکنے کے ساتھ ساتھ بادلوں کی گھن گرج کی بھی آوازیں آنے لگی تھیں اور پھر اچانک ایک زور دار کڑاکا ہوا۔ ٹارزن کے سامنے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک شعلہ سا چمکا اس میں سے سیاہ دھواں اٹھا اور



اچانک ٹارزن کے سامنے ایک عورت نمودار ہو گئی۔
اس عورت پر نظر پڑتے ہی ٹارزن بوکھلا کر کئی قدم
پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ ٹارزن نے چہرے پر یکنخت انتہائی
بوکھلاہٹ اور سراسیمگی طاری ہو گئی تھی۔

وہ سیاہ رنگ کی ایک انتہائی بدصورت اور خوفناک
عورت تھی۔ اس عورت نے سیاہ رنگ کا لباس پہن
رکھا تھا۔ اس کے بال سیاہ مگر کچھڑی بنے ہوئے تھے۔
آنکھیں بڑی بڑی اور گول تھیں جو زرد تھیں۔ موٹی اور
بھدی ناک آگے کو ابھی ہوئی تھی اور اس کے ہونٹ
بھی بے حد موٹے تھے۔ اس کے ہاتھ اور پیر بے حد
پتلے اور مڑے ہوئے تھے۔ اس عورت کے گلے میں
چھوٹی چھوٹی انسانی کھوپڑیوں کی ایک مالا تھی۔ وہ شکل
و صورت سے ایک بھیانک چڑیل نظر آ رہی تھی جس
پر نظر پڑتے ہی ٹارزن بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا
تھا۔

”میں ظاہر ہو گئی۔ میں ظاہر ہو گئی۔ اوہ۔ اوہ۔

مجھے انسانی جسم بھی مل گیا ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں انسانی روپ میں آ گئی ہوں۔“ بد صورت چڑیل نما عورت نے خوشی سے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ نہایت مسرت بھرے انداز میں زور زور سے قہقہے لگانے لگی۔ وہ پاگلوں کی طرح اپنے جسم کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھ رہی تھی۔ جیسے اسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی انسانی روپ میں آ چکی ہے۔

”تت۔ تم شارگی دیوی ہو۔“ ٹارزن نے اس کی جانب الجھی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”شارگی دیوی۔ ہاں ہاں میں شارگی دیوی ہوں ٹارزن۔ دیکھو میں انسانی روپ میں آ گئی ہوں۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔

بہت خوش۔“ شارگی دیوی نے مسرت بھرے انداز میں ٹارزن کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔“ ٹارزن کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس نے پلٹ کر اس درخت کی جانب دیکھا جہاں منکو چھپا بیٹھا تھا۔ منکو بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شارگی دیوی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہا

تھا۔

”کیوں ٹارزن۔ دیکھا میرا حسن۔ میں نے کہا تھا نا کہ میرے ظاہر ہونے کے بعد تم اور تمہارے جنگل کے ساتھیوں کو میری اور تمہاری شادی پر کوئی افسوس نہیں ہوگا۔“ شارگی دیوی نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تمہارا حسن دیکھ کر واقعی میری آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔“ ٹارزن نے ایک طویل سانس لے کر بے چارگی کے عالم میں کہا۔ ٹارزن کی بات سن کر منکو بے اختیار کھی کھی کرنے لگا تھا۔

”تو آؤ۔ ہم آج بلکہ ابھی شادی کریں گے۔“ شارگی دیوی نے کہا۔

”چلو۔“ ٹارزن نے منکو کی جانب گھورتے ہوئے بے چارگی کے عالم میں کہا جو مسلسل کھی کھی کر رہا تھا۔ شارگی دیوی نے ٹارزن کا ہاتھ پکڑا اور اسے لئے ہوئے جنگل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

مسلل کچھ پڑھ رہا تھا اور ان کے گرد چاروں طرف سیاہ جلاد وحشی بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں ان کا سردار جوشاما بھی موجود تھا۔ سردار جوشاما بے حد غصے میں نظر آ رہا تھا۔ وہ ٹارزن کی جانب انتہائی غصیلی اور نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے وہاں زبردستی بیٹھنے پر مجبور کیا گیا ہو ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ٹارزن کی اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں اڑا دیتا۔

شارگی دیوی ٹارزن کو غار میں موجود پجاری پاسوگ کے پاس لے گئی تھی۔ اس نے پجاری پاسوگ کو بتایا کہ وہ اصلی حالت میں آ چکی ہے اور ٹارزن اس سے شادی کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا ہے تو پجاری پاسوگ بے حد خوش ہوا۔ اس نے ہی جا کر سردار جوشاما اور اس کے ساتھیوں کو اس شادی کے لئے تیار کیا تھا۔ پجاری پاسوگ نے ان وحشیوں اور سردار جوشاما کو بتا دیا تھا کہ شارگی دیوی اس جنگل میں آ چکی ہے اور اس نے ٹارزن سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پہلے تو سردار جوشاما بہت چیخا چلایا۔ اس

سیاہ جھیل سے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک الاؤ جل رہا تھا۔ یہ آگ ایک بہت بڑے گڑھے میں جلائی گئی تھی۔ آگ کی تیز روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ایک طرف ٹارزن اور شارگی دیوی ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ارد گرد پھول ہی پھول بکھرے ہوئے تھے۔

آگ صندل کی لکڑیوں سے جلائی گئی تھی جس کی سوندھی سوندھی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

ٹارزن اور شارگی دیوی کے جسموں پر بھی پھولوں کے بے شمار ہار نظر آ رہے تھے۔ ان سے کچھ فاصلے پر پجاری پاسوگ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک اونچے پتھر پر بیٹھا تھا اور آگ کی طرف منہ کئے آنکھیں بند کر کے

سے وہ انسانی روپ میں آ گئی تھی اور اب ٹارزن کی ہی وجہ سے اسے ہمیشہ کی زندگی ملنے والی تھی۔ پہلے وہ ان جنگلوں میں موجود چند قبیلوں کی دیوی تھی۔ اب ان جنگلوں میں بے شمار قبیلے تھے یہی نہیں دور نزدیک اور بھی بڑے بڑے جزیرے اور جنگل موجود تھے جو وحشی قبیلوں سے بھرے ہوئے تھے۔ صرف ایک سال کے انتظار کے بعد شارجی دیوی ان تمام جزیروں، جنگلوں اور قبیلوں کی دیوی بننے والی تھی۔ اب اس دنیا میں ایسی کوئی ہستی موجود نہیں تھی جو پھر اسے بدروح بنا کر قید کر دیتی یا اسے فنا کر دیتی۔ یہی وجہ تھی کہ شارجی دیوی خوشی سے کھلی پڑ رہی تھی۔ آگ کی سرخی میں اس کا چہرہ اور زیادہ سیاہ اور بھیانک دکھائی دے رہا تھا۔ ٹارزن کو اس کے قریب بیٹھنے سے گھن آ رہی تھی مگر اس وقت وہ شارجی دیوی کی وجہ سے مجبور تھا۔ وہ شارجی دیوی پر کسی قسم کا شبہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کا کیا حشر کرنے والا ہے۔

آکو بابا کی دی ہوئی لکڑی کی مالا بدستور ٹارزن کے گلے میں موجود تھی۔ ہنر بھی ٹارزن کے پاس تھا

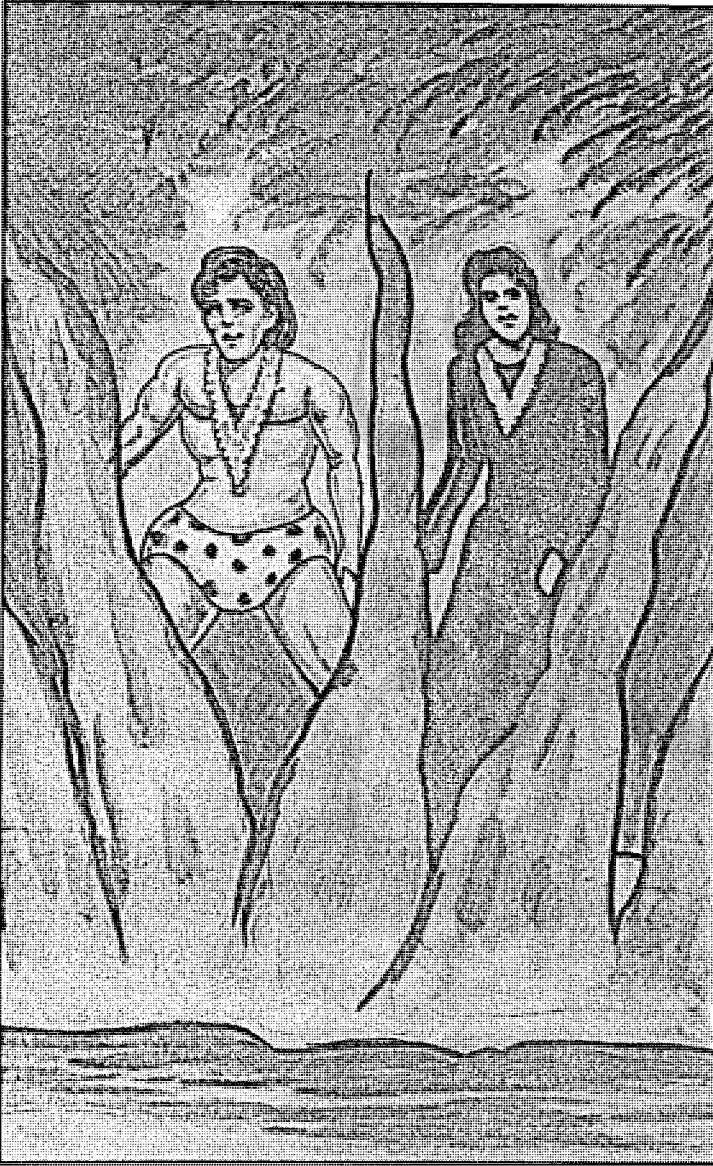
نے پجاری پاسوگ کی بات ماننے سے انکار کر دیا مگر جب اس کے سامنے شارجی دیوی آئی اور اس نے سردار جوشاما کو اپنی طاقتوں کا نمونہ دکھایا تو سردار جوشاما کو یقین آ گیا کہ وہ واقعی شارجی دیوی ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو وہاں بلا کر شارجی دیوی کے سامنے سر جھکا دیا لیکن اس کے باوجود وہ ٹارزن کو خشمگیں نگاہوں سے گھور رہا تھا جبکہ تمام وحشیوں کے ہاتھوں میں پھولوں کی پیتیاں موجود تھیں۔ وہ دلچسپی سے ٹارزن اور شارجی دیوی کو دیکھ رہے تھے۔ اگر شارجی دیوی ٹارزن سے شادی نہ کر رہی ہوتی تو سردار جوشاما لازمی طور پر ٹارزن کو دیکھ کر اس پر دھاوا بول دیتا اور ٹارزن کو ہر قیمت پر موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ جس کی وجہ سے اس سے اس کی پراسرار طاقتیں چھین لی گئی تھیں۔ اب ٹارزن اس کے سامنے بیٹھا تھا لیکن سوائے خاموش بیٹھے رہنے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

شارجی دیوی بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ وہ مسکرا مسکرا کر ٹارزن کی جانب دیکھے جا رہی تھی۔ ٹارزن کی وجہ

جسے اس نے دائیں ہاتھ میں لپیٹ رکھا تھا۔

”ٹارزن اور شارگی دیوی۔ اب تم دونوں کھڑے ہو جاؤ۔“ اچانک پجاری پاسوگ نے آنکھیں کھول کر ٹارزن اور شارگی دیوی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو شارگی دیوی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ٹارزن نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ٹارزن۔ پہلے تم اپنی رسمیں پوری کر لو پھر تم میرے پاس آنا۔ میں تم دونوں کے ہاتھوں پر شادی کا تلک لگاؤں گا۔ شادی کا تلک لگائے بغیر تم دونوں کی شادی مکمل نہیں ہوگی۔ شادی کا تلک لگا کر تم دونوں کھنڈر کی طرف چلے جانا۔ میں اپنے غار میں واپس چلا جاؤں گا۔ تمہیں ایک سال تک اس کھنڈر میں رہنا ہوگا۔ میں بھی ایک سال تک غار میں رہ کر پوجا کروں گا۔“ پجاری پاسوگ نے بے حد دنگ لہجے میں کہا اور اٹھ کر پتھر پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بھی دونوں ہاتھوں میں سرخ پھولوں کی پیتیاں نظر آ رہی تھیں۔ اس کے اٹھتے ہی تمام وحشی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پجاری پاسوگ کے اشارے پر آگ کے گرد



کے چہرے پر اسے کوئی تاثر دکھائی نہیں دیا۔ شاید اسے ٹارزن کے پراسرار انداز پر شک ہو گیا تھا۔ وہ ٹارزن کی جانب تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔ جیسے وہ ٹارزن کے ذہن کو پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

”کیا ہوا۔ کیا سوچ رہی ہو“۔ ٹارزن نے اس کی جانب مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں“۔ شارگی دیوی نے سر جھٹک کر کہا اور آگ کی طرف منہ کر کے زور زور سے کہنے لگی۔

”میں ٹارزن کی بیوی ہوں۔ میں ٹارزن کی بیوی ہوں“۔

”دیوی پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرو“۔ ٹارزن نے وحشیوں کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو وحشیوں نے اس پر پھولوں کی پتیاں برسانا شروع کر دیں۔ ٹارزن نیزے کو دھیرے دھیرے گھمانے لگا پھر اچانک اس نے اپنا جسم تیزی سے موڑا اور نیزے کو پوری قوت سے پجاری پاسوگ کی طرف کھینچ مارا۔ نیزے کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پجاری پاسوگ بری طرح سے بوکھلا گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ نیزے سے بچنے کے لئے

دارہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔

”مجھے ایک نیزہ دو“۔ ٹارزن نے ایک وحشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نیزہ۔ وہ کس لئے“۔ شارگی دیوی نے چونک کر پوچھا۔

”میں دولہا ہوں اور اپنی شان بڑھانے کے لئے میں نیزہ ہاتھ میں لینا چاہتا ہوں“۔ ٹارزن نے سنجیدگی سے کہا۔ شارگی دیوی نے پجاری پاسوگ کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شارگی دیوی نے ایک وحشی کو اشارہ کیا تو اس وحشی نے آگے بڑھ کر نہایت مؤدبانہ انداز میں ٹارزن کو نیزہ دے دیا۔ ٹارزن نے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہنٹر کو بھی کھول لیا تھا۔

”شارگی دیوی آگ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ اور سو بار کہو کہ میں ٹارزن کی بیوی ہوں“۔ ٹارزن نے شارگی دیوی کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگ کے گڑھے کے قریب کرتے ہوئے کہا۔ شارگی دیوی نے ایک لمحے کے لئے ٹارزن کی جانب دیکھا مگر ٹارزن

پتھر پر سے چھلانگ مار دیتا۔ نیزہ اس کے سینے میں گھس کر اس کی پسلیاں توڑتا ہوا عین اس کے دل میں جا گھسا تھا۔ پجاری پاسوگ کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخ بے حد دردناک اور ہولناک تھی۔

پجاری پاسوگ کو نیزہ مارتے ہی ٹارزن دائیں طرف دوڑتا چلا گیا۔ دائیں طرف دو بڑی بڑی چٹانیں تھیں۔ ٹارزن ان چٹانوں کی طرف بھاگ رہا تھا جیسے وہ ان چٹانوں سے نکل کر وہاں سے دور بھاگ جانا چاہتا ہو۔ اسے بھاگتے دیکھ کر شارگی دیوی جو بے حد غصے میں آ گئی تھی فوراً غائب ہو گئی۔ ایک سیاہ وحشی بجلی کی سی تیزی سے ٹارزن کی طرف لپکا۔ ٹارزن بھاگا تو منکو بھی اس کے پیچھے لپکا۔ ٹارزن ابھی چٹانوں کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے چٹان کے پیچھے شارگی دیوی کا بدلا ہوا روپ نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ سنہرا تھا جس سے تیز روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر ٹارزن وہیں رک گیا۔ اسی لمحے سیاہ فام وحشی بھاگتا ہوا چٹان کے پاس آ گیا۔ دوسری طرف سے ایک اور گنجا وحشی اچھل کر چٹان پر آ گیا۔ اس سے

پہلے کہ وہ ٹارزن کو پکڑتے اسی لمحے چٹان کے پیچھے شارگی دیوی کے چہرے نے ٹارزن کی طرف پھونک ماری تو اچانک ٹارزن کے جسم پر ایک نیلے رنگ کا ناگ نمودار ہو کر تیزی سے اس کے جسم پر لپکتا چلا گیا۔ ناگ دیکھ کر سیاہ فام وحشی بوکھلا کر چٹان سے چپک گیا جبکہ منکو چھلانگ لگا کر چٹان پر چڑھا اور وہیں دبک کر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف سے آنے والا گنجا وحشی بھی وہیں رک گیا تھا۔

ناگ دیکھ کر ٹارزن نے فوراً ہاتھ بڑھائے اور اپنے گرد لپٹنے والے ناگ کو پکڑ لیا۔ ناگ بری طرح سے پھنکار رہا تھا اور ٹارزن کے گرد اپنے بل ڈال کر ٹارزن کی پسلیاں توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے ہی ٹارزن نے اسے پکڑا ناگ نے اپنا سر گھمایا اور اپنا منہ کھول کر ٹارزن کے چہرے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی ناگ کا منہ ٹارزن کے چہرے کے پاس آیا ٹارزن نے ناگ کا جسم چھوڑ کر اس کی گردن پکڑ لی۔ ناگ اس کے ہاتھوں سے اپنی گردن چھڑانے کے لئے زور لگانے لگا لیکن وہ بھلا ٹارزن سے اپنی گردن کیسے

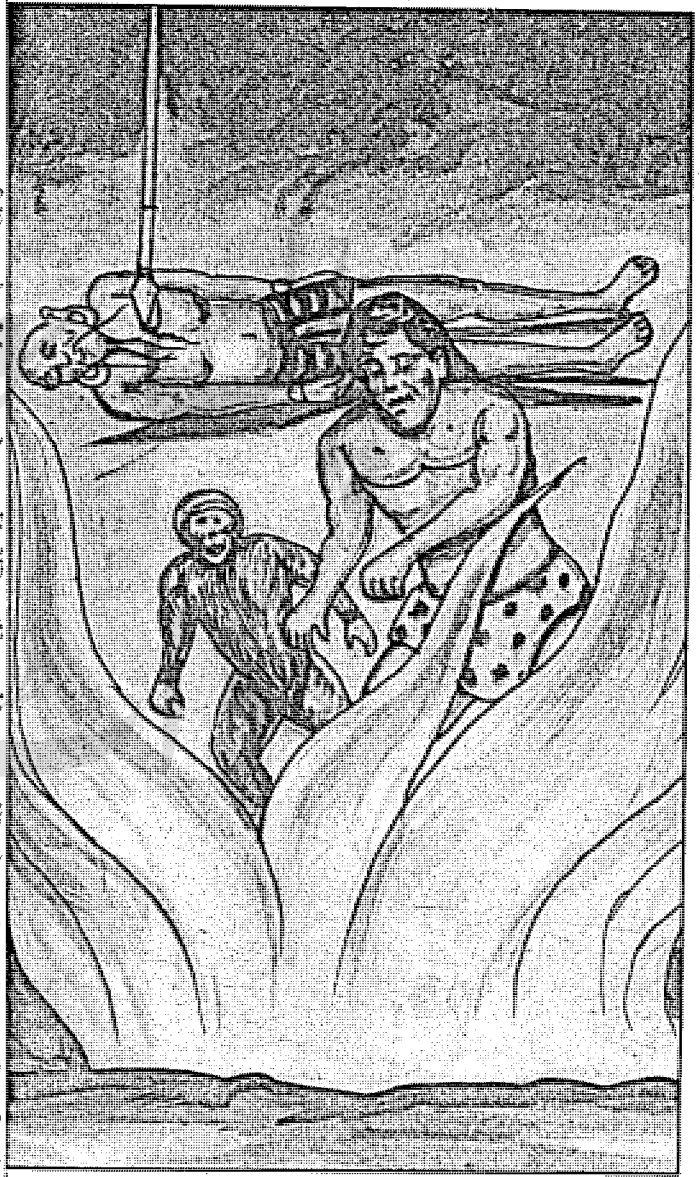
اٹھایا اور اسے پوری قوت سے شارگی دیوی کی طرف اچھال دیا۔ پتھر ٹھیک شارگی دیوی سے سر سے ٹکرایا۔ شارگی دیوی کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اپنی اصلی شکل میں نمودار ہو کر دھڑام سے نیچے آ گری اور بے ہوش ہو گئی۔ سیاہ فام اور گہنچے وحشی نے جو نارزن کو شارگی دیوی کو اس طرح گراتے دیکھا تو وہ تیزی سے اس کی طرف جھپٹے لیکن نارزن اس وقت غصے میں تھا وہ ان دونوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑا اور اس نے دونوں وحشیوں کو ہلاک کر دیا۔ وحشیوں کو ہلاک کرتے ہی نارزن اس طرف بڑھا جہاں شارگی دیوی پتھر سے زخمی ہو کر بے ہوش ہو کر گری تھی۔ نارزن نے اسے اٹھایا اور اسے لے کر آگ کے گڑھے کے پاس آ گیا اور پھر اس نے انتہائی بے رحمی سے شارگی دیوی کو گڑھے میں پھینک دیا۔ گڑھے میں گرتے ہی شارگی دیوی کو ہوش آ گیا اور خود کو آگ کے گڑھے میں دیکھ کر بری طرح سے چیخنے لگی لیکن اس وقت تک اس کے لباس کو آگ لگ چکی تھی۔

چھڑا سکتا تھا۔ ناگ نے اپنا جسم نارزن کے گرد لپیٹ رکھا تھا اس نے نارزن کو جھٹکا دیا تو نارزن ناگ سمیت نیچے گر گیا۔ نیچے گرتے ہی جیسے نارزن کو موقع مل گیا۔ اس نے فوراً زور لگا کر ناگ کا سر زمین سے لگایا اور پھر اس کے ہاتھ اس تیزی سے حرکت میں آئے کہ ناگ کا سر کھردری زمین پر گھسٹتا ہوا کنتا چلا گیا۔ ناگ بری طرح سے پھنکارتے ہوئے تڑپ رہا تھا مگر نارزن کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ وہ تیزی سے ناگ کا سر زمین سے رگڑ رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ناگ کا سر غائب ہوتا جا رہا تھا اور زمین پر خون اور ناگ کے سر کے ٹکڑے پھیلنے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں ناگ ہلاک ہو گیا اور ناگ کے ہلاک ہوتے ہی اس کے نارزن کے گرد کسے ہوئے بل کھلتے چلے گئے۔

ناگ کو نیچے گراتے ہی نارزن نے پلٹ کر شارگی دیوی کی طرف دیکھا جو اسے نہایت غصیلی نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ نارزن پر کوئی اور وار کرتی۔ نارزن نے زمین پر پڑا ہوا ایک بھاری پتھر

وہ آگ میں جلتی ہوئی انتہائی ہولناک انداز میں
 جِج رہی تھی اور گڑھے سے نکلنے کے لئے بری طرح
 سے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ ٹارزن نے اپنی نگرانی
 میں وحشیوں سے یہ گڑھا خاصا گہرا تیار کرایا تھا۔
 شارگی دیوی چیختی ہوئی اچھل رہی تھی۔ وہ کسی طرح
 آگ کے گڑھے سے باہر نکلنا چاہتی تھی مگر گڑھا گہرا
 ہونے کی وجہ سے وہ کسی بھی طرح گڑھے سے باہر نہ
 نکل سکی تھی۔ اس نے گڑھے میں ادھر ادھر بھاگنا
 شروع کر دیا۔ اس کی چیخیں اور زیادہ تیز اور خوفناک
 ہو گئی تھیں۔

یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور تیزی سے ہو گیا
 تھا کہ سردار جوشاما اور اس کے ساتھیوں کو کچھ سوچنے
 سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر
 آگ میں گھری ہوئی شارگی دیوی کو دیکھ رہے تھے جو
 آگ کی لپیٹوں میں گھری بری طرح سے اچھل کر
 رہی تھی۔ پھر وہ دھم سے گری اور پھر چند لمحے بری
 طرح ہاتھ پیر مارنے کے بعد وہ ساکت ہو گئی۔ اس
 کی ہولناک اور اذیت ناک چیخیں آہستہ آہستہ دم توڑتی



چلی گئیں اور پھر اس کا جسم جل جل کر راکھ ہوتا چلا گیا۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا نارزن۔ تم نے پجاری پاسوگ کو بھی ہلاک کر دیا اور شارگی دیوی کو بھی آگ میں دھکیل دیا ہے۔“ سردار جوشاما کو جیسے اچانک ہوش آ گیا۔ اس نے بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نارزن کو دیکھتے ہوئے یہ جملہ کہا تھا۔

”ہاں۔ ان دونوں کو میں نے ختم کر دیا ہے۔ اب تم لوگوں کی باری ہے۔ تم لوگوں نے جس طرح میرے جنگل میں آ کر جلاد پن کا مظاہرہ کیا تھا۔ معصوم اور بے گناہ قبیلے والوں کو ہلاک کیا تھا میں تم سے ان کا بدلہ لوں گا۔“ نارزن نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تمہاری اوقات کہاں کہ تم ہم سے بدلہ لے سکو۔ تم نے پجاری پاسوگ اور شارگی دیوی کو دھوکے سے ہلاک کیا ہے۔ میں تم سے ان کی موت کا انتقام لوں گا۔ میرا جسم فولادی ہے اور اس میں زہر ہی زہر بھرا ہوا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی شوکار طاقت

کا میں مالک ہوں۔ میں تمہیں کسی معمولی مکوڑے کی طرح کچل کر رکھ دوں گا۔“ سردار جوشاما نے زخمی بھیڑیے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

”اور میں تمہیں اور تمہاری شوکار طاقت کو اس آگ میں زندہ جلا دوں گا۔“ نارزن نے بھی شیر کی طرح گرج کر کہا۔

”تمہاری وجہ سے میں پراسرار طاقتوں سے محروم ہو گیا تھا نارزن۔ میں تمہیں پہلے ہی ہلاک کر ڈالتا مگر پجاری پاسوگ اور شارگی دیوی کے حکم کے آگے میں مجبور ہو گیا تھا۔ اب تم نے ان دونوں کو ہلاک کر کے مجھے یہ موقع فراہم کر دیا ہے تمہیں میں اکیلا اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ پیچھے ہٹ جاؤ تم سب اور خبردار کوئی آگے آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یہ لڑائی میری اور صرف نارزن کی ہو گی۔“ سردار جوشاما نے جوشیلے لہجے میں پہلے نارزن سے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ نارزن نے آگ میں دیکھا۔ شارگی دیوی اب مکمل طور پر جل کر راکھ ہو چکی تھی۔

ٹارزن کی نظریں سردار جوشاما پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی سردار جوشاما نے اس پر حملہ کیا اور اسے نیزہ مارنا چاہا ٹارزن بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ سردار جوشاما اس سے پہلے کہ اپنی جھونک میں آگے نکلتا یا ٹارزن نیزہ گھما کر اسے مارتا اس نے تیزی سے راستے میں ہی اپنا رخ موڑ لیا اور پھر ٹارزن اور سردار جوشاما کے درمیان نیزوں کے ساتھ نہایت خوفناک اور خونریز لڑائی شروع ہو گئی۔

سردار جوشاما نیزہ بازی میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا۔ وہ ٹارزن پر پینترے بدل بدل کر حملہ کر رہا تھا مگر اس کے مقابلے میں کوئی عام انسان نہیں تھا۔ جنگلوں کا سردار ٹارزن جو بچپن سے نیزوں سے کھیلتا

سردار جوشاما کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اس نے ایک وحشی کو اشارہ کیا تو اس نے اپنا نیزہ ٹارزن کی طرف اچھال دیا۔ جسے ٹارزن نے فضا میں ہی دبوچ لیا تھا۔ ”میرے پاس شوگار طاقت ہے ٹارزن۔ تمہیں غلطی سے میری ایک انگلی بھی چھو گئی تو تم ایک لمحے میں ہلاک ہو جاؤ گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ جنگ کرو۔ تاکہ مرنے کے بعد تم یہ نہ کہہ سکو کہ میں نے تمہیں لڑنے کا موقع نہیں دیا۔“ سردار جوشاما نے ٹارزن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اپنی طاقت پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی غرور ہے۔“ ٹارزن نے اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہے۔ اب زیادہ باتیں مت کرو اور آؤ مقابلہ کرو میرے ساتھ۔“ سردار جوشاما نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ٹارزن نے ہنسر گھما کر اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیا۔ اسی لمحے سردار جوشاما نے دونوں ہاتھوں سے نیزہ پکڑا اور نہایت خوفناک انداز میں ٹارزن پر ٹوٹ پڑا۔

چلا آ رہا تھا بھلا آسانی سے سردار جوشاما کے نیزے کا کیسے شکار ہو سکتا تھا۔ وہ سردار جوشاما کے حملے ادھر ادھر اچھل اچھل کر اور اپنے نیزے پر روک رہا تھا۔

ان دونوں کی خوفناک لڑائی سردار جوشاما کے ساتھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انہوں نے آج سے پہلے اس قدر خوفناک اور خونی لڑائی نہیں دیکھی تھی۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر نارزن اور سردار جوشاما کو لڑتے دیکھ رہے تھے۔ دونوں میں کوئی بھی شکست مانتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”بس نارزن بس۔ نیزہ بازی میں ہم دونوں ہم پلہ ہیں۔ نہ تم مجھے کوئی زخم لگا پائے ہو اور نہ میں تمہارے جسم پر اب تک معمولی سی خراش ڈال سکا ہوں۔ میرا خیال ہے ہمیں اب تلوار سے لڑنا چاہئے۔ اس طرح ہم کوئی فیصلہ کر سکیں گے۔“ اچانک سردار جوشاما نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ نیزہ بازی میں تم واقعی بے پناہ مہارت رکھتے ہو۔“ نارزن نے فراخ دلی سے کہا۔ سردار جوشاما نے اپنا نیزہ ایک طرف پھینک دیا تو

نارزن نے اپنا نیزہ بھی اچھال دیا۔ ایک وحشی نے ایک تلوار نارزن کی طرف اور ایک تلوار سردار جوشاما کی جانب اچھال دی۔

دونوں تلواریں لے کر ایک بار پھر ایک دوسرے کے مقابل آ گئے۔ پھر فضا تلواروں کی جھنکاروں سے گونج اٹھی۔ سردار جوشاما نہایت خطرناک انداز میں تلوار چلا رہا تھا اور نارزن اس کے وار اپنی تلوار پر روکتے ہوئے اس کا بھرپور مقابلہ کر رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے پر تلوار برساتے ہوئے آگ کے گڑھے کے گرد گھومتے پھر رہے تھے لیکن نیزہ بازی کی طرح جب تلوار زنی سے بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا تو ان دونوں نے تلواریں جھوڑ کر خنجر پکڑ لئے۔ اس بار سردار جوشاما بے حد غصے میں نظر آ رہا تھا۔ وہ شاید نارزن کو ہر قیمت پر ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا کیونکہ خنجر چلانے کے ساتھ ساتھ وہ نارزن کے جسم کو ہاتھ لگانے کی بھی کوشش کر رہا تھا۔ وہ شاید اب نارزن کو اپنی شوگر طاقت سے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

نارزن نہایت احتیاط سے اس پر مسلسل نظریں رکھ

دیکھ کر وحشیوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ وہ اچانک اپنے ہتھیار لے کر ٹارزن کی طرف لپکے۔ ٹارزن نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی کمر سے لپٹا ہوا ہنٹر کھولا اور پھر شرپاں شرپاں اس کا ہنٹر چلنے لگا۔ ہنٹر جس وحشی کو لگتا اس کے جسم میں ایک لمحے کے لئے بجلی کی لہریں سی بنتیں اور وہ جل کر راکھ ہو جاتا۔

اپنے ساتھیوں کو اس طرح جل کر راکھ ہوتے دیکھ کر وحشیوں کے ہوش اڑ گئے تھے۔ انہوں نے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا مگر ٹارزن پر اب جنون اور وحشیانہ پن طاری ہو چکا تھا۔ وہ بھاگ بھاگ کر ان وحشیوں کے پیچھے جانے لگا اور ہنٹر مار مار کر انہیں جلا کر راکھ بناتا چلا گیا۔ اس نے کسی ایک وحشی کو بھی وہاں سے بھاگ نکلنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ٹارزن کا ہاتھ اس وقت رکا جب اس نے ان تمام سیاہ جلا د وحشیوں کو ہنٹر مار کر جلا کر راکھ بنا دیا تھا۔

غصے اور نفرت سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ وہ سچ مچ ایک درندہ نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے

کر اس کے حملوں کا جواب دے رہا تھا۔ ٹارزن کے چہرے پر بھی اب غصے کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ وہ شاید اب اس لڑائی کو ختم کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ بھی سردار جوشاما پر تیزی سے حملے کرنے شروع ہو گیا تھا۔ ایک بار سردار جوشاما نے ٹارزن کی طرف چھلانگ لگائی تو ٹارزن بجلی کی سی تیزی سے زمین پر لوٹ لگا گیا۔ سردار جوشاما نے جسم کو فضا میں موڑا اور سیدھا ٹارزن پر آپڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹارزن کے سینے پر گرتا ٹارزن نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کرتے ہوئے اپنے جسم کو موڑا اور پھر اس کی ٹانگیں پوری قوت سے سردار جوشاما کو جو فضا میں اچھل کر قلابازی کھا کر مڑ گیا تھا کی پشت پر زور دار انداز میں پڑیں اور سردار جوشاما فضا میں چکراتا ہوا سیدھا اس آگ کے گڑھے میں جا گرا جس میں ٹارزن نے شارجی دیوی کو گرا کر فنا کیا تھا۔

آگ کے گڑھے میں گرتے ہی سردار جوشاما کی کربناک چیخوں سے جنگل گونج اٹھا۔ وہ آگ میں بری طرح سے ناچنے لگا۔ اپنے سردار کو آگ میں گرتا

”آکو بابا کے ہنر نے ان کو آسان موت مار دیا ہے ورنہ میرا دل تو چاہ رہا تھا کہ میں ان کے بھی اسی طرح ٹکڑے کرتا جس طرح انہوں نے شائلا قبیلے والوں کو مار کر ان کے ٹکڑے کئے تھے۔“ نارزن نے سفاک لہجے میں کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایسے جلاد وحشیوں کا ایسا ہی انجام ہونا چاہئے تھا۔“ منکو نے نارزن کو غصے میں دیکھ کر جلدی سے کہا۔

”ہونہ۔ آؤ۔ اب ان بدبختوں کے بنائے ہوئے کھوپڑیوں کے بت کو بھی تباہ کر دیں۔“ نارزن نے کہا تو منکو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

نارزن نے ایک بڑی سی لکڑی کے سرے پر آگ جلائی اور اسے لے کر منکو کے ساتھ اس جگہ پہنچا جہاں ایک بڑے میدان میں کھوپڑیوں کا بنا ہوا شکاری دیوی کا بت موجود تھا۔ نارزن نے جنگل سے خشک جھاڑیاں اور درختوں کی خشک شاخیں اکٹھی کیں اور انہیں شکاری دیوی کے بت کے گرد ڈھیر کی صورت میں جمع کر دیا پھر بہت سی خشک جھاڑیاں نارزن نے

پناہ جلاد پن نظر آ رہا تھا جیسے ہی اس نے آخری سیاہ قام وحشی کو ہلاک کیا اس کے ہاتھ سے آکو بابا کا ہنر یلکھت غائب ہو گیا۔

”اوہ۔ یہ کیا۔ یہ ہنر کہاں غائب ہو گیا۔“ ہنر کو غائب ہوتے دیکھ کر نارزن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

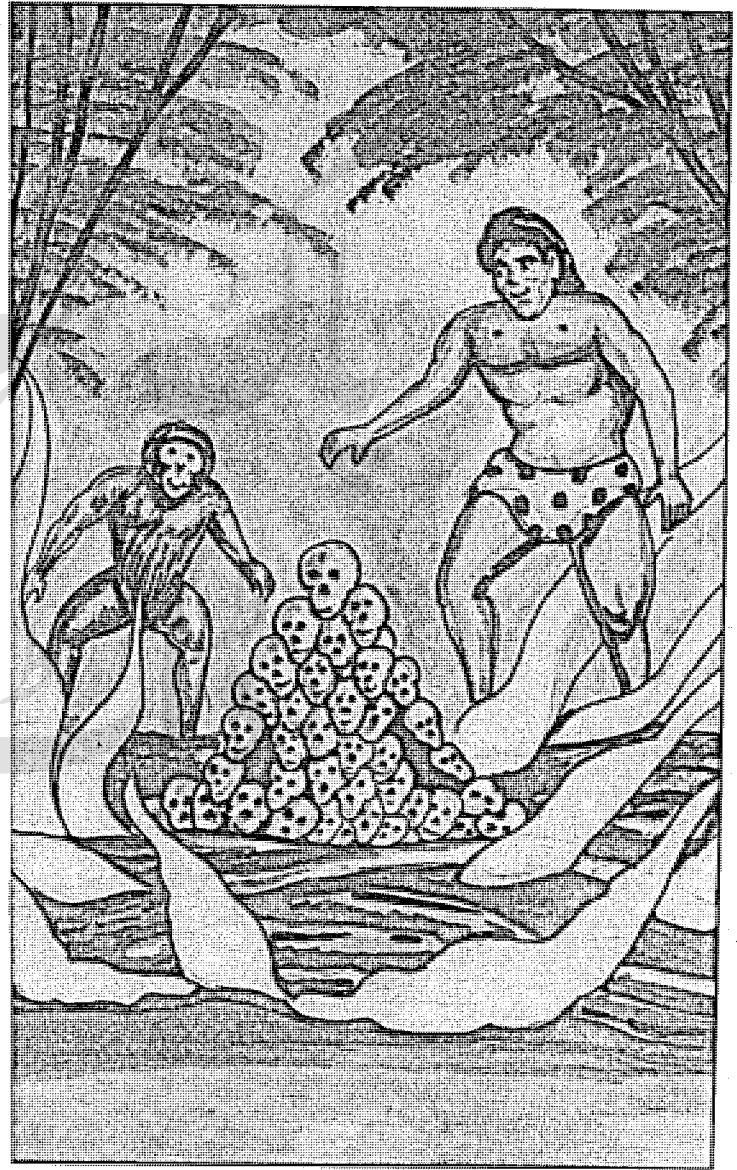
”تمام وحشی مارے جا چکے ہیں سردار۔ آکو بابا نے کہا تھا کہ جیسے ہی تمام جلاد وحشی ختم ہوں گے ہنر غائب ہو جائے گا۔“ اچانک ایک طرف سے منکو نے درخت سے چھلانگ لگا کر نارزن کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔“ منکو کی بات سن کر نارزن نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سردار۔ میں درختوں میں چھپا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ تم تو ان سیاہ جلاد وحشیوں سے بھی بڑے جلاد نظر آ رہے تھے۔ تم نے کسی ایک وحشی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ سب کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔“ منکو نے نارزن کی طرف دیکھتے ہوئے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

اس بت کے اوپر بھی ڈال دیں اور انہیں آگ لگا دی۔ جھاڑیاں اور درختوں کی شاخیں چونکہ خشک تھیں اس لئے انہوں نے فوراً ہی آگ پکڑ لی اور دیکھتے ہی دیکھتے کھوپڑیوں کا بنا ہوا بت اس آگ میں جلنا شروع ہو گیا اور پھر مکمل طور پر جل کر راکھ بن گیا۔

”چلو۔ اب واپس چلیں۔ میں نے پیجاری پاسوگ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور شارجی دیوی بھی فنا ہو گئی ہے اور سیاہ جلاذ وحشیوں سے بھی اپنا انتقام لے لیا ہے۔“ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ دونوں اپنے جنگل کی طرف چل پڑے۔ شارجی دیوی چونکہ جل کر فنا ہو چکی تھی اس لئے اس کے فنا ہوتے ہی جنگل پر سے اس کا سحر ختم ہو گیا تھا۔ اس نے جنگل کے کناروں پر موجود درختوں کی جو دیوار بنائی تھی وہ بھی غائب ہو گئی تھی۔ تمام درخت خود بخود اپنی جگہوں پر واپس آ گئے تھے۔ ٹارزن اور منکو اس بار بڑے اطمینان بھرے انداز میں تاریک جنگل سے نکل گئے تھے۔ اس بار ٹارزن نے ایک پراسرار دیوی کے خلاف نہایت انوکھی اور خوفناک جنگ لڑی تھی۔ اس دیوی سے لگائی ہوئی شرط تو وہ نہ



جیت سکا تھا مگر اس نے آخر کار اس بدروح کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس دیوی کو ہلاک کرنے کے لئے اس نے بلاشبہ عیاری سے کام لیا تھا۔ آکو بابا نے بھی منکو کے ہاتھ یہی پیغام دے کر بھیجا تھا کہ شارگی دیوی کو اس وقت فنا کیا جاسکتا ہے جب وہ ظاہر حالت میں ہو۔ اسے ہلاک کرنے سے پہلے آکو بابا نے ٹارزن کو پاسوگ پجاری کو ہلاک کرنے کی ہدایات دی تھیں اور پھر شارگی دیوی کو آگ میں زندہ جلانے کا حکم دیا تھا۔ ٹارزن نے شارگی دیوی کو رسم و رواج کا جھانسنہ دے کر اپنی عیاری کے جال میں پھنسایا تھا ورنہ شاید شارگی دیوی آسانی سے اس کے قابو نہ آتی۔ اس جیسی پراسرار طاقتوں کی مالکہ کو فنا کرنے کے لئے ٹارزن نے جو طریقہ اپنایا تھا وہی اس کے نزدیک بہتر اور آسان تھا اور وہ اپنے اس طریقے پر عمل کر کے پوری طرح سے کامیاب رہا تھا جو اس کی عقلمندی اور ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

ختم شد



عمرو اور قیدی شہزادی

عمرو عیاری کی انتہائی دلچسپ کہانی

عمرو

اور قیدی شہزادی

مصنف۔ خالد نور

☆ شہزادی تابندہ۔ جسے گابون جادوگر نے اغوا کر کے اپنے محل میں قید کر دیا۔
☆ راشا جادوگر۔ گابون جادوگر کا دوست، جس نے گابون جادوگر کو بے وقوف بنا ڈالا۔ مگر کیسے؟
☆ راشا جادوگر۔ جس نے شہزادی تابندہ کو اغوا کر لیا اور گابون جادوگر کو خبر تک نہ ہوئی۔ مگر کیوں؟
☆ گابون جادوگر۔ جس نے راشا جادوگر کو ہلاک کرنے کی ٹھان لی اور وہ اس کی تلاش میں نکل پڑا۔
☆ کیا عمرو شہزادی تابندہ کو گابون جادوگر کی قید سے آزاد کر سکا۔ یا؟
☆ وہ لمحہ۔ جب جادوئی ہڈی کی شعاعیں عمرو سے ٹکرائیں تو وہ بلندی پر سے نیچے زمین پر گرنا چلا گیا۔ کیا عمرو ہلاک ہو گیا؟
عمرو کی عیاری سے بھرپور ایک انتہائی دلچسپ کہانی

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

ارسالان پبلی کیشنز پاکستان
ملتان

عمر و عیاری کی عیاریوں سے بھرپور ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

باتصویر

خاص نمبر

مصنف خالد نور عمر و اور گمشدہ شہزادیاں

تین شہزادیاں جو راستہ بھٹک کر زرد جزیرے پر پہنچ کر غائب ہو گئیں۔ انہیں

کس نے غائب کیا اور کیوں؟

عمر و عیاری جس نے گمشدہ شہزادیوں کو تلاش کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟

عمر و عیاری کیسے گمشدہ شہزادیوں کو تلاش کرنے پر راضی ہوا؟

عمر و عیاری کا ہمشکل محافظ بونا جس نے عمر و عیاری کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

چاگام چاگام گر جس نے عمر و عیاری کی زنبیل کی کراماتی چیزوں پر ایسا جادو کیا کہ

اس کی کراماتی چیزوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ چاگام جادوگر

نے ایسا کیوں کیا اور کیسے؟

نور محمد جہاں قدم قدم پر موت تھی۔ عمر و عیاری زرد جزیرے پر کیسے پہنچا؟

آدم محمد جتنوں نے عمر و عیاری کو گھیرے میں لے لیا۔ عمر و عیاری آدم خور

درختوں سے کیسے بچا؟

ہلکے جب عمر و عیاری گردن تک ریت میں دھنسا ہوا تھا اور ریگستانی لومڑیوں

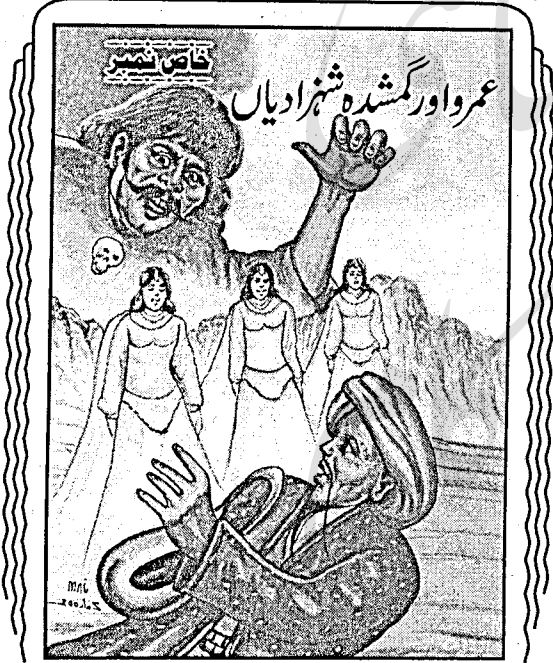
نے اس پر حملہ کر دیا۔ کیا عمر و عیاری زندہ بچ سکا؟

ہلکے جب عمر و عیاری آگ کے حصار میں قید ہو گیا تھا اور خونخوار کتے اس کی جان

کے دشمن بن گئے تھے۔ پھر کیا ہوا؟

ہلکے جب گمشدہ شہزادیاں، عمر و عیاری کو ہلاک کرنے کے لئے اس کے سامنے آ گئیں۔ وہ کیوں عمر و عیاری کی دشمن بن گئی تھیں؟

ہلکے جب سفید دیو نے عمر و عیاری پر انتہائی وزنی چٹان پھینک دی اور وہ چٹان کے نیچے دب کر مر گیا۔ کیا عمر و عیاری واقعی مر گیا تھا۔ یا؟



بچوں کے لئے ایک نئی طلسماتی کہانی جو اپنی مثال آپ ہے۔

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز ملتان
پاک گیٹ

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

بچوں کے لئے عمروعیار کی انتہائی دلچسپ کہانی

خاص نمبر

باتصویر

مصنف ظہیر احمد عمر و اور خزانہ طلسم

عمروعیار — جسے ایک پراسرار آواز سنائی دی تھی۔ وہ پراسرار آواز کس کی تھی —؟

عمروعیار — جو اپنے خیمے میں داخل ہوا اور خیمے کی بجائے ایک لق و دق صحرا میں پہنچ گیا۔ کیسے —؟

نیلیم رانی — کون تھی اور وہ عمروعیار سے کیا چاہتی تھی —؟

نیلیم رانی — جو عمروعیار کو سمندر کی انوکھی دنیا میں لے گئی۔ کیوں —؟

گھونگھے بابا — جس نے عمروعیار کو ایک انوکھے خزانے کے بارے میں بتایا اور اس خزانے کا سن کر عمر و آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

خزانہ طلسم — جہاں ایک جادوگر نے آدھی دنیا کا خزانہ اکٹھا کر رکھا تھا۔ کیوں —؟

خزانہ طلسم — جس میں خزانہ جمع کرنے والا جادوگر ہلاک ہو گیا تھا مگر اس کی اپنی بدروح وہاں قید ہو گئی تھی۔ کیسے —؟

خزانہ طلسم — جس میں داخل ہونے کے لئے عمر و کو موت کے طلسمات طے کرنے تھے۔ وہ طلسمات کیا تھے —؟

خزانہ طلسم — جس میں داخل ہونے سے پہلے ہی عمروعیار پر جان لیوا حملہ کرنے کے لئے بھیا تک بدروحمیں پہنچ گئیں۔

وہ لمحہ — جب عمروعیار کو ایک طلسم میں سیاہ بدروحوں نے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا۔

زرگاش جادوگر — جو خزانہ طلسم کا سنہری خزانہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کیوں —؟

زرگاش جادوگر — جس نے عمروعیار کی زنبیل سے اس کے تمام خزانے نہایت آسانی سے حاصل کر لئے۔ مگر کیسے۔ ایک حیرت انگیز واقعہ۔

عمروعیار — جس کی زنبیل سے سارے خزانے غائب ہو گئے اور عمروعیار خزانوں کے غم میں پاگل ہو گیا۔ کیا واقعی —؟

ایک انتہائی حیرت انگیز، تہمتہ بار اور جادوئی طلسمات کے انوکھے واقعات سے بھرپور ناول جسے آپ بار بار پڑھنا پسند کریں گے۔

نئی کہانی، نیا انداز، جس کے واقعات آپ کو اپنے ساتھ بہا لے جائیں گے اور آپ حیرت کے سمندر میں غوطے لگانا شروع ہو جائیں گے۔

➤ آج ہی اپنے قریبی بک شال سے طلب فرمائیں

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز پاکستان
اقاف بلڈنگ ملتان

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

بچوں کے لئے شیخ چلی کی حماقتوں بھری انتہائی دلچسپ کہانی

خاص نمبر

باتصویر

مصنف ظہیر احمد شیخ اور ناگ رانی

شیخ چلی ☆ جس کا ایک دوست گینڈے سے بھی زیادہ موٹا تھا۔

شیخ چلی ☆ جس کے موٹے دوست کا نام گونگو تھا۔

گونگو ☆ جو ایک وقت میں دس دس انسانوں کا کھانا اکیلا ہی کھا جاتا تھا۔

گونگو ☆ جو شیخ چلی کے لئے تحفے میں ایک سنہری بین لایا تھا۔

سنہری بین ☆ جسے بجاتے ہی شیخ چلی کے سامنے ایک پری نمودار ہو گئی۔

عسکا پری ☆ جو بین کی غلام تھی اور بین بجانے کی وجہ سے شیخ چلی کی کنیر بن گئی تھی۔

عسکا پری ☆ جو شیخ چلی کے لئے خزانے ڈھونڈ سکتی تھی۔

عسکا پری ☆ جس نے شیخ چلی کو ایک جنگل میں دفن خزانے کے بارے میں

بتایا تو شیخ چلی فوراً اس کے ہمراہ اس جنگل کی طرف ہولیا۔

ناگ رانی ☆ جو ایک طلسمی سرخ خیمے میں چھپی ہوئی تھی۔

بوڑھا پجاری ☆ جو ناگ رانی کو پکڑ کر اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

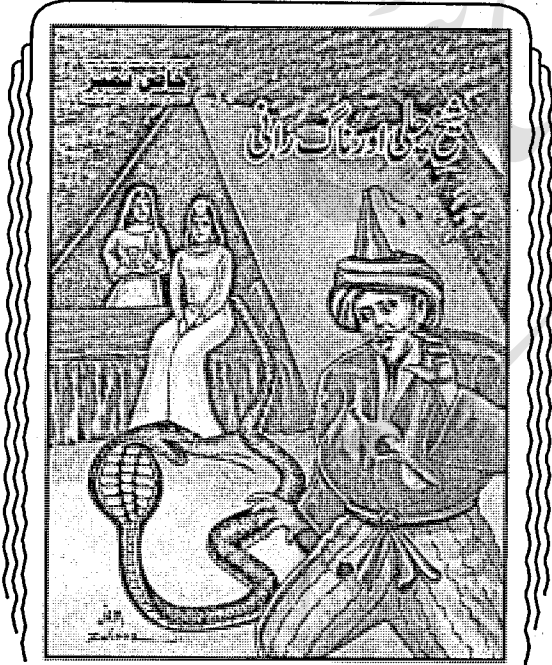
متو کا ناگ ☆ جس نے چھپی ہوئی ناگ رانی کا پیہ ڈھونڈ نکالا تھا۔

وہ لمحہ ☆ جب شیخ چلی کی وجہ سے ناگ رانی بوڑھے پجاری کی قید میں چلی گئی۔

وہ لمحہ ☆ جب شیخ چلی غائب ہو گیا اور اس نے غیبی حالت میں ایک جادوگر

کو ہلاک کر دیا۔

کیا ☆ شیخ چلی کا امیر بننے، اپنا محل بنانے اور دنیا کی حسین ترین شہزادی سے شادی کرنے کا خواب پورا ہو سکا۔ یا ہمیشہ کی طرح اس کا خواب، خواب ہی بن کر رہ گیا۔



اپنی نوعیت کا نیا اور انوکھا ناول جسے پڑھ کر آپ بے حد خوش ہوں گے۔

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز پاکستان
ملتان

E-Mail: Address arsalan.publications@gmail.com

بچوں کے لئے شیخ چلی کی حماقتوں بھری انتہائی دلچسپ کہانی

خاص نمبر

باتصویر

شیخ چلی اور چالاک جن

مصنف
ظہیر احمد

چالاک جن ☆ جوش چلی سے اس کی سنہری بین حاصل کرنا چاہتا تھا۔
چالاک جن ☆ جوش چلی کے سامنے بار بار روپ بدل کر آ رہا تھا۔
شیخ چلی ☆ جس کے گدھے گو کی گردن سے ایک خطرناک اور زہریلا
ناگ آ کر لپٹ گیا۔

شہزادی مہ جبین ☆ کون تھی اور وہ شیخ چلی سے کیوں شادی کرنا چاہتی تھی۔
شیخ چلی ☆ جو حسین شہزادی مہ جبین سے شادی کرنے کے لئے اسے اپنے
گدھے گوپر بٹھا کر اپنے گھر لے آیا۔ شہزادی مہ جبین نے شیخ چلی کی خاطر
گدھے پر سوار ہونا بھی منظور کر لیا تھا۔

شہزادی مہ جبین ☆ جسے دیکھتے ہی شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے شیخ چلی سے کہا
کہ یہ شہزادی نہیں ہے افریقہ کی سیاہ چڑیل ہے اور کپڑے دھونے والا ڈنڈا
لہراتی ہوئی شہزادی مہ جبین کی طرف بوڑھی اور اسے اپنے گھر سے نکال دیا۔؟
شیخ چلی ☆ جسے عسکا پری نے ایک طاقتور جن بنا دیا تھا۔ کیوں —؟
شیخ چلی ☆ جس نے جن بن کر ایک طاقتور اور چالاک جن کا مقابلہ کرنے
کی کوشش کی مگر —؟

وہ لمحہ ☆ جب شیخ چلی کے سامنے ایک بھیانک چڑیل آ گئی۔

وہ لمحہ ☆ جب شمولاجن نے ہوا میں موجود شیخ چلی کو ہزاروں فٹ نیچے زمین

پر پھینک دیا۔

وہ لمحہ ☆ جب عسکا پری کی مدد سے شیخ چلی نے چالاک اور طاقتور جن کو ہلاک
کر دیا۔ کیسے —؟



بچوں کے لئے ایک نئی طلسماتی کہانی جو اپنی مثال آپ ہے۔

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز پاکستان
اقاف بلڈنگ ملتان

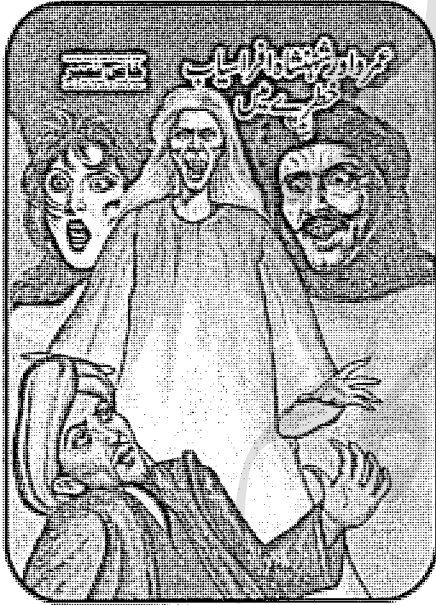
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

300 سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے عمروعیار کے کارناموں پر مشتمل

انتہائی دلچسپ خاص نمبر

عمر و اور شہنشاہ افراسیاب خطرے میں

چیزوں اور شہنشاہ افراسیاب کے جادو نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔
☆ کیا عمروعیار، چاندتارا، شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو طلسم فشاں جادو
کے خوفناک طلسمات کا خاتمہ کر سکے۔ یا خود ہی فنا ہو گئے۔



ایک ایسا دلچسپ مگر خوفناک طلسماتی ناول جو آپ کو نئی دنیا کی سیر کرائے گا۔
(تحریر۔ سید علی حسن گیلانی)

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ
ملتان پاک گیٹ

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

☆ جانگوس جادوگر۔ جس نے عمروعیار، چاندتارا، شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ
حیرت جادو کو ہلاک کرنے کے لئے ایک انتہائی خطرناک عمل کیا۔

☆ وہ لمحہ۔ جب جانگوس جادوگر کے عمل سے عمروعیار، چاندتارا، شہنشاہ
افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کی زندگی کے صرف تین دن باقی رہ
گئے تھے اس کے بعد ان کی ہلاکت یقینی تھی۔

☆ وہ حیرت انگیز لمحہ۔ جب عمروعیار اور شہنشاہ افراسیاب کو اپنی بیگمات کے
ساتھ مل کر طلسم فشاں جادو کا خاتمہ کرنا تھا اور ایک دوسرے کی مدد بھی
کرنی تھی۔

☆ طلسم فشاں جادو۔ ایسی ہولناک دنیا، جہاں ان چاروں میں سے کسی ایک
کے مرنے سے باقی تینوں کی ہلاکت بھی یقینی تھی۔

☆ وہ دلچسپ لمحہ۔ جب عمروعیار اور شہنشاہ افراسیاب جو ایک دوسرے کے
ازلی دشمن تھے ایک دوسرے کی مدد کرنے پر مجبور ہو گئے۔

☆ وہ لمحہ۔ جب ان چاروں کو مل کر طلسم فشاں جادو کے خوفناک طلسمات عبور
کرنے میں بے پناہ اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

☆ طلسم فشاں جادو۔ ایسی ہولناک طلسمی دنیا جہاں عمروعیار کی زنبیل کی کراماتی



عمرو
اور قاتل پری

عمرو عیار کی انتہائی دلچسپ کہانی

عمرو اور قاتل پری

مصنف - خالد نور

☆ سارا پری۔ وہ کون تھی اور وہ کیوں عمرو کو قتل کرنا چاہتی تھی؟
☆ سارا پری۔ جس نے سردار امیر حمزہ کی موجودگی میں عمرو کو خنجر مار دیا اور وہ
کچھ بھی نہ کر سکے۔ کیا عمرو ہلاک ہو گیا۔ یا؟
☆ گاشار جادوگر۔ وہ کون تھا اور وہ عمرو کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا تھا؟
☆ شہنشاہ افراسیاب نے گاشار جادوگر کو چیخ کیا کہ اگر وہ عمرو کو ہلاک کرنے
میں کامیاب ہو گیا تو وہ اپنے منصب سے دستبردار ہو جائے گا۔
☆ کیا گاشار جادوگر شہنشاہ افراسیاب کا چیخ پورا کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا؟
☆ جادوئی ہوا اتنی تیز تھی کہ عمرو تنے کی مانند فضا میں اڑتا ہوا ایک پہاڑ کی طرف
بڑھ رہا تھا اور عمرو کو اپنی موت آنکھوں کے سامنے نظر آرہی تھی۔ کیا عمرو پہاڑ
سے ٹکرا کر ہلاک ہو گیا۔ یا؟
☆ انتہائی دلچسپ اور عمرو کی عیاری سے بھرپور کہانی۔



عمرو اور سیاہ وحشی

عمرو عیار کی انتہائی دلچسپ کہانی

عمرو اور سیاہ وحشی

مصنف - خالد نور

☆ سیاہ وحشی۔ جو وحشی ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ جادوئی طاقتوں کا مالک
بھی تھا۔
☆ سیاہ وحشی۔ جس نے آشلوک جادو حاصل کرنے کے لئے یمن کی شہزادی
بہار کو اغوا کر لیا۔ وہ آشلوک جادو کیوں حاصل کرنا چاہتا تھا؟
☆ عمرو۔ جو شہزادی بہار کو سیاہ وحشی کی قید سے آزادی دلانے کے لئے افریقہ
کے خطرناک جنگلات میں پہنچ گیا۔
☆ سیاہ وحشی۔ جس نے عمرو کو جادوئی رسیوں سے باندھ کر گہری کھائی میں
پھینک دیا اور اس پر ایک بھاری چٹان پھینک دی۔
☆ وہ لمحہ۔ جب عمرو رسیوں سے بندھا گہری کھائی میں گرتا جا رہا تھا اور اسے
بچانے والا کوئی نہیں تھا۔ کیا عمرو ہلاک ہو گیا؟
☆ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز ملتان
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

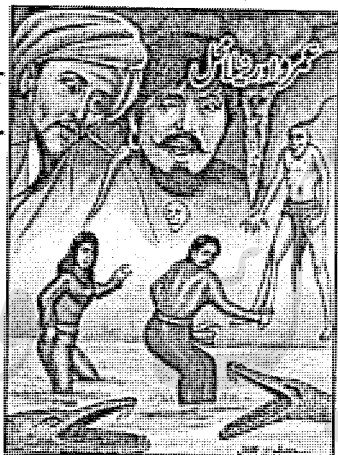
ارسلان پبلی کیشنز ملتان
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمر و عیار کی انتہائی دلچسپ کہانی

عمر و اور نیلا محل

مصنف - خالد نور



گنجپجاری۔ جس نے ملک کو شان کے شہزادہ عاطف کو اغوا کرانے کے لئے

اپنے دوست سبائٹا جادوگر کی مدد حاصل کی۔ کیوں؟

سبائٹا جادوگر۔ جس کا دعویٰ تھا کہ وہ شہزادہ عاطف کو اس انداز میں اغوا کر کے لائے گا کہ عمر و کو معلوم ہی نہیں ہو سکے گا۔

گنجپجاری۔ جس نے شہزادہ عاطف کو نیلے محل میں پہنچا دیا۔ نیلا محل کہاں تھا؟

عمر و۔ جو شہزادہ عاطف کی بازیابی کے لئے سیاہ وادی کی طرف چل پڑا۔

وہ لمحہ۔ جب عمر و کو ہوش آیا تو وہ ایک غار میں پتھر سے رسیوں سے بندھا ہوا تھا

اور سبائٹا جادوگر اسے ہلاک کرنے آرہا تھا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ۔ جب عمر و نیلے محل میں داخل ہوا تو شیطان دیوتا نے اسے گردن سے پکڑ

کر فضا میں اٹھا لیا اور عمر و دم گھٹنے سے ہلاک ہو گیا۔ کیا واقعی عمر و ہلاک ہو گیا؟

کیا عمر و شہزادہ عاطف کو بازیاب کر سکا۔ یا نہیں؟

333-6106573

336-3644440

336-3644441

h 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز پاکستان
ادقاف بلڈنگ ملتان

.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com